New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
عشق قید
از قلم رمشا حسین
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

عشق قید

از رمشا حسین

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

یہ تو بہت اچھی بات ہے اماں جان سارہ بیگم نے اپنی ساس کو کہا جو ان کو اپنے بیٹے حیدر کے آنے کا بتا رہی تھی۔جو کافی سالوں سے شادی کر کے اپنی دنیا لنڈن میں بسا چکے تھے اور اب وہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ان سے ملنے کے لیے آرہے تھے۔ستارے بیگم جو ان کی ساس تھی۔بے صبری سے ان کے انتظار میں تھی۔

ہاں نہ بیٹا میں تو کہتی ہوں اس کو کے ابھی یہی رہے۔پر ہمیشہ والا جواب کے ابھی نہیں۔ستارے بیگم نے افسردہ لہجے میں کہا۔

آپ فکر نہ کرے اماں جان بھائی صاحب اگر کہہ رہے ہے کہ بعد میں آئے تو بس آپ اطمینان رکھے۔سارہ بیگم نے اپنی ساس کو اطمینان دلایا۔

امی جان

امی جان۔وہ ابھی آپس میں باتا کر رہے تھے۔کے سیڑھیوں سے سارہ بیگم کے بچے بھاگتے ہوئے آرہے تھے۔

امی جان مجھے اس چڑیل سے بچالے۔پندرہ سالہ شاہزیب نے اپنی ماں کے پیچھے چھپ کر کہا۔

امی جان آج آپ ہمارے بیچ نہیں آئے گی اس کا قتل آج مجھ پہ واجب ہے۔سولہ سالہ مہرماہ نے ہانپتے ہوئے اپنی ماں سے کہا جو پریشانی سے دونوں کو دیکھ رہی

تھی۔جب کے ستارے بیگم نفعی میں سر ہلاتی اپنی تسبیح کے دانے گرانے لگی

تھی۔جیسے کہہ رہی ہوں کہ ان کا روز کا معمول ہے۔

کیا اول فول بول رہی ہو مہرو چھوٹا بھائی ہے تمہارا لحاظ کرو کچھ۔سارہ بیگم نے اپنی

لاڈلی بیٹی کو ڈانٹا۔

شاہزیب نے اپنی ماں کی حمایت پا کر کچھ شیر ہوا اور اپنی شرٹ کے کالر ٹھیک کرتا پھر

معصوم شکل بناتا اپنی ماں کے کچھ اور قریب ہو کر کہا۔

امی جان یہ تو کچھ بھی نہیں میں آپ کو کیا کیا بتاؤ مہرو میرے ساتھ کتنا ظلم کرتی

ہے۔آخر میں شاہزیب نے اپنے نا ہونے والے آنسو صاف کیے اس کی اس ڈرامے

بازی پہ مہرماہ نے اپنی بڑی بڑی سی آنکھیں گھمائی ی۔

صاف صاف بتا کر وزیب۔سارہ بیگم کچھ سنجیدہ سی ہو گئی۔وہ بیچاری ان کے

ڈرامے میں پھنس جاتی تھی۔

امی اس دن آپ لوگ جب

امی جان اس کو چھوڑے یہ ہے ہی جھوٹا کمینہ۔شاہزیب کی بات کرنے سے پہلے ہی

مہرماہ نے اپنی ماں سے کہا۔

تم دونوں سدھر جاؤ بچے نہیں رہے ہو اب۔سارہ بیگم نے دونوں کو ڈانٹا۔

امی جان آپ میری بات سنیں آپ جانتی نہیں آج یہ میرے کمرے میں آ کر کیا کارنامہ انجام دے چکا ہے۔ مہر ماہ نے رونے والے انداز میں کہا۔

کیا کر دیا آپ شاہزیب نے؟ سارہ بیگم نے پوچھا۔

اس کا نشہ کم کیا۔ شاہزیب نے مزے سے اپنی ماں کے قریب صوفے پہ لیٹنے والے انداز میں کہا۔

امی جان اس کمینے نے میری ناول کا پیج والا اور وہ بھی ضروری پیج پھاڑ دیا۔ مہر ماہ نے ایسے بتایا جسے نجانے کونسی بڑی بات ہو۔ خیر اس کے لیے تو تھی۔ اس کی بات سن کر سارے بیگم کی ہنس نکل گئی۔ جب کے شاہزیب اس کو اور چڑانے کی خاطر زور زور سے ہنسنے لگا جیسے مہر ماہ نے کوئی لطیفہ سنا دیا جب کے سارہ بیگم نے افسوس بھری نظر سے مہر ماہ کو دیکھا اور کہا۔

یہ تم دونوں نے اِس منحوس ناول کے لیے اتنا شور مچایا ہوا ہے۔ شاہزیب تو ناول کے اس لقب پہ پاگل ہو کے ہنسنے لگا اور پیٹ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

امی جان کیا ہو گیا ایسا تو نہ کہے مہر ماہ نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کہ کہا۔ وہ کہا برداشت کرتی اپنی ناولوں کے لیے ایسے الفاظ۔ اس لیے فورن سے بولی

بس اور بحث نہیں اپنے اپنے کمروں میں جاؤ غضب خدا کا اتنے بڑے ہو کر بھی عقل نام کی کوئی چیز ہے نہ اور کوئی فضیلت۔ سارہ بیگم نے اور جھاڑ پلائی۔

آپ جانتی ہے میرا ناولز سے لگاؤ۔ مہرماہ نے کچھ شرما کر کہا۔ جس پہ شاہزیب نے زبان دیکھائی۔

اس لیے بول رہی ہوں ابھی ان کو کم کرو اور ڈھنگ سے رہنا تم دونوں دوسرے ملک سے تمہارے چچا اور ان کی فیملی آرہی ہے میں نہیں چاہتی ان کو تم دونوں کی کوئی بات ناگوارا گزرے۔ سارہ بیگم نے اب کی کچھ سمجھانے والے انداز میں کہا تو شاہزیب سیدھا ہو کر اپنی ماں کو دیکھا۔ جب کے مہرماہ بھی اپنا غم بھولائے ان کے دوسری طرف آکر بیٹھ گئی اور کہا۔

چچا حیدر آرہے کیا وہ ہمارے ساتھ رہے گے۔

نہیں انہوں نے ہمارے قریب ہی جو فلیٹ ہے نہ وہ خریدا ہے۔ مہرماہ کو جواب ستارے بیگم نے دیا۔

تو کیا وہ ہمیشہ کے لیے آئے گے؟ شاہزیب نے سوال کیا۔

کہاں بیٹا بس دعا کرو کے ہمیشہ کے لیے بھی آئے۔ ستارے بیگم نے امید سے ان کو کہا۔

آجائے گے دادی یو فکر ناٹ۔ مہرماہ نے ان کو دیکھ کر شرارت سے کہا۔

تو وہ ہنس پڑی۔ پھر سارہ بیگم نے کہا۔

اچھا ابھی تم لوگ اپنا کام کرو میں بھی کچن دیکھ لوں زرہ کے کھانا بنایا ہے کہ نہیں گُک نے۔ ان کی بات سن کے مہرماہ نے شاہزیب کے بال کھینچ کر اپنے کمرے کی طرف اُپر کو بھاگی۔ جب کے شایزیب چیخ کر بولا۔

چڑیل اللہ کرے آپ کے سارے ناولز برباد ہو جائے۔

پر مہرماہ سیڑھیو چڑھنے کے بعد بولی۔

مہرماہ سکندر سے پنگا از ناٹ چنگا۔

شہباز خان کے دو بیٹے تھے بڑے سکندر خان اور اس سے دو سال چھوٹے حیدر خان اور ایک بیٹی تھی جن کا نام نادیہ تھا وہ دونوں بھائی یوں سے چھوٹی تھی۔ سکندر صاحب کی شادی کے بعد شہباز صاحب نے اپنے دوسرے بیٹے کی شادی کا سوچا تھا۔ پر حیدر صاحب نے ان کی بات پہ انکار کر دیا تھا کہ ابھی ان کا ایسا کوئی ارادہ نہیں جن پہ شہباز صاحب کو اختلاف بہت تھا پر وہ خاموش رہے۔ ان کے بعد انہوں نے اور ستارے بیگم نے اپنی بیٹی کی شادی کروادی تھی اپنے جاننے والے سے نادیہ کی شادی انہوں نے جبار شاہ سے کی تھی جن کے ساتھ وہ بہت خوش تھی۔ پھر کچھ سالوں بعد

حیدر صاحب نے بھی شادی کر دی پر وہ بعد میں لنڈن چلے گ ئی ے اور وہی کے ہو کے رہ گ ئی ے۔ اپنے وطن وہ بس شہباز خان کی وفات پہ آئے تھے وہ بھی اکیلے اس بعد نہیں۔

سکندر صاحب کہ دو بچے تھے ایک مہرماہ جو بہت اچھے دل کی مالک تھی جس کا دل شفاف اور چمکتا ہوا تھا چھوٹی سی عمر میں ہی اس کو سب کی فکر اور خیال ہوتا تھا۔ پر اس کے ساتھ وہ بہت شرارتی اور ہنس مکھ بھی تھی جس کی وجہ سے وہ ہر کسی کو پسند ہوتی تھی۔ مہرماہ کا بہت خوبصورت تھی سب سے زیادہ اس کی بڑی بڑی اور موٹی سی آنکھیں جن کو وہ اگر گھماتی تو دل لوٹ لیتی اس حد تک وہ پیاری لگتی اور وہ ابھی کالج میں میں پڑھتی تھی۔ ناولز پڑھنے کا اس کو کریز تھا۔ اور اس کے بعد آتا تھا سکندر خان کا دوسرا بیٹا شاہزیب جو شاید پیدا ہی مہرماہ کو تنگ کرنے کے لیے ہوا تھا یہ مہرماہ کا کہنا تھا۔ شاہزیب پندرہ سال کی عمر میں مہرماہ کی نسبت کافی سمجھدار تھا وہ بس اس کا ہی سوچتا جو اس کے بارے میں سوچتا وہ کافی شرارتی قسم کا تھا پر اجنبی لوگوں کے لیے وہ اتنا سنجیدہ ہوتا کے لوگ حیرت سے اس بچے کی سنجیدگی دیکھتے اس کا پسندیدہ کام تھا مہرماہ کو پریشان کرنا اور اس کی اٹینشن حاصل کرنا اس کو اپنی بڑے بہن سے بہت پیار تھا اس لیے وہ اگر کبھی کوئی ی شرارت کرنے کا سوچتا تو اس کا پہلا ٹارگٹ مہرماہ کی ناولز ہوتی

کیوں کی وہ جانتا تھا اس کی بہن کو کس بات پہ زیادہ غصہ آئے گا۔اور وہ بھی ابھی کالج لائی ف میں نیا قدم رکھا تھا۔

جب کے نادیہ کے تین بچے تھے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں سالار اور حور دونوں جڑوہ تھے۔جو مہرماہ کی عمر کے تھے۔وہ دونوں بھی اپنی ماں کی طرح تھے گُھلنے ملنے والے سالار کی شاہزیب سے جب کی حور کی مہرماہ سے بنتی تھی۔جب کی نادیہ کی دوسری بیٹی انابیہ جو کی ابھی گیارہ سال کی تھی ابھی سے ہی بہت مغرور تھی اپنے سامنے کسی کو کجھ نہ سمجھنے والی۔

حیدر صاحب کے بھی تین بچے تھے ایک بیٹی اور دو بیٹے سب سے پہلے ان کی بیٹی پری جو کی چودہ سال کی تھی۔اور دوسرا بیٹا شاہ میر جو کی بارہ سال کا تھا پر بہت سنجیدہ اور کم بولنے والا تھا وہ اپنی چیزوں کے پوزیسور ہنے والا تھا وہ اپنی سنجیدہ طبیعت کی وجہ سے کم لوگوں سے ہی بات کرتا پر اگر کوئی ی پسند آجاتا تو اس کے لیے جنون کی حد تک پاگل ہں وجاتا جس کی وجہ سے اس کی ماں ہانم بہت پریشان رہتی تھی۔ان کو شاہ میر نارمل بچوں کی طرح نہیں لگتا تھا پر حیدر خان خوش ہں وتے تھے۔شاہ میر بس اپنے قد کی وجہ سے چھوٹا بچہ لگتا پر اس کا غصہ اتنا تیز ہں وتا کے اس کے دونوں بہن بھائی ی بھی دور رہں تے۔آیان ان کا چھوٹا بیٹا جو کے آٹھ سال کا تھا جو کی بہت معصوم سا تھا اور اس کو

پڑھائی ی کا بہت شوق ہوتا تھا۔اور وہ سب سے پیار سے بات کرنے کا عادی تھالنڈن جیسے ملک میں بھی رہ کرانہوں میں کوئی ی برائی ی عادات نہ تھی جو باقی بچوں میں ہوتی تھی۔حیدر اور ہانم نے اپنے بچوں کی بہت اچھے سے تربیت کی تھی۔کیوں کی وہ بس اپنے وطن سے دور تھے اسلام سے نہیں۔

مہرماہ رات کے دس بجے ٹی وی لاؤنج میں اپنے باپ کے ساتھ ٹی وی پہ کوئی ی فلم دیکھ رہی تھی جب سکندر خان نے مہرماہ سے کہا۔

مہرو کل ہم آپ کے چچا کے گھر جائے گے تو آپ نے اور زیب نے ان سے بہت اچھے طریقے سے ملنا ہے۔

جی بابا جان آپ فکر نہ کرے۔مہرماہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شاباس میرا بچہ ہم نے کل ان کو اپنے گھر آنے کی دعوت بھی دینی ہے۔وہ شاید شاہ میر کی وجہ سے کچھ دیر کر رہے تھے آنے کو۔سکندر خان نے کہا۔

بابا جان وہ تو ابھی بچہ ہے اس لیے اتنے دور اپنے گھر سے رہنے کے لیے انکار کر رہا ہوگا۔مہرماہ کو پتا چلا تھا کہ شاہ میر پاکستان نہیں آنا چاہتا تبھی اس نے کہا۔

ہاں یہ تو ہے اپنے گھر کی تو عادت ہوتی ہے اور تو دوسرے ملک کی بات

ہے۔ سکندر خان نے اس کی بات پہ اتفاق کرتے کہا تب ہی سارہ بیگم ان کے پاس

آئی ی۔

مہر و اپنے کمرے میں جاؤ اور سو جاؤ۔ انہوں نے آتے ہی مہر ماہ سے کہا۔

کچھ دیر بعد جاتی ہوں۔ مہر ماہ نے انکار کیا۔

زیب کو دیکھو لڑکا ہوتے ہوئے بھی کیسے رات کے کھانے کے بعد بنا میرے کہے

اپنے کمرے میں آرام سے چلے جاتا ہے اور ایک سال چھوٹا بھی ہے تم سے۔ سارہ بیگم

اس کے انکار پہ غصے سے اظہار کیا۔

کوئی ی نہیں آپ کا بیٹا اتنا سلیقہ مند آپ نہیں جانتی اس کے بارے میں۔ مہر ماہ جلدی

سے کہا اس کو کہا برداشت تھی شاہزیب کی تعریف۔ اس کی بات پہ سکندر صاحب

مسکرا دی ئے۔ جب کے سارہ بیگم نے آنکھیں دیکھائی ی تو وہ چلی گ ئی۔

نہ تنگ کیا کرو میری بیٹی کو۔ سکندر خان نے سارہ بیگم سے کہا۔

کہاں تنگ کرتی ہوں میں یہ کام تو آپ کے بچوں کا ہے۔ سارہ بیگم نے ان کی بات پہ

کہا۔

اماں جان سو گ ئی کیا؟ سکندر صاحب نے پوچھا

ہاں کل سے انتظار میں ہے کہ کب حیدر بھائی ی سے ملے گی اور آج اس لیے جلدی سوگ ئی۔ سارہ بیگم نے اپنی ساس کی بے صبری یاد کر کے کہا۔

اچھا اماں جان توخوش ہو گی آخر کو اتنے سال بعد ملے گی۔ میں نے تو ان سے کہا کی آج ہی چلی جائے پر انہوں نے انکار کیا کے ابھی ن ئی ے آئے ہے۔ کچھ آرام کر لے۔ سکندر خان نے مسکرا کر کہا۔

وہ اب بس جانے والے تھے۔ لائی ونج میں مہر ماہ کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ بھاگتی ہوئی سیڑھیو سے اُترنے لگی۔ اس کی اتنی تیزی کے شاہزیب بولے بنا نہ رہ سکا۔

آہستہ ایک سال بڑی چڑیل آپی گر نا جان اس کا اتنا کہنا تھا کے مہر ماہ کی ہیل سیڑھیو میں اٹکی اور دھڑام سے نیچے دو سیڑھیو سے گر پڑی۔

آآآآآآآآ ایک زوردار چیخ اس کے منہ سے نکلی تو سب پریشانی سے اس کے پاس آئے اور جلدی سے صوفے کے قریب لا کر بیٹھایا۔

میرا پیر امی جان۔ مہر ماہ نے روتے ہوئے کہا۔

بیٹا آپ کو ضرورت کیا تھی اتنی تیزی سے آنے کی۔ سکندر خان اس کے پیر کا جائزہ لے کر پریشانی سے بولے۔ جب کی ستارے بیگم اس کو رونے باز رکھ رہی تھی۔ جب کی وہ چپ رہی۔

اور کیا ضرورت تھی اتنی ہیل والی سینڈل پہننے کی اپنا قد کیا کم ہے۔ جو مینار پاکستان بنی۔ شاہزیب نے بھی اس کو لتاڑا۔

تم چپ کرو بندر تمہاری وجہ سے ہوا یہ سب مہرماہ نے اس پر الزام لگا کر کہا۔

لڑنا بند کرو تم دونوں اور سکندر آپ اماں جان اور زیب کے ساتھ جائے میں مہرو کے پاس ہوتی ہوں۔ سارہ بیگم نے ان کو چپ کروایا پھر اپنے شوہر سے کہا۔

نہیں کل چلے جائے گے۔ سکندر خان نے انکار کیا۔

نہیں بابا جان آپ سب جائے امی جان آپ بھی میری وجہ سے رُکے نہیں۔ کلثوم ہے نہ۔ مہرماہ نے اپنا درد برداشت کرتے کہا اور گھر کی ملازمہ کا نام لے کر کہا۔

ایسے کیسے۔ ستارے بیگم نے کچھ کہنا چاہا

دادی جان پلیز۔ مہرماہ نے منت کی اب۔

ٹھیک میں کلثوم کو تمہارے ساتھ رہنے کا کہتی ہوں۔ سارہ بیگم نے پریشانی سے کہا ورنہ ان کا دل نہیں تھا۔ مہرماہ کو ایسے چھوڑ کے جانے کا

سکندر تمہارا بیٹا تو بہت سمجھدار ہے۔حدید خان نے اپنے بھائی کو کہاان لوگوں کو یہاں آئے بہت وقت گزر چکا تھااور اب وہ ڈرائینگ روم میں تھے باتیں کرتے وقت انہوں نے کہا۔

ہاں بھائی صاحب پندرہ سال کا ہے پر کبھی کبھی میری مدد بھی کرتا ہے آفس کے کاموں میں۔سکندر خان اپنے بیٹے کی تعریف سن کے خوشی سے بولے۔جب کے شاہزیب جو آیان کے ساتھ باتیں میں مصروف تھااپنی تعریف پہ چوڑا ہو کر بیٹھااور مہرماہ کے ہونے پہ اس کو افسوس ہوا۔جب کی پری دوسری طرف عورتوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔جب کے شاہ میر اپنے کمرے میں تھااور ابھی تک نہیں آیا تھا نیچے۔

اچھاماشاءاللہ۔حیدر خان نے مسکرا کر کہا۔

سارہ کیامہرو کے پیر میں زیادہ پین تھا کیا؟ہانم نے سارا بیگم کو چائے کا کپ پکڑا کر پوچھا

۔

ہاں میں اس لیے اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی پر مہرو اس کا میں تمہیں کیا بتاؤ۔ سارہ بیگم نے پریشانی سے کہا۔جب کی دوپہر کا وقت تھا تو سارے بیگم نماز پڑھنے کے لیے اٹھ گئی تھی۔

آپ کیا کرتی ہو بیٹا؟ سارہ بیگم نے ساتھ خاموش بیٹھی پری سے پوچھا۔

میں ابھی بس اسکول جاتی ہوں اور آیان کے ساتھ کھیلتی ہوں۔ان کی بات پہ پری نے کچھ معصومیت سے کہا۔

اور شاہ میر کے ساتھ کیوں نہیں وہ بھی تو آپ کا چھوٹا بھائی ہی ہے۔ سارہ بیگم نے اس کی بات پہ مسکرا کر پوچھا۔

میر کو کھیلنا پسند نہیں اور وہ بس اپنے کمرے میں زیادہ ہوتا ہے یا اپنے دوست کو۔پری نے برا منہ بنا کر کہا۔

اوہ آپ تو بہت کیوٹ ہو۔ سارا بیگم نے اس کے ایسے منہ بنانے پر ماتھا چوم کر بولی۔تب ہی شاہ میر ان کے پاس آیا جو ابھی شاید جاگا تھا کیوں اس کے برائی ون بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے اور بلیک نائیٹ سوٹ میں ملبوس تھا۔

Hello everyone,

شاہ میر نے سب کو دیکھ کر کہا۔

ارے ماشاءاللہ میر بیٹے یہاں آؤ۔سارہ بیگم نے اس کو دیکھ کر محبت سے اپنے پاس بولایا۔تو وہ چلتا ان کے پاس صوفے پہ بیٹھ گیا۔تو سارا بیگم پھر بولی۔

ہانم تمہارا شاہ میر تو بہت ہینڈ سم ہے اتنی سی عمر میں۔ان کی بات پہ سب نے ماشاءاللہ کہا۔پر وہ چپ رہا۔

آپ کی نیند پوری ہوئی لیٹ سوئے تھے کیا؟سارہ بیگم نے اس کے بکھرے بال سنوارتے ہوئے کہا۔

نیو جگہ تھی اس لیے نیند نہیں آرہی تھی۔شاہ میر سنجیدگی سے بولا۔

میر اب ادھر اپنے چچا سے بھی ملو۔سکندر خان صاحب نے اپنی باہیں پھیلا کر اس سے کہا۔تو شاہ میر ان سے گلے ملنے لگا سکندر صاحب نے اس کے ماتھے پہ پیار کیا اور اپنی گود میں بیٹھا دیا۔

حیرت ہے سکندر میری گود میں تو میر کبھی نہ بیٹھا جب بیٹھاؤ تو کہتا ہے آیان کو بیٹھا بچے بیٹھتے ہے۔اور میں بچہ نہیں۔حیدر خان نے حیرانگی لہجے میں کہا۔

بس پھر دیکھ لوں۔سکندر صاحب نے شرارت سے اپنی بھائی کو دیکھ کر کہا۔تو سب کے قہقہے نکل گئے جب کے شاہ میر نے اپنے ماتھے پہ آئے بال اپنے ہاتھ سے

پیچھے کیے جیسے اس کی کسی اور کی بات ہو رہی تھی۔ستارے بیگم بھی ان کے پاس آ گئی تھی۔پھر ہانم نے پری سے کہا۔

پری جاؤ اپنے بھائی کو گھر دیکھاؤ اور میر آیان آپ بھی جائے اور ایک دوسرے کو کمپنی دے۔ان کی بات سن کر نا چاہتے ہوئے بھی شاہ میر چلا گیا۔

میر کیا تم تھک نہیں جاتے اس طرح چپ رہ کر؟شاہزیب نے اس کو سلام کے بعد کچھ بولتے نہ دیکھا تو کہا۔آخر کو وہ اس سے بڑا تھا سوال کر سکتا تھا۔

نہیں مجھے فضول بولنا پسند نہیں۔شاہ میر نے عام لہجے میں کہا جب کی آیان نے پری کو دیکھا اور پری نے اس کے ایسے دیکھنے پہ آنکھیں دیکھائی۔

اچھا صحیح۔پر مہرو کو بولنا بہت پسند ہے اس کا کہنا ہے کے اگر انسان بولا نہیں تو سمجھو وہ انسان ہی نہیں۔شاہزیب نے ہنس کر مہر ماہ کو یاد کر کے کہا۔

مہرو؟شاہ میر نے نا سمجھی سے پوچھا۔

تمہیں نہیں پتا میری بہن مہر ماہ اور تمہاری کزن سسٹر وہ بھی آنے والی تھی پر اس کا پیر سلپ ہوا تو نہ آسکی۔شاہزیب نے اس کو بتایا۔شاہ میر نے بس سر ہلایا۔

میں اپنے روم میں چلتا ہوں مجھے فریش بھی ہونا ہے۔پھر ملاقات ہوگی۔کچھ ٹائم بعد شاہ میر نے شاہزیب کو دیکھ کر بولا۔

ٹھیک ہے۔شاہزیب نے مسکرا کر کہا۔

آؤ پری آیان ہم بھی باقی لوگوں کے اس کے پاس چلتے ہے۔شاہزیب ان دونوں سے بولا۔تو وہ ابھی اندر کی طرف چلے گئے۔

اچھا اب ہم چلتے ہے۔سکندر خان نے کہا

ابھی کچھ دیر رُکتے ناں۔حیدر خان نے کہا۔

نہیں شام بہت ہو گئی ہے۔اور مہرو کو تو ہم یہاں آکر بھول گئے ہے۔سکندر خان نے سہولت سے انکار کرتے کہا

اچھا پر اماں جان کو یہی رہنے دے۔ہانم نے ان کو کہا۔

اماں جان کی مرضی۔سکندر خان نے کہا۔پھر وہ تینوں اپنے گھر کی طرف چلے گئے۔جب کی ستارے بیگم یہی رکی۔تو ہانم نے اپنے دونوں بچوں کو کمرے میں جانے کا کہا۔پری اپنے علیحدہ روم کی طرف گئی۔جب کی شاہ میر اور آیان ایک کمرے میں ہوتے تھے بس بیڈ الگ ہوتے تھے پر یہاں ان کا بیڈ ایک ہی تھا۔

گیسٹ چلے گئے کیا؟شاہ میر اپنے بیڈ پہ بیٹھا آئے پیڈ پہ گیم کھیل رہا تھا۔آیان کو آتے دیکھ کر پوچھا۔

گیسٹ نہیں تھے ہمارے چچا کی فیملی تھی۔آیان نے اپنے بڑے بھائی کو جیسے سمجھانے کے لیے بولا۔

جو پوچھاہے اس کا جواب دو۔شاہ میر نے پھر کہا۔

جی بھائی وہ چلے گئے۔پر ہماری دادی یہی ہے۔آیان نے اس کے ساتھ بیڈ پہ آتے کہا۔

ٹھیک۔شاہ میر بس اتنا کہا۔

میں بھی گیم کھیلوں آپ کے ساتھ۔آیان شاہ میر کو دیکھ کر معصوم شکل بنائے بولا۔

پڑھائی کرو نہ اپنی۔شاہ میر نے کہا۔

ہم تو یہاں گھومنے آئے ہے نہ اور پڑھائی میں اب کیا کروں۔آیان نے اس کی بات سن کر کہا۔

اچھا میں یہ لیول پوری کرلوں پھر۔شاہ میر گیم میں دیکھتا بولا۔

او کے۔آیان خوش ہوتا ہوا بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زیب تنگ اتنا کرو جتنا میرے پیر ٹھیک ہونے کے بعد میرا بدلہ برداشت کر سکو۔مہر ماہ نے شاہزیب سے کہا جو اس کے کمرے میں بیٹھا تھا۔اور کبھی کبھی اس کی چیزوں یہاں وہاں کر رہا تھا۔اس لیے مہر ماہ نے اس کو کہا۔

میں کیا کر رہا ہوں میں تو اپنی بہن کی بوریت دور کرنے کے لیے آیا ہوں۔بیچاری سارا دن اکیلے تھی نہ اپنے دکھتے پیر کے ساتھ۔شاہزیب نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

زیب تمہیں تم بعد میں بتاؤ ابھی تم بتاؤ کیا باتیں ہوئی چچا والوں کے ساتھ۔مہر ماہ نے پوچھا۔

باتیں تو بہت کی اور ہمارے یہ کزنز سے بہت ڈیسنٹ سے تھے بس شاہ میر کچھ الگ تھا کم بولنے والا۔شاہزیب نے اس کے پاس رکھی ٹرے سے ایپل لے کے کہا۔

اچھا کاش میں چلتی۔مہر ماہ نے حسرت سے کہا۔

کوئی نہیں پھر چلی جانا۔شاہزیب نے کہا۔

اچھا اب تم جاؤ۔مہر ماہ نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

چھوٹا بھائی ہوں تمہارا اگر ذرا جو عزت ہو تمہیں میری۔شاہزیب نے تاسف سے مہر ماہ دیکھ کر کہا۔

جاؤ جاؤ پتا نہیں کہاں کہاں سے چلے آتے ہیں۔مہرماہ نے بنا اس کی بات پہ دھیان دے کر کہا۔

توشاہزیب پھر کبھی بدلا لینے کا سوچتے نکل گیا۔اس کے جاتے ہی مہرماہ بھی سونے کے لیے آنکھیں بند کر دی۔

حیدر خان اور ہانم بیگم ڈرائی ینگ ٹیبل پہ ناشتہ کر رہے تھے جب شاہ میر اور پری آیان بھی وہیں آکر کرسی کھینچ کر بیٹھ گ ئی ے۔توحیدر خان بولے۔

اماں جان ناشتے کی ٹیبل پہ کیوں نہیں آئی ی؟

انہوں نے بس اپنے کمرے میں ہی کیا۔ہانم بیگم نے بتایا۔

پری آپ رات اپنی دادی کے پاس تھی نہ تو کیسا لگا ان سے باتیں کر کے۔اب انہوں نے بریڈ کھاتی پری سے مسکرا کر پوچھا۔

یس ڈیڈ دادی بہت اچھی اچھی باتیں کر رہی تھی اور نماز کا بھی بتا رہی تھی اور مجھ سے کہا کہ اب میں بھی پڑھا کروں کیوں کی جو مہرو آپی ہیں نہ وہ پابندی سے نماز پڑھتی ہیں۔اور زیب بھائی ی بھی۔پری نے مسکراتے چہرے کے ساتھ اپنے ڈیڈ کو بتایا۔

ھمم پھر آپ نے کیا کہا ان سے حیدر صاحب نے پھر کہا۔

میں نے کہا میں بھی اب پابندی سے پڑھوں گی مجھے نماز ادا کرنا آتی ہے۔پری نے کہا۔

میر تم ٹھیک سے ناشتہ کیوں نہیں کر رہے؟نانم بیگم نے شاہ میر کو دیکھ کر بولی جو بس جوس پی رہا تھا۔

بس مجھے ابھی کچھ نہیں کھانا۔شاہ میر نے کہا۔

موم مجھے ناں چچا جان والوں کے گھر جانا ہے۔آیان اپنی ماں سے بولا۔

ہاں کیوں نہیں آپ تینوں چلے جانا قریب ہی تو ان کا گھر ہے پھر بھی میں شکیلا سے کہوں گی کہ تم لوگوں کو ان کی طرف لے جائے مجھے اور آپ کے ڈیڈ کو کہیں جانا ہے آج ضروری ہے۔ہانم بیگم نے آیان کو کہا۔

وہ سب ایسے ناشتے کے بعد پھر آپس میں باتیں کرنے لگے جب کے شاہ میر بیزار ہں ورہا تھا۔پھر وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸

تمہارا پیر کا درد کیسا ہے۔شاہزیب لائی ونج میں مہرماہ کے پاس آتے بولا۔

میرے پیر کے درد کا نہ پوچھو مرشد

بس پیر کا پوچھو جس میں بڑا درد ہے۔

مہرماہ نے شاعرانہ لہجے میں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجال ہے جو ٹھیک سے جواب دو۔ شاہزیب نے مہرماہ کو دیکھ کر بولا۔

اچھا اچھا ایسے ہی کہا میں نے تو دل کیا شاعری کرنے کا۔ مہرماہ نے ہنس کر بولی۔

تم مجھے بس یہ بتاؤ کے امی جان کہاں ہے۔ شاہزیب نے پورے لائی ونچ میں نظر گھما کر کہا۔

وہ تو بابا جان کو آفس بھیجنے کے بعد اپنے کسی دوست سے بات کر رہی ہے۔ مہرماہ نے اس کو بتایا۔

اچھا میں باہر اپنے دوستوں سے ملنے جارہا ہوں امی کو بتادینا۔ شاہزیب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اچھا بتادوگی پر تم میرے لیے ناولز اور چاکلیٹ اور چپس کے پاکٹ لے کر آنا۔ مہرماہ نے حکم دینے والے انداز میں کہا۔ شاہزیب تو اپنی بہن کا انداز اور فرمائش سن کر عش عش کر اٹھا پھر مہرماہ سے کہا۔

مہرو تمہارے ان فرمائشیں پوری تو میں کردوگا پر تمہیں پےئی سے دینے ہوگے۔

اپنی بڑی بہن سے پےئی سے لیتے ہوئے تمہیں اچھا لگے گا کیا؟ مہرماہ نے اس کو شرم دلانے کو بولی۔

بلکل اچھا لگے گا۔ شاہزیب نے اپنے سر کو جنبش دے کر کہا۔

اچھا میرا پیپر دیکھو بعد میں دو گی ابھی تم لے آنا۔ مہرماہ نے اپنا پٹی سے باندہ پیر دیکھا کر کہا۔

اچھا اچھا پر امی کو یاد سے بتا دینا۔ شاہزیب کہہ کر لائی ونچ سے نکل گیا۔ جب کی مہرماہ بھی اٹھنے کی کوشش کرتی باہر لان میں جانا سوچا اور صوفے سے اپنا ناول اٹھاتی لنگھڑاتے ہوئے باہر چلی گئی۔

شاہ میر اپنے کمرے میں بیٹھا اپنے دوست سے ویڈیو چیٹ کے بات کر رہا تھا۔ پھر اس کے بعد وہ ایسے ہی اپنے پورے گھر میں چکر لگاتے لگاتے باہر نکل گیا۔ پھر اس کو گھر سے باہر نکلتے ہوئے سامنے سے ہی ایک بڑا گیٹ دیکھا جس کی پلیٹ پہ اس کا نام پڑھ کر پتا لگا کے یہ اس کے چچا کا گھر تھا شاہ میر کجھ سوچتا گھر کے اندر جانے لگا ایسے ہی اس کو دور کوئی ی لڑکی بیٹھی نظر آئی ی جس نے وائیٹ فراق پہنا تھا اور بالوں کی چوٹی ایک سائیڈ پہ تھی اور وہ کوئی ی کتاب پڑھنے میں مگن تھی شاہ میر اس کو اِس قدر مگن دیکھتا اندر جانے بجائے اس کے پاس جانے لگا۔ اور قریب آ کر بولا۔

Hello,can i sit here?

مہرماہ جو ناول پڑھنے میں مصروف تھی اپنے پاس کسی بچے کی آواز سن کر سر اٹھایا تو ایک خوبصورت بچہ اس کو اس سامنے والی چی ئی ر پہ بیٹھنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ اس نے

غور سے بچے کو دیکھا جس نے بلیک ڈھیلی ٹی شرٹ اور وائٹ جینز کی پینٹ پہنے
ہوئے تھا اور بال ماتھے پہ بکھرے پڑے تھے مہرماہ کو بلو آنکھوں والا بچہ بہت پسند آیا
اور ہلکی مسکراہٹ سے اس کو دیکھ کر کہا۔

sure,but who are you? I'm look at you 1st time,

شاہ میر اجازت ملتے ہی بیٹھ گیا۔پھر اپنے سے کچھ دور رکھی چی ئیر پہ بیٹھی مہرماہ کو دیکھ
کر بولا۔

I'm shahmeer Haidar Khan,And I know you,and your name Mahermah,Right?

مہرماہ اس کا نام جان کر حیرت سے اس بچے کو دیکھا اور شرمندہ ہوئی کہ اپنے کزن
کو ناں پہچان سکی پر وہ بھی کیا کرتی کبھی ان سے بات کرنے کا اتفاق جو نہ ہوا تھا ان کو
اور کل اگر وہ جاتی تو ان سب سے مل بھی لیتی وہ اپنی سوچ جھٹکتی شاہ میر کو دیکھا اور
تجسس سے پوچھا

How you know me and my name?

can,we talk in urdu?

شاہ میر نے مہر ماہ کی بات پہ اس سے سوال کیا وہ زندگی میں پہلی دفعہ کسی سے خود بات کرنے آیا تھا وہ بھی کسی لڑکی سے ورنہ جہاں وہ رہتا تھا وہاں بہت لڑکیاں ہوتی تھی۔ پر وہ کبھی ان سے بات کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا پر شاید مہر ماہ سے خون کی کشش کی وجہ سے خود چل کر آیا تھا پر وہ بچہ اب اتنی باتوں کو نہ سمجھتا تھا اور نہ سوچتا تھا۔

شاہ میر کی بات پہ مہر ماہ مسکرائی اور کہا۔

ہاں کیوں نہیں وہ دراصل تم نے شروعات انگلش میں کی بات کرنے کی تو مجھے لگا شاید تمہیں اُردو نہ آتی ہو اس لیے میں بھی ایسے بات کرنے لگی۔

کل چچا والے آئے تھے تو شاہزیب نے ایک دفعہ زکر کیا تھا آپ کا تو مجھے نام معلوم ہو گیا اور آپ کا پیر دیکھا تو مجھے لگا آپ وہیں کیوں انہوں نے بتایا تھا کہ آپ کا پیر سلپ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپ نہ آسکی اور مجھے اُردو آتی ہے ہم گھر میں اُردو ہی بولتے ہے وہ تو بس اسکول اور اگر کہیں باہر جانا ہو تو انگلش کا استعمال کرتے ہے۔ شاہ میر نے پہلے اس کے پوچھے گئے سوال کا جواب دیا اور بعد میں دوسری بات پہ کہا وہ ہمیشہ مختصر بات کرنے والا تھا پر مہر ماہ سے بات کرتے ہوئے اس نے لمبی بات کی شاید اس کو مہر ماہ سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔

اچھا صحیح۔ آپ اکیلے آئے ہو؟ مہر ماہ نے سوال کیا۔

جی میں ایسے ہی بور ہو رہا تھا تو اپنے گھر میں چکر لگاتے ہوئے باہر آ گیا پھر گیٹ پہ نیم پلیٹ پہ چچا کا نام دیکھا تو اندر آ گیا۔شاہ میر نے مہر ماہ کے چہرے کو دیکھ کر پوری بات بتائی ی۔

اوہ تو تم بور ہو رہے تھے اور مجھے پتا چلا تھا کہ تم پاکستان نہیں آنا چاہتے تھے پر اب آئے ہو نہ تو تمہیں پاکستان سے پیار ہو جائے گا اور واپس جانے کا دل ہی نہیں کرے گا۔مہر ماہ نے شرارت سے اس کو دیکھ کر کہا

شاید؛آپ کے پیر کا درد کیسا ہے؟شاہ میر نے اس کہ پیر کی طرف دیکھ کر پوچھا جس پہ پٹی تھی۔

ٹھیک ہے پر چلنے میں تھوڑا پین فیل ہو رہا ہے۔مہر ماہ کو شاہ میر کا آپ کہنا اچھا لگ رہا تھا اس کو شاہزیب کی بات ٹھیک لگی جو کہہ رہا تھا کہ وہ سب ڈسنٹ سے ہے۔

اچھا پھر آپ کو چلنا نہیں چاہئیے جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتا آپ کا پیر۔شاہ میر نے ناجانے کیوں فکر دیکھائی ی۔

ہاہاہاہاہاہاہاہا۔ایک جگہ بیٹھنا مجھے بلکل نہیں آتا اس لیے جیسے تیسے کر کے چل رہی ہوں۔مہر ماہ نے اس کی بات سن کر ہنس کر کہا۔

آپ کی سمائل بہت پیاری ہے۔شاہ میر کے منہ سے بے ساختہ اس کے لیے تعریف نکلی۔

شکریہ۔مہرماہ نے اپنی مسکراہٹ کے لیے یہ الفاظ کئی بار سنے تھے پر جانے کیوں اپنے سامنے اس بچے سے سن کر کچھ شرما سی گئی تھی اس لیے بس یہ کہا۔

کیا آپ کو پین زیادہ فیل ہو رہا ہے؟شاہ میر نے اچانک سے پوچھا۔

نہیں تو۔تمھیں کیوں ایسا لگا۔مہرماہ نے بتا کر سوال کیا

آپ کے چکس بہت ریڈ ہو گئے اس لیے مجھے لگا۔شاہ میر نے عام لہجے میں کہا

نہیں ایسا نہیں ہے اور تم آؤ اندر چلتے ہے امی جان سے ملو پھر کچھ دیر بابا جان اور زیب آئے تو ان سے بھی ملنا۔مہرماہ نے بتا کر آخر میں اس کو اندر آنے کا کہا۔

آئے آپ بھی پہلے۔شاہ میر نے اٹھ کر مہرماہ کے پاس آکر اپنا چھوٹا سا ہاتھ بڑھایا۔تو مہرماہ میں سے مسکرا کر اس کا بڑھایا ہاتھ تھام کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی پھر آہستہ آہستہ لنگھڑا کر چلتی شاہ میر کو اندر لے آئی شاہ میر بھی مہرماہ کہ ساتھ آہستہ چل رہا تھا اور اس نے مہرماہ کا ہاتھ ابھی بھی نہیں چھوڑا تھا۔لائی ونج میں آتے ہی اس نے صوفے کے قریب آکر شاہ میر ہاتھ چھوڑ دیا اور بیٹھنے لگی۔پر شاہ میر کو مہرماہ کا ہاتھ

چھڑوانہ نجانے کیوں برالگاپر وہ نظر انداز کرتادوسرے سنگل صوفے پہ بیٹھ گیااور لائی ونج کوچاروں طرف سے دیکھنے لگا۔

کلثوم بی مہرماہ نے ملازمہ کوآوازدے کر بولایا۔

جی مہر وبیٹاکوئی ی کام تھا۔وہ جلدی سے اس کے پاس آکر پوچھا۔

ہاں ان سے ملوآپ یہ شاہ میرہیں چچاحیدر کے بیٹے۔مہرماہ نے مسکراکر شاہ میر کی طرف اشارہ کرکے بتایا۔

ماشاءاللہ بہت پیارابچہ ہے۔کلثوم بی نے شاہ میر کے سرپہ ہاتھ پھیر کے کہا۔

ہاں ماشاءاللہ بہت آپ امی جان کوشاہ میر کے آنے کابتائیے گااورشاہ میر کے لیے Milkشیک بھی بھیج دیجئے گا۔مہرماہ نے کلثوم بی سے کہا۔تووہ چلی گئی۔

یہ کونسی بک ہے؟شاہ میر نے مہرماہ کوخاموش دیکھ کرخودہی بات کی۔

یہ اس کوناول بولتے ہیں۔مہرماہ نے ناول کی طرف اشارہ کرکے بتایا۔

وہ کونسی بک ہوتی ہے میں نے توکبھی نہیں پڑھا۔شاہ میر نے اپنے چھوٹے سے ماتھے پہ بل ڈال کہ پوچھا۔

کیوں کی آپ ابھی بچے ہوناس لیے نہیں پتااور میں توبڑی ہوں نہ تواس لیے۔مہرماہ نے شاہ میر کی کیوٹ شکل دیکھ کربتایا۔

اتنا بھی اب میں چھوٹا نہیں۔شاہ میر کو اپنے لیے دوسرے لوگوں سے بچہ سننا برا لگتا تھا

پر اب مہرماہ سے ایسے بچہ کہنے پہ اس کو زہر لگا یہ لفظ تبھی ناگواری سے کہا۔

سوری اگر تمھیں برا لگا ہو تو۔مہرماہ نے شاہ میر کے اس طرح کہنے پہ احساس ہوا کہ

اس برا لگا اس لیے اپنے سے چھوٹے بچے سے معزرت کی۔

نہیں پلیز آپ سوری مت کرے۔شاہ میر نے مہرماہ کہ اس طرح سنجیدہ ہونے پہ

جلدی سے بولا کیوں کی جب سے وہ اس سے بات کر رہا تھا مہرماہ کے چہرے پہ

مسکراہٹ دیکھی اور اب ایسے دیکھ کر اس کو اچھا نہ لگا۔

ارے میر آپ کب آئے بیٹا؟شاہ میر نے جیسے ہی اپنی بات کی تو سارہ بیگم لائی و نچ میں

آکر شاہ میر کے گالوں پہ بوسہ دے کر سوال کیا۔

بہت وقت ہو چکا ہے۔شاہ میر نے ان کو دیکھ کر کہا۔

پھر کلثوم بی نے شاہ میر کو Milk shack کا گلاس پکڑ یہ تو اس نے ان سے لیا۔

امی جان میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں آرام کرنے کے لیے؟مہرماہ نے اٹھتے

ہوئے اپنی ماں سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہرو تمہیں ویسے ضرورت کیا تھی یہاں آنے کی پیر میں درد تب تک تو اس چین دو ایسے اگر سو جھے ہوئے پیر کے ساتھ سیڑھیاں اترتی چڑھتی رہوں گی تو کیسے ٹھیک ہوگا۔سارہ بیگم نے مہرماہ کی بات سن کر اس کو ڈانٹ کر کہا۔

کچھ نہیں ہوتا امی جان۔مہرماہ نے سارہ بیگم کو دیکھ کر کہا۔تو انہوں نے کچھ نہیں کہا۔جب کی شاہ میر بھی اس کو دیکھ رہا تھا۔جواب کلثوم بی کے ساتھ سیڑھیوں کی طرف جانے کے لیے اٹھ رہی تھی۔

اچھا شاہ میر اب میں جا رہی ہوں۔مہرماہ نے جاتے ہوئے شاہ میر سے کہا تو شاہ میر کے چہرے پہ پہلی دفعہ مسکراہٹ آئی تھی جو بس سارہ بیگم نے دیکھی۔

کبھی کبھی مسکرا بھی لیا کرو بہت پیارے لگتے ہو۔سارہ بیگم نے شاہ میر کو تنگ کرنے کے لیے کہا جس وہ جھنپ گیا۔تو سارہ بیگم ہنس دی۔

شام میں جب شاہ میر اپنے گھر کے اندر داخل ہوا تو آیان بھاگتے ہوئے اس کے پاس آیا اور ناراضگی سے کہا۔

آپ چچا جان کے پاس اکیلے چلے گئے ہمیں بھی جانا تھا۔آپ کے سامنے ہی تو صبح بات ہوئی تھی۔

میرا ایسے اچانک موڈ بنا جانے کو اور تم آپی کے ساتھ آجاتے۔شاہ میر نے بیٹھتے ہوئے آیان کا پھولا منہ دیکھ کر بولا۔

انہوں نے انکار کر دیا کہا کہ پھر کبھی موم ڈیڈ کے ساتھ چلے گے۔آیان نے اپنے نہ آنے کی وجہ بتائی۔

اچھا کوئی ی پھر تم جاناان کے ساتھ ابھی میں بہت تھکا ہوا ہوں بعد میں بات کریگے۔شاہ میر نے اس کو مزید بحث کرنے سے پہلے کہا تو وہ بھی چپ ہو گیا۔

شاہزیب مہرماہ کے لیے آئی سکریم لایا تھا پر جب وہ مہرماہ کے کمرے میں گیا تھا۔تو مہرماہ کو گہری نیند میں دیکھا تو واپس باہر آگیا اور کچن میں جاتے فرج میں آسکریم رکھ دی اور اپنے کمرے میں آگیا۔وہ لیٹنے والا تھا جب دروازہ نوک کرتی سارہ بیگم اس کے کمرے میں آئی ی۔شاہزیب نے اپنی ماں کو دیکھا سیدھا ہو کے بیٹھا۔

زیب تم صبح کے گئے ہوئے تھے اور اب آئے ہو؟سارہ بیگم نے تفتیش والے انداز میں کہا۔

وہ امی جان ہم کرکیٹ کھیل رہے تھے پھر ایسے باہر گھومے تو وقت کا پتا نہیں لگا۔شاہزیب نے اپنی ماں کا ایسا انداز دیکھ کر گھبرا کر بولا۔

ابھی تو چھوٹے ہوں وزیب اس لیے شام کے بعد تم کہیں باہر نہیں جاؤ گے اور اگر باہر ہوئے تو شام ہونے سے پہلے واپس آجاؤ گے ٹھیک ہے۔ سارہ بیگم نے اب آرام سے اس کو سمجھا کر کہا۔

جی امی جان ایسا ہی ہو گا۔ شاہزیب نے تابعداری سے کہا۔

شاباس میرا بچہ۔ اور آپ نہیں تھے نہ تو شاہ میر آیا تھا انتظار کیا تمہارا پر وہ بعد میں چلا گیا وہ آپ سے چھوٹا نہ اور وہ یہاں کچھ وقت رہنے آئے ہے تو آپ ان کو وقت دے اور ان کے ساتھ کھیلے ان کو گھمائے تاکہ وہ بور محسوس نہ ہو۔ سارہ بیگم نے شاہزیب کو سمجھایا۔

جی ایسا ہی کروں گا اور شاہ میر کے آنے کی بات پہ کچھ حیرت ہوئی۔ شاہزیب نے ان کی بات پہ کچھ حیران ہو کر کہا۔

ابھی بچہ ہے اس لیے ایسے ہے اور پہلی دفعہ ہم لوگوں سے ملا ہے اور ابھی کم عمر ہے اس لیے بس خاموش طبیعت سا ہے۔ میں تم سے بس یہی کہنے آئی تھی تم بھی اب سو جاؤ اور اتنی دیر تک باہر نہ رہا کرو۔ سارہ بیگم کہتی کمرے سے نکل گئی۔ شاہزیب بھی پھر سو گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہر ماہ جب صبح اٹھی تو اپنا پیر کچھ ٹھیک لگا اور زیادہ درد بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا وہ تو خوش ہو گئی اور آہستہ آہستہ اپنا پاؤ ہلانے لگی تو کچھ درد ہوا پر کل سے کم تھا۔اس لیے وہ اٹھتی الماری سے اپنے لیے آج کے پہننے کا ڈریس منتخب کرنے لگی۔انگلی ٹھوڑی پہ رکھے وہ پر سوچ نگاہوں سے اپنے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی۔پھر مہرون رنگ کا کُرتا پاجامہ لیا اور واشروم کی طرف بڑھ گئی۔وہ مرر کے سامنے اپنے بالوں کی چوٹی بناتی ان آگے رکھتی وہ باہر کی جانب بڑھ گئی

مہرو ہم میں سے کسی کو بولا لیا ہوتا ایسے اگر پھر گر جاتی تو۔سارہ بیگم نے اس کو ناشتے کی ٹیبل پہ آتے بیٹھتے دیکھا تو خفگی دیکھا کر کہا۔

امی جان آج تو میرا پیر بہت ٹھیک ہے بس ہلکا سا ہی درد اب محسوس ہو رہا تھا آپ پریشان نہ ہو۔مہر ماہ نے اپنے لیے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتی اپنی ماں کہ ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر مسکرا کر تسلی کروائی۔

ہاں جی آپ سے تو درد بھی پناہ مانگتا ہے۔اس کی بات سنتے شاہزیب نے ٹوسٹ منہ میں ڈال کر اپنا بولنا ضروری سمجھا۔

تمہارا بولنا لازمی ہے؟مہر ماہ نے طنزیہ پوچھا

جی بہنا میری اگر میں نہ بولوں تو لگتا ہے کہ جیسے دنیا خاموش ہو گئی ہے۔ اور یہ خاموشی محسوس کر کے مجھے لگتا ہے کے یہ خاموشی میرے بولنے کا انتظار کر رہی ہے۔ شاہزیب نے مہر ماہ کو اور غصہ دلانے کو بولا۔

مجھے لگتا ہی نہیں ہے کہ میں اس سے بڑی ہوں۔ مہر ماہ نے روہانسے لہجے میں اپنے باپ کو دیکھ کر کہا۔

زیب نہ تنگ کرو میری بیٹی کو ناشتہ ٹھیک سے کرنے دو۔ سکندر خان نے مہر ماہ کی ایسی شکل دیکھ کر شاہزیب سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

جی بابا جان۔ شاہزیب نے فورن کہا۔ جب کہ مہر ماہ نے اپنے باپ سے چھپ کر شاہزیب کو زبان دیکھائی۔ جس سے شاہزیب نے اشارے سے بعد میں دیکھ لوں گا کہا۔

اماں جان میں چاہتا ہوں کے اب آپ ہمارے ساتھ چلے سکندر کے ساتھ بہت رہ لیا میرا بھی تو حق ہے نہ آپ پر۔ حیدر خان نے ستارے بیگم کا ہاتھ تھام کر بولے۔

حیدر میں اس لیے تو تمہیں یہاں واپس آنے کا کہتی ہوں۔ اور تم آئے بھی تو کچھ وقت کے لیے اور وہ بھی دوسرے گھر میں رہ رہے ہو۔ میں اب کہاں اس عمر میں

دوسرے دیس جا کے رہوں گی۔ستارے بیگم نے ان کو انکار کرتے کہا اور واپس یہاں رہنے کے لیے منانا چاہا۔

اماں جان آپ ایک بات کیوں لے کر بیٹھی ہیں میں نے آپ سے کہا تو تھا جلد ہی میں اپنا بزنس یہاں سیٹ کر دوں گا پر ابھی مجھے کچھ وقت درکار ہے۔حیدر خان نے ہر دفعہ والا جملا دُھرایا۔

بس بیٹا جلدی کرنا اس سے پہلے میری آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے۔ستارے بیگم نے آہ بھر کر کہا۔

اللہ نہ کرے اماں جان اللہ آپ کو ہماری عمر بھی لگا دے ایسا تو نہ کہے۔ان کے ایسا کہنے پہ حیدر خان نے دُھل کر کہا۔

بس بیٹا یہ تو دنیا کا دستور ہے۔کوئی آتا ہے اور کوئی جاتا ہے۔ستارے بیگم نے نرمی سے ان کو کہا۔

یہ لے گرما گرم چائے۔ہانم بیگم ملازمہ کے ساتھ چائے کی ٹرے لاتے ان سے کہا شکریہ بیگم ہمیں بھی طلب ہو رہی تھی۔حیدر خان نے مسکرا کر ان سے کہا۔

اچھا بہو بچے کہاں ہے دِکھ نہیں رہے؟ستارے نے گھر میں خاموشی محسوس کر کے ان سے پوچھا

اماں جان پری اور آیان ڈرائی یور کے ساتھ باہر گ ئی ے ہیں۔میں نے ڈرائی یور سے کہاکے ان کہ ساتھ رہیں اور ان کو گھمائے پھیرائے۔ہانم بیگم نے ان کو بتایا۔

اچھا کیا۔اور میر وہ کیوں نہیں گیا ان کے ساتھ۔ستارے بیگم نے شاہ میر کو یاد کر کے کہا۔

میں کہا پر اس نے کہا میں گھر میں ٹھیک ہوں۔ہانم بیگم نے چائے کا گھونٹ بھر کر کہا۔

پتا نہیں میر کیوں اتنا خاموش طبیعت ہے۔ورنہ اس عمر کے بچے تو بہت شرارتی ہوتے ہیں۔اب اپنے زیب کو ہی دیکھ لوں سارا دن بس وہ اور مہر و شرارت میں لگے رہتے ہیں۔وہ تو کچھ میر سے بڑے ہیں پھر بھی۔ستارے بیگم نے ان کی بات پہ کہا۔

ہاں اماں جان بس میر کچھ مختلف ہے باقیوں سے بس وہ ان کھیلوں میں زیادہ نہیں پڑتا۔اس بار حیدر خان نے ان کی بات پہ جواب دیا۔

اماں جان میں تو بس اب میر کو بھی مہرو اور زیب سے زیادہ قریب کروں گی تاکہ وہ بھی ان کے جیسا شرارتی بن جائے۔ہانم بیگم نے مزاقً کہا۔

ہاں کیوں نہیں جب تک یہاں ہیں ان کے ساتھ تو رہیں گے نہ بچے پھر دیکھنا کیسے دن میں تارے دیکھاتے ہیں ان کی بات پہ ستارے بیگم ہنس کر بولی۔

Hi,Everyone

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ میر ان کے پاس لائی ونج میں آتا سلام کیا اور اپنی ماں کے قریب بیٹھ گیا۔

میر بیٹا یہ ہائے بائے نہیں بولتے جب کسی سے ملتے ہیں تو اسلام و علیکم'' کہتے ہیں۔

ستارے بیگم نے شاہ میر کو پیار سے سمجھایا۔

پر مجھے ایسے بولنے کی عادت ہے۔شاہ میر انہیں دیکھ کر بتایا۔

تو اب ڈال لوں ثواب ملتا ایسے کہنے پر۔ستارے بیگم نے دوبارہ سے کہا۔

جی۔شاہ میر نے مختصر جواب دیا۔

اچھا میں آج سکندر کے گھر جاؤں گی۔بچوں کی یاد آرہی ہے۔اور دیکھ لوں اتنے دنوں سے میں یہاں ہوں پر ذرہ تو توفیق ہوئی ہو ان کو میرے حال پوچھنے کی سکندر اور سارہ سے تو فون پہ بات ہوتی ہے۔مہرو یہاں نہیں آسکتی درد ہو گا اس کے پیر میں پر زیب اس کو اپنی دادی تھوڑا سا خیال نہیں یاد نہیں آئی ویسے سارا دن کہتا رہتا ہے دادی مجھے آپ سے پیار ہے۔ستارے بیگم نے ان کو اپنے جانے کا بتایا اور ساتھ ہی اپنے غصے کا اظہار بھی کیا۔ان کی باتوں پہ حیدر خان اور ہانم بیگم ہنس دی ئے جب کے شاہ میر کی نظروں کے سامنے مہر ماہ کا مسکراتا چہرہ آگیا۔

اماں جان آپ بھی حد کرتی زیب کی عمر ہی کتنی ہے دماغ سے نکل گیا ہو گا۔اور آپ ان سے مل آئی یے گا۔آپ کی باتوں سے لگ رہا ہے ان کی بہت یاد آرہی ہے۔حیدر خان نے اپنی ہنسی روک کر کہا۔

یاد تو آئے گی نہ بیٹا وہاں تو سارا دن ان کو لڑتے دیکھ کر گزر جاتا ہے۔اور یہاں پری کی معصوم باتیں اور آیان کے معصوم سوالات سے دن گزر جاتا ہے۔پر بس ایسے ہی وہاں جانے کا سوچ رہی تھی۔ستارے بیگم نے حیدر خان کی بات پہ اتفاق کرتی بولی۔

ہاں تو اماں جان ہم اتوار کو جائے گے نہ تب آپ بھی چلنا آج رہنے دے۔ہانم بیگم نے ان سے کہا۔

یہ بھی ٹھیک ہے۔ستارے بیگم نے رضامندی دے کر کہا۔

میر تم نے صبح کی نماز پڑھی تھی؟حیدر خان نے خاموش بیٹھے شاہ میر سے سوال کیا۔

نو ڈیڈ خیال نہیں آیا۔شاہ میر نے ان کی بات پہ کہا۔

میر ہم نے آپ کو بتایا تھا نہ کہ بارہ سال کی عمر کے بعد ہر مسلمان انسان پہ نماز پڑھنا فرض ہوتی ہے تو یہ کیا کہنا ہوا کہ خیال نہیں آیا۔حیدر خان نے شاہ میر کے اس طرح آرام سے انکار کرنے پہ کچھ سختی سے کہا

سوری ڈیڈ۔شاہ میر نے سر جھکاتے کہا۔

آئی ندہ خیال رکھنا۔حیدر خان نے اب کی آرام سے کہا۔جس پہ شاہ میر نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔جب کہ ستارے بیگم اور ہانم بیگم ان کے بیچ میں نہ بولی۔

مہر ماہ اپنے کمرے میں لگے شلف پہ ناولز سیٹ کر رہی تھی جب شاہزیب اس کے کمرے میں آکر بولا۔

چڑیل میں کہ

زیب بڑی بہن ہوں تمہاری۔اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی مہر ماہ گھور کر کہا۔

ایک سال بس اور مجھے بتایا نہ کرو پتاہے مجھے۔شاہزیب اس کی بات سنتا بیزاری دیکھاتے بولا

اچھا کہو کیا کہنے آئے ہو؟مہر ماہ نے کہا۔

وہ مجھے نوڈلز بنا کر تو دو سچی بڑا دل کر رہاہے نوڈلز کھانے کا۔شاہزیب اس کے بیڈ پہ لیٹتا زبان ہونٹوں پہ پھیرتا بولا۔

کون نوڈلز بنائے؟مہر ماہ کو لگا اس کو سننے میں غلطی ہوئی ہے اس لیے تصدیق کے لیے دوبارہ پوچھا۔

تم اور کون اکلوتا بھائی ہوں تمہارا کیا میرا اتنا حق نہیں تم پہ۔شاہزیب نے ایموشنلی انداز اپناتے کہا۔

اچھا اٹھو میرے بیڈ سے اور کمرے سے باہر جاؤ۔مہرماہ نے اس کی بات نظرانداز کر کے اٹھنے کا کہا۔

مہرو شرم کرو اتنے دنوں بعد کوئی کام کرنے کا کہا ہے وہ بھی جو پانچ منٹ میں ہو جائے گا اور تم ایسے انکار کر رہی ہو۔شاہزیب معصومیت کے تمام رکارڈ توڑتا اس سے بولا۔

حد ہے ویسے مجال ہے جو تمہارے ہوتے ایک پل سکون کا جی سکوں۔مہرماہ کمرے سے باہر نکلتی ہوئی بولی.

ہاہاہاہاہاہاہا۔جواب میں شاہزیب نے اونچا قہقہ لگایا۔

مہرو کچن میں آئی تو سارہ بیگم پہلے کچن میں کھڑا پایا۔

امی جان آپ کیا کر رہی ہے کھانا تو کُک بناتا ہے نہ

مہرماہ ان کے پاس آکر کہا۔

ہاں وہ بس تمہارے بابا جان نے کہا تھا کہ رات کے کھانے میں ان کے لیے بریانی میں بناؤ تو بس اس لیے۔سارہ بیگم نے مصروف انداز میں بتایا۔

اچھا۔مہرو اتنا کہا اور نوڈلز کے دو پیکٹ نکالنے لگی۔

زیب نے کہاں و گا نوڈلز کا۔سارہ بیگم نے اس کے ہاتھ میں دیکھ کر پوچھا۔انہیں پتا تھا شاہزیب کو نوڈلز بہت پسند ہے اور وہی کہتا تھا وہ بھی بس مہر ماہ سے۔

جی ان صاحبزادے کا ہی فرمان ہے کے ان کی خدمت میں نوڈلز پیش کیے جائے۔مہر ماہ ان کی بات سنتی جلے دل سے بتایا۔

توبہ ہے مہرو کبھی کبھی تو کہتا ہے بیچارہ۔سارہ بیگم اس کے اس طرح بتانے پہ تاسف سے اس کو دیکھ کر کہا۔

بیچارہ تو نہ کہے امی۔مہر ماہ نے فورن کہا۔

خیر چھوڑو اتوار کو تمہارے چچا والے آئے گے تو تم اپنی کسی دوست کی طرف نہ چلی جانا۔سارہ بیگم نے اس کو پہلے سے ہی اطلاع دی۔

پر امی مجھے تو ثانیہ کی طرف جانا تھا۔مہر ماہ نے ان کی بات پہ پریشانی سے اپنی دوست کا نام بتا کر کہا۔

مہرو کالج جب جاؤ تم مل لینا یہاں کسی اور دن پر اس بار اتوار کو نہیں تمہارے چچا والے اتنے عرصے بعد یہاں آئے ہے اور بھی کم وقت کے لیے اس لیے تم لوگوں کو چاہئیے کے ان کو وقت دو ورنہ وہ کیا سوچیں گے۔تم تو ان سے ملی بھی نہیں ورنہ

تمہارے پیر کادرد جیسے ٹھیک ہو ںوامل کے آناچاہئی یے تھا۔سارہ بیگم نے اس کو سمجھایا۔

امی جان سوری مجھے واقعی ان کی طرف جاناچاہئی یے تھا۔پر بس اگلی دفعہ خیال کروں گی۔مہرماہ نے شرمندگی سے کہا۔

ہاں صحیح پر تم اتنا بھی شرمندہ نہ ہو ں میں نے بس ایسے ہی تمہیں ابھی سے سمجھایا ورنہ تم اتنی بڑی بھی نہیں ہو ںکے وہ بُرا مانے پر تمہیں ابھی سے احساس ہو ناچاہئی یے تاکہ بڑی ہو جاؤ تو ان سے ملنے اور بات کرنے ہچکچاہٹ نہ ہو ں۔سارہ بیگم نے مہرماہ کی شرمندگی محسوس کر کے کہا۔

جی امی جان شکریہ آپ کا۔مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔

شکریہ کی کیا بات ہے ماں تمہاری اگر میں نہیں سمجھاؤ گی تو کون سمجھائے گا۔سارہ بیگم نے کہا۔

ہاں یہ بھی ہے۔مہرماہ نے ہنس کر کہا۔

اچھا امی جان شاہ میر کتنا خوبصورت ہے نہ ابھی تو اتنا چھوٹا سا ہے۔پھر بھی جب بڑا ہو گاتب تو پتا نہیں کیسا ہو گا اور زیادہ خوبصورت۔مہرماہ کو شاہ میر کا خیال آیا تو سارہ بیگم سے کہا۔

ماشاءاللہ کہو کتنی دفعہ بتایا ہے کے جب کسی کی تعریف کرو یا کوئی ی چیز پسند آئے تو ماشاءاللہ کہتے ہیں۔ سارہ بیگم نے مہرماہ کو ٹوک کر کہا۔

کہوں گی امی جان پر میری نات کا جواب تو دیئے نہ۔ مہرماہ نے اپنی بات پہ زور دے کر کہا۔

ہاں میر ماشاءاللہ سے بہت پیارا بچہ ہے اللہ اس کو لمبی اور صحتمند زندگی دے۔ سارہ بیگم نے اس کی بات پہ مسکرا کر کہا اور شاہ میر کو دعا بھی دی۔

آمین۔ مہرماہ نے جوابن کہا۔

ویسے پری اور آیان بھی پیارے ہیں۔ پر شاہ میر ان کی نسبت کافی خاموش طبیعت کا مالک ہے ہانم بتا رہی تھی زیادہ کسی سے بات نہیں کرتا اگر کرے بھی تو بس مختصر اور خود سے مخاطب کرنا تو وہ گناہ سمجھتا ہے ابھی سے جب بڑا ہو جائے گا تو یہ بھی نہ بولے شاید۔ سارہ بیگم کو اس دن شاہ میر کا چپ رہنا یاد آیا تو کہا اور ساتھ میں ہانم بیگم کی کہیں بات بھی۔

اچھا پر مجھ سے تو بہت اچھے سے بات کر رہا تھا۔ مہرماہ نے بتایا۔

اس کو پتا ہو گا نہ تم کزن سسٹر ہو اس کی اس لیے۔ سارہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

ہاں یہ تو ہے۔ مہرماہ نے ان کی بات پہ اتفاق کرتے کہا۔

آج اتوار کا دن تھا۔ مہر ماہ اور شاہزیب اپنے چچا کے آنے کے انتظار میں تھے مہر ماہ تو لان کے چکر بھی لگا کے آگ ئی تھی پر انہوں نے دیر کی تھی۔ جب کے سارہ بیگم کچن میں کُک کو کھانے میں ہدایات دے رہی تھی کہ سب ٹھیک کرنا اور سکندر خان لائی ونج میں بیٹھے اخبار پڑھ رہلے تھے۔ جب مہر و اور شاہزیب بھاگ کر ان کو بتانے لگے چچا والے آگ ئی ے۔ پھر وہ ان کی طرف آئے۔

اسلام و علیکم۔ حیدر خان اپنے بھائی ی سے گلے مل کر بولے اور ہانم بیگم سارہ بیگم سے ملی۔ جب کی مہر و شاہزیب پری آیان سائی یڈ میں کھڑے تھے۔

آئے اندر چلے۔ سکندر خان نے ان کو لائی ونج کی طرف آنے کا کہا پھر وہ بیٹھے تو شاہزیب بولا۔

چچا جان دادی اور شاہ میر نہیں آئے کیا؟

نہیں وہ بس آتے ہی ہں وگے اماں جان کا چشمہ نہیں مل رہا تھا تو میر ان کی مدد کرنے لگا اور ہمیں کہا آپ لوگ جائے ہم آتے ہلے۔ حیدر خان نے شاہزیب سے کہا۔

اچھا صحیح۔ شاہزیب نے مسکرا کر کہا۔

اور بتائے آپ لوگ ٹھیک ہلے؟ سارہ بیگم نے ان سے پوچھا۔

الحمداللہ سب ٹھیک ہے۔حیدر خان نے کہا۔

مہر و بیٹا آپ کیسے ہو؟ہانم نے دور بیٹھی مہر ماہ سے کہا جو پری کی کسی بات پہ مسکرا رہی تھی۔

چچی جان اللہ کا شکر ہے میں ٹھیک ہوں اور آپ بتائے پاکستان اتنے عرصے بعد آکر کیسا لگ رہا ہے۔مہر ماہ نے ان کی بات کا جواب دے کر سوال کیا۔

محسوس تو بہت اچھا ہو رہا ہے۔ہانم بیگم مسکرا کر بولی۔ تبھی ستارے بیگم اور شاہ میر بھی وہی آئے تو سکندر خان اور سارہ بیگم مہر و شاہزیب اٹھ کر ان سے احترام سے ملے اور بعد میں شاہ میر سے۔

تم لوگ بیٹھو میں ذرہ اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔ستارے بیگم نے ان سے کہا۔

اماں جان ابھی سب مل کے باتیں کر رہے ہے آپ کیوں اندر جا رہی ہے۔سکندر خان نے ان کی بات پہ کہا۔

وہ بس ایسے ہی بیٹا۔ستارے بیگم نے سادگی سے کہا۔

دادی جان صاف صاف کیوں نہیں کہتی کہ آپ کو اپنے کمرے کی یاد آ رہی ہے۔مہر ماہ نے ستارے بیگم کی بات پہ شرارت سے کہا۔

چپ کروشریر کہیں کی۔ستارے بیگم نے اس کی بات پہ فورن سے کہا۔جب کے سب کے قہقہقہ نکل گئے مہرماہ کی بات پہ سوائے شاہ میر کے جو مہرماہ کو دیکھ رہا تھا جس نے آج ریڈ کلر کا فراق پہنا ہوا تھا اور بالوں کی چوٹی بنائے آگے کو رکھی تھی۔

آپ تو بُرا ہی مان گئی میں تو مزاق کر رہی تھی آئے میں آپ کے ساتھ کمرے تک چلتی ہوں۔مہرماہ نے ہنس کر کہا اور ان کو لیے ان کے کمرے کی طرف چلی گئی۔جب کے بڑے لوگ آپس میں باتوں میں مصروف ہو گئے اور شاہزیب ایک طرف شاہ میر پری اور آیان کے ساتھ باتیں کر رہا تھا اور ان کے سوالوں کے جواب بھی دے رہا تھا۔اور کبھی کبھی شاہ میر سے بھی کوئی بات کر لیتا جو بس مختصر جواب دے کر خاموش ہو جاتا۔

مہرماہ دوبارہ لائی ونچ میں آئی اور ایک خالی صوفے پہ بیٹھ گئی شاہ میر اس کو اکیلا بیٹھا دیکھ کر اس کے پاس آیا اور صوفے پہ اس کے ساتھ بیٹھ کر کہا۔

آپ کے پیر کا درد کیسا ہے اب تو چلنے میں درد نہیں ہو تا نہ؟

نہیں اب تو بلکل ٹھیک ہو گیا ہے اور اس بات کو کافی دن ہو گئے ہے۔مہرماہ جو اس کو اپنے ساتھ بیٹھتا دیکھ کر مسکرا رہی تھی اس کے سوال پہ ان نے نرمی سے اس کے پھولے گال کھینچ کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

اچھا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

اوہ۔ماشاءَاللہ آپ مسکراتے بھی ہے وہ بھی اتنا پیارا مجھے تو پتا بھی نہیں تھا۔مہر ماہ نے پہلی دفعہ اس کو مسکراتا دیکھا تو کچھ حیران ہوئی کیوں کی جب پہلے اس سے بات کی تھی تو وہ ذرہ بھی نہیں مسکرایا تھا اس لیے حیرانی سے نکل کر اس نے شرارت سے پوچھا

۔

نہیں بس وہ کبھی کبھی۔شاہ میر مہرماہ سے اپنی تعریف سن کے شرماسا گیا۔

ہاہاہاہاہاہاہا۔تم تو شرما رہے ہو۔مہرماہ ہنس کر بولی۔

وہ کیا ہوتا ہے ؟شاہ میر نے تعجب سے پوچھا

کیا تمہیں نہیں پتا۔مہرماہ کچھ حیران ہوئی۔

نہیں تو پتا ہوتا تو آپ سے کیوں پوچھتا۔شاہ میر نے کندھے اُچکا کر کہا۔ایسے کرتے ہوئے وہ مہرماہ کو اور پیارا لگا۔پھر اس نے کہا۔

رہنے دو پھر۔

آپ مجھ سے دوستی کرے گی۔شاہ میر کچھ پل خاموش ہو کر اس کو دیکھ کر بولا۔

ہاں میں تمہاری کزن سسٹر ہوں تو دوست بھی ہوئی۔مہرماہ اس کے معصومیت سے پوچھنے پر مسکرا کر بولی

نہیں پکی والی دوست میں زیادہ تر دوست نہیں بناتا اور نہ بات پر آپ مجھ سے دوستی کرے وہ بھی پکی والی اور مجھ سے ڈھیر ساری باتیں کیا کرے اور میں بھی۔شاہ میر اس کی بات پہ نفعی میں سر ہلاتا بولا۔

اچھا پر اُس حساب سے تو میں آپ سے بڑی ہوں نہ عمر میں۔مہر ماہ نے بچوں جیسی شکل بنا کر اس سے کہا۔

تو کیا ہوا دوستی عمر دیکھ کر تھوڑی ہی کرتے ہیں۔شاہ میر نے سمجھداری سے کہا۔

ارے واہ آپ تو کافی سمجھدار ہیں۔مہر ماہ نے اس کی بات پہ حیرت سے کہا۔

آپ بتائیں نہ کرے گی مجھ سے دوستی۔شاہ میر اس کی بات نظر انداز کرتا دوبارہ سے پوچھنے لگا۔

ہاں کیوں نہیں اتنے پیارے کیوٹ بچے سے کون دوستی نہیں کرے گا۔مہر ماہ نے پیاری سی مسکراہٹ سے کہا۔

اچھا تو Friends۔شاہ میر نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے سامنے کرتے پوچھا۔

بلکل۔مہر ماہ نے اس سے ہاتھ ملا کر کہا۔جس سے شاہ میر کی آنکھوں میں چمک آگئی۔مہر ماہ نے شاہ میر کی آنکھوں میں چمک دیکھی تو مسکرا دی اس کو لگا کے شاید وہ اس سے دوستی کرنے پہ خوش ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہرو کچن سے Milk shacks کے گلاس لا کر بچوں کو دوان کو پسند ہے۔ سارہ بیگم نے مہر ماہ سے کہا۔

جی اچھا ابھی لاتی ہوں۔ مہر ماہ ان سے کہہ کر اٹھتی کچن کی طرف جانے لگی۔ تو شاہ میر بھی اس کے ساتھ اٹھ گیا سب نے حیرت سے شاہ میر کو مہر ماہ کے ساتھ جاتا دیکھا۔ پھر ہانم بیگم بولی۔

میر کو شاید مہرو کی کمپنی ہم سے زیادہ اچھی لگی۔

ہاں میری بیٹی باتیں اتنی اچھی کرتی ہے کہ ہر کوئی اس کو سننا چاہے۔ سکندر خان ان کی بات پہ محبت سے مہرو کا ذکر کرتے کہا۔

یہ تو اچھی بات ہوئے ایسے میں میر کو بھی مہرو کی طرح بولنے کی عادت ہو جائے گی۔ سارہ بیگم ہنس کر بولی۔

اللہ کرے میں تو میر کی طرف سے بہت پریشان رہتی ہوں۔ ہانم بیگم افسردہ لہجے میں کہا۔

پریشان نہ ہو تم۔ سارہ بیگم نے کہا۔

مہر ماہ کچن میں آکر ٹرے میں Milk shacks کے گلاس رکھنے لگی تو شاہ میر بولا۔

پری آپی یہ نہیں پیتی یہ بس آیان کو پسند ہے پری آپی ایپل جوس پیتی ہے بس۔

اچھا کیوں۔مہر ماہ نے پوچھا

دودھ ان کو پسند نہیں اور باداموں سے ان کو الرجی ہے۔شاہ میر نے بتایا۔

اچھا ہاں وہ ابتادیا میں ابھی اس کے لیے ایپل جوس نکالتی ہوں۔مہر ماہ نے اس کی بات سن کر کہا۔

ویسے تم اس کو آپی بولتے ہو؟مہر ماہ نے اچانک سے پوچھا۔

جی وہ مجھ سے دو سال بڑی ہے نہ تو موم ڈیڈ نے کہا تھا کہ آپی کہنا ہے۔شاہ میر نے بتایا۔

ٹھیک ہے تم مجھے بھی آپی بول سکتے ہو میں تو تم سے چار سال بڑی ہوں۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

وہ تو بہن ہے اور آپ دوست ہے۔شاہ میر نے فرق بتایا۔

تو کیا ہوا کزن سسٹر بھی تو ہوں۔مہر ماہ نے کہا۔

آپ میری دوست ہے اور دوستوں کو اس کے نک نیم سے بولاتے ہے۔شاہ میر کو اس کا کزن سسٹر کہنا اچھا نہیں لگا۔اس لیے کہا۔

اچھا بابا نہیں کہنا تم بھی مجھے باقیوں کی طرح مہرو کہنا۔مہر ماہ نے اس کا انکار سن کر ہلکی سے مسکراہٹ سے کہا۔

مہر و تو آپ باقیوں کے لیے ہے۔ میں تو آپ کو ماہ کہوں گا بس میں اور کسی کو بولنے نہیں دوں گا۔ شاہ میر کا لہجہ آخر میں ضدی سا ہو گیا۔

ماہ ٹھیک ہے یہ بھی تم مجھے یہی کہنا۔ مہر ماہ نے اس کا کہا لفظ دُہرا کر کہا۔

جی اور آپ بھی یہ کسی اور کو کہنے کی اجازت نہ دینا۔

شاہ میر نے کہا۔

نہیں دوں گی اجازت خوش۔ مہر ماہ نے ہنس کر کہا۔

تو پھر میں تمہیں شاہ کہوں گی۔ کچھ دیر بعد مہر ماہ بولی۔

ضرور۔ شاہ میر نے خوشی سے کہا۔

اچھا اب آؤ۔ مہر ماہ نے ٹرے پکڑ کر کہا۔

مہر ماہ سب کو گلاس تھما کر پری اور آیان کے بیچ میں بیٹھ گ ئی۔

آپ کو کیسے پتا کے میں ایپل جوس پیتی ہوں۔ پری نے تجسس سے مہر ماہ کو دیکھ کر پوچھا۔

شاہ نے بتایا۔ مہر ماہ نے اُسے دیکھ کر بتایا۔

آپ کا مطلب میر ؟ پری نے پوچھا

جی بلکل۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

آپ کو پتا ہے ہم نہ یہاں پہلے سے آنا چاہتے تھے پر میر بھائی ی پہلے جب آئے تھے نہ تو ہمیں بنا بتائے ہی آگ ئی ے تھے۔آیان نے مہر و کہ کان میں رازدانہ انداز شاہ میر کو دیکھ کر بولا جو بات شاہزیب سے کر رہا تھا پھر دیکھ ان کو ہی رہا تھا۔

شاہ کو تو آپ کو بتانا چاہ ئی یے تھے اور اپنے چھوٹے سے معصوم اور پیارے بھائی ی کو لانا بھی چاہ ئی یے تھا۔مہر ماہ نے اس کے اِس طرح بتانے پر پیار سے اس کو دیکھ کر کہا اور اپنی گود میں بیٹھا لیا۔

ہاں نہ آپ ان کہ ئی یے گا کہ اگلی بار ایسا نہ کرے۔آیان خوش ہوں وتا اس کی گود آرام سے بیٹھتا بولا۔

ہاہاہاہاہاہا۔آیان تمہاری بات کرنے کا انداز کتنا کیوٹ ہے۔مہر ماہ ہنس کر کہتی اس گال پہ بوسہ دیا۔

وہاں ان کے ساتھ بیٹھے؟شاہ میر کو مہر ماہ کا آیان سے اتنا ہنس کر بات کرنا پسند نہیں آ رہا تھا اور نہ اس کی گود میں مزے سے بیٹھا آیان اس لیے اس نے شاہزیب سے ان کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

ہاں کیوں نہیں آؤ۔شاہزیب خوشدلی سے کہتا اپنے سے کچھ دور مہرماہ کے صوفے پہ آیا۔شاہزیب پری کی سائیڈ پہ آیا جب کی شاہ میر پہلے ہی مہرماہ کے پاس بیٹھا جہاں پہلے آیان تھا۔

تم کیا چھوٹے بچے کی طرح ماہ کی گود میں بیٹھے ہو ٹیبل یا صوفے کم ہیں۔شاہ میر نے جب آیان کو اٹھتا نہ دیکھا تو کہہ پڑا۔

شاہ ایسے تو بات نہ کرو آیان سے دیکھو کتنا خاموش ہو گیا ہے تمہاری بات پہ اور آیان کو میں نے خود بیٹھایا ہے۔اتنا چھوٹا بچہ تو ہے۔شاہ میر کی بات پہ مہرماہ نے اس کو کہا۔شاہ میر پھر اس کی بات سن کر اٹھ کر دوسری طرف بڑوں کی سائیڈ پہ آگیا۔

بھائی کو شاید غصہ آگیا۔آیان نے مہرماہ سے کہا۔

اچھا اتنی سی بات پہ۔مہرماہ نے پریشانی سے پوچھا

ہاں نہ مہرو آپی ان کو غصہ بہت جلدی آجاتا ہے ایسا سمجھ کے بس وہ غصہ ہی کرتے ہیں۔آیان نے معلومات دینے والے لہجے میں اس کو بتایا۔

پر یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ایسے اٹھنے کی۔مہرماہ خفگی سے کہا۔

ہاں تو کیا ان کو منانا آپ۔آیان نے ہنس کر کہا۔

بہت بدمعاش ہو آپ۔مہرماہ نے اس کو گدگدا کے کہا۔

میر آپ اتنے چپ کیوں ہو گئے پہلے تو صحیح تھے۔سکندر خان نے شاہ میر کو اپنے قریب کرکے پیاری سے پوچھا۔

کچھ نہیں چچابس ایسے ہی۔شاہ میر نے ان کے پاس بیٹھتا بولا۔

اچھا یہ بتاؤ تمہیں اپنی مہرو آپی کیسی لگی ان سے بات کر کے اچھا لگا ناں۔سکندر نے بات بدل کر مسکرا کر پوچھا باقی تینوں بھی اپنی باتیں چھوڑے ان کو دیکھ رہے تھے۔

وہ میری آپی نہیں ہے۔اور میں نے ان سے دوستی کی ہے تو میں ان کو ماہ کے نام سے بولاؤں گا۔شاہ میر ان کی بات سنتا تیزی سے کہا۔

میر یہ کس ٹون میں بات کر رہے ہو تم اور وہ تمہاری دوست ہے بھی تو آپ کو ان سے تمیز سے بولا ناہو گا تمہیں بڑی آپ سے۔ہانم نے غصے سے اس کو دیکھ کر کہا۔

بھابھی پلیز بچہ ہے ذرہ آرام سے بات کرے۔سکندر خان نے کہا۔

بھائی صاحب وہ سب تو ٹھیک پر اب ہم نہیں سمجھائے گے تو یہ تو ایسے ہی شرمندہ کرواتے رہے گے۔اور مہرو کو کتنا بُرا لگے گا۔ہانم نے ان کی بات سن کر آرام سے کہا

ان کو بُرا نہیں لگے گا۔میں نے ان کو بتادیا تھا اور اعتراض نہیں ان کو بلکہ انہوں نے بھی کہا کہ وہ اب مجھے شاہ کہہ کر پُکارے گی۔شاہ میر ان کی آخری بات سنتا آنکھوں میں چمک لیکر بتایا۔

دیکھ لے آپ مہرو کو برا واقعی میں نہیں لگے گا کیوں کی اس کو تو بچے بہت پسند ہوتے ہیں۔ سکندر خان نے ہنس کر ان سے کہا تو وہ بھی مسکرا دی ئی ے۔ جب کی حیدر خان تو شاہ میر کی آنکھوں کی چمک دیکھ رہے تھے جو پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پر وہ نظر انداز کرتے اپنے بھائی ی کی طرف متوجہ ہو گ ئی ے۔

باتیں تو ہوتی رہ گی ابھی آپ لوگ کھانے کی ٹیبل پہ چلے۔ کھانا تیار ہو گیا۔ سارہ بیگم نے مسکرا کر کہا تو سب ڈرائی نگ روم کی طرف بڑھے۔ جب کی مہر ماہ ستارے بیگم کے کمرے کی طرف چلی گ ئی ی ان کو لینے۔

سربراہی کرسی کو چھوڑے وہ سب اپنی جگہ پہ جا کر بیٹھے جو ٹیبل کی ایک سائیڈ پہ جہاں چار کرسیوں کی قطار تھی وہاں پہلا سکندر خان اور سارہ بیگم بیٹھی اور پھر حیدر خان اور ہانم بیگم اور ان کی گود میں آیان جب کی دوسری سائیڈ پہ بھی چار کرسیوں کی قطار تھی جہاں شاہزیب ایک مہر ماہ کی کرسی چھوڑے دوسری پہ بیٹھا تھا اور پھر پری اس کے بعد شاہ میر۔ مہر ماہ جب ستارے بیگم کو لے آئی ی تو ان کے بیٹھتے ہی سارہ بیگم نے کلثوم بی اور دوسری طرف کک کو کھڑے دیکھ کر کھانا Serve کرنے کا اشارہ کیا۔

مہر ماہ نے اپنی جگہ پہ پری کو بیٹھایا اور خود اس کی جگہ پہ آئی ی۔ جو شاہ میر کے قریب تھی۔ شاہ میر مہر ماہ کو اپنے قریب بیٹھتا دیکھ کر خوش ہوگیا تھا۔

کیا لوں گے تم؟ مہر ماہ نے شاہ میر سے پوچھا۔

میں بس چاول لوں گا۔ شاہ میر نے اس کی بات پہ ملازمہ کی طرف اشارہ کرتے کہا جو بریانی دوسری پلیٹ میں ڈال رہی تھی۔

اچھا میں ڈال کے دیتی ہوں تمہیں۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔ اور ٹیبل پہ بریانی کے ڈونگے سے اس کے لیے لیتی اس کی پلیٹ میں ڈالے جو شاہ میر نے اشارے سے تھوڑا کہا۔

اور کچھ نہیں لوں گے بریانی کے علاوہ باقی بھی تو بہت کچھ ہے۔ مہر ماہ نے اس سے کہا۔

نہیں ابھی میرا بس یہی کھانے کو دل کر رہا ہے۔ شاہ میر نے جواب دیا۔

چلو ٹھیک ہے۔ مہر ماہ کہتی اپنے لیے کباب اٹھانے لگی۔

آپ کوئی ی روٹی کیوں نہیں لے رہی۔ شاہ زیب نے پوچھا۔

ایسے ہی میرا بس یہی کھانے کو دل کر رہا تھا۔ مہر ماہ نے اس کا جواب واپس دے کر کہا۔ تو شاہ میر کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی ی۔ پھر اس نے کہا۔

ایسا کرتے ہیں پھر کے آپ میری پلیٹ سے بریانی لے اور میں آپ کی پلیٹ سے کباب پھر دونوں مل کر کھائی ینگے۔

ہاں کیوں نہیں۔ مہر ماہ نے اس کی بات مان کر کہا۔ پھر اپنے کباب میں سے شاہ میر کی پلیٹ میں ڈالا اور شاہ میر نے اپنی بریانی کی پلیٹ سے بریانی نکل کر دوسری پلیٹ میں ڈال کر مہر ماہ کو دی۔

میر آج تم کیسے جھوٹا کھانے لگے۔ تمھیں تو ہمارا بھی پسند نہیں ہوتا۔ ہانم بیگم جو جگ سے پانی نکال کر آیان کو دے رہی تھی ان پہ نظر پڑی تو حیرانکن لہجے میں بولی۔ تو باقی بھی مسکرا کر اپنا کھانا چھوڑ کر ان کی طرف دیکھا۔ جب کے شاہزیب نے کسی بات کا نوٹس نہ لیا اور اپنے کھانا کھانے میں مگن رہا تھا۔

اچھا کیا سچ میں۔ مہر ماہ نے بھی شاہ میر کو دیکھ کر حیرت سے کہا۔ جب کی شاہ میر کا پورہ دھیان مہر ماہ کے جھوٹے کباب کھانے پہ تھا۔

ہاں مہرو میرا یہ بیٹا ایسا ہی ہے نا جانے کس پہ گیا اور اب شاید آپ لوگوں سے مل کر شاید ٹھیک ہو جائے۔ ہانم بیگم نے مسکرا کر کہا۔ پھر کھانے کے بعد وہ واپس لائی ونچ میں آئے دوپہر کے وقت سب مرد مسجد کے لیے نکل گئے نماز پڑھنے کے لیے آیان بھی ان کے ساتھ گیا۔ سارہ بیگم اور ہانم بیگم نے گھر کے ہال میں ہی نماز ادا کی اور

ستارے بیگم اپنے کمرے میں اور مہر ماہ پری کو لے کر اپنے کمرے کی طرف گ ئی ی تھی۔سب لوگ جب نماز ادا کرنے بعد ایک ساتھ بیٹھے تو ہانم بیگم بولی۔

پری کہاں ہے سو تو نہیں گ ئی ی؟

ارے نہیں نہیں ہانم وہ تو مہرو کے کمرے میں نماز پڑھنے گ ئی ی تھی پھر مہرو کا تو آپ کو پتا ہے وہیں باتوں میں اس کے ساتھ لگ گ ئی ی ہو گی۔سارہ بیگم نے بتایا۔جب کے شاہ میر کی نظر سیڑھیوں پہ ٹک گ ئی ی۔

اچھا پری آپ کیا کرتی ہے۔لنڈن میں تو آپ کی بہت سی دوستیں ہو گی۔مہر ماہ نے پری سے پوچھا جو اس کے کمرے کو اشتیاق بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

جی مہرو آپی ہے تو بہت لڑکیاں وہاں پہ پر میری بس دو دوست ہے وہاں باقی لڑکیاں مسلمان نہیں ہے تو ہم ان سے بات نہیں کرتے زیادہ میر کا بھی بس پورے لنڈن میں ایک ہی دوست ہے۔باقی پڑھائی ی کے حساب سے جو ان کا گروپ ہے تو بس ان سے بات چیت ہو جاتی ہے۔اس کی بھی باقی آیان کا میں کیا بتاؤں ابھی سے ہی اپنی پڑھائی ی کے لیے اتنا پاگل ہے کے نہ پوچھے۔پری نے اس کی بات پہ سمجھداری سے سب بتایا۔

اچھا پر جو مسلمان نہیں ان سے آپ کیوں بات نہیں کرتے؟مہر ماہ نے سوال کیا۔

بس ایسے ہی دوستی نہیں کرتے ورنہ باتیں ہو جاتی ہے موم کہتی ہے کہ ابھی اتنے دوست بنانا ٹھیک نہیں اور بعد پھر انسان پڑھائی ی سے زیادہ اپنی دوستوں میں لگ جاتا ہے۔پری نے بتایا۔

اچھا ٹھیک ہے۔مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔اور وہ دونوں نیچے آگئی ے۔جہاں بڑے چائے سے لُطف انگیز ہو رہے تھے۔

جب کی بچے شاید لان میں تھے۔مہرماہ پری کو لان میں چھوڑے وہاں سے جارہی تھی تو شاہ میر اس کے پیچھے آتے بولا۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

آپ کہاں جارہی ہیں؟

میں بس اندر لائی وونج میں کیوں کوئی کام تھا۔مہر ماہ نے جواب دے کر پوچھا

کام تو نہیں بس مجھے آپ کے سوا بیٹھنے میں مزا نہیں آرہا۔شاہ میر نے صاف گوئی سے کہا۔

اوہ تو یہ بات ہے۔مہر ماہ نے گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ کر مسکرا کر کہا۔

ہاں نہ اور میر اقد اتنا چھوٹا بھی نہیں ہے۔شاہ میر نے گھاس پہ بیٹھ کر کہا۔تو مہر ماہ بھی ٹھیک سے بیٹھنے لگی۔اور پھر اس سے کہا۔

مطلب تمہیں خود کو چھوٹا کہلوانا پسند نہیں؟

بلکل نہیں پسند۔شاہ میر فورن بولا۔

صحیح اب میں نہیں بولوں گی پھر۔مہر ماہ نے اس کے گال کھینچ کر کہا اس کو شاہ میر کے گلابی پھولے گال بہت پسند آئے تھے جو بلکل نرم تھے۔اس کے ایسے کرنے پہ شاہ میر دوبارہ شرمانے لگا تھا اور اس کے گال گلابی سے لال ہو گئے تو مہر ماہ مسکرانے لگی پر کہا نہیں۔

کیا کبھی کبھی میں آپ کے گال کھینچ سکتا ہوں۔شاہ میر کچھ دیر بعد بولا۔

میرے کیوں تمہارے تو اس لیے کوئی ی تم چھوٹے سے ہں و تو مجھے پسند آئے اس لیے کیا۔ مہر ماہ ہنس کر بولی۔

ہاں پر مجھے آپ خود بہت پسند آئی ی ہلے صرف گال نہیں۔ شاہ میر نے کہا تو عام لہجے میں پر جانے کیوں مہر ماہ کو اس کا عام انداز میں جنونیت محسوس ہں وئی ی پر اپنا وہم سمجھ کر نظر انداز کیا کہ بچہ ہلے۔

اچھا آپ کر سکتے ہلے کبھی کبھی۔ مہر ماہ نے اجازت دے کر کہا۔ جس پہ شاہ میر کے چہرے کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرانے لگی۔

حیدر خان والے شام کے وقت اپنے گھر کو لوٹ گ ئی ے۔ تو سارہ بیگم کام کرنے میں کلثوم بی کی مدد کر رہی تھی۔

ویسے بیگم جی صاحب جی اور ان کے بھائی ی میں ماشاءَاللہ بہت محبت دیکھی میں نے کلثوم بی نے ان سے کہا۔

ہاں ماشاءَاللہ۔ اللہ ایسے ہی ان کی محبت قائی م رکھے۔ سارہ بیگم نے ان کی بات پہ کہا۔

آمین۔ کلثوم بی نے کہا۔

آج مہر ماہ کو کالج جانا تھا اس لیے وہ جلدی سے تیار ہو کے گھر سے نکلنے لگی تو سارہ بیگم نے آواز دی۔

مہرو ناشتہ تو کرتی جاؤ

امی جان کینٹین سے کچھ لے کر کھالوں گی ابھی میں جلدی میں ہوں۔خدا حافظ

۔مہرو کہتی نکل گئی۔اور گاڑی میں بیٹھ کر ڈرائیور کو جلدی گاڑی چلانے کہا۔

توبہ ہے یہ لڑکی ذرہ جو کوئی کام آرام سے کرے۔سارہ بیگم بڑبڑاتی ہوئی کچن کی طرف گئی۔

مہرو کالج پہنچی تو سامنے ہی اس کو اپنی دوستیں کھڑی نظر آئی جو شاید اس کے انتظار میں تھی۔

مہرو صاحبہ اتنی جلدی کیوں آگئی کچھ اور دیر سے آتی آپ کو کس نے کچھ کہنا تو نہیں تھا۔وہ جیسے ہی ان کے پاس آئی۔اس کی دوست مونا نے طنزیہ کہا۔

بکو نہیں اور چلو کلاس میں پہلا لیکچر شروع ہو گیا ہو گا۔مہر ماہ اس کو گھوری سے نوازتی کہنے لگی۔

ہاں چلو ہم بس تمہارا انتظار کر رہے تھے۔ثانیہ جو خاموش کھڑی تھی۔ان کو دیکھ کر کہا پھر تینوں اپنی کلاس کی جانب بڑھ گئی۔

زیب تم کالج کیوں نہیں گئے تمہارے بابا کو پتا لگا نہ تو غصہ کریں گے۔سارہ بیگم نے موبائل پہ Pubg کھیلتے شاہزیب سے کہا جو بہت سنجیدگی سے موبائل پہ گیم میں اپنے دشمن کو ایسے مار رہا تھا جیسے سچ میں کسی جنگ میں ہو اس کے چہرے کے تاثرات ہی ایسے بن جاتے تھے یہ گیم کھیلتے ہوئے۔

امی جان کل پکا جاؤں گا آپ بس بابا جان کو نہ بتانا۔شاہزیب نے بنا ان کی طرف دیکھے منت بھرے لہجے میں کہا۔

اگر کل نہ گئے تو میں نے ان کو آفس سے یہی بولا ناہے اور کہنا ہے کے تمہارا موبائل تم سے لے اور جو آئے پیڈ ہے وہ بھی اور باہر جانے کی اجازت بھی بند۔سارہ بیگم نے آرام سے اس کے سر پہ بم گرایا شاہزیب کے لیے تو یہی تھا۔سارہ بیگم نے بھی چن چن کے اس کی دکھتی رگ پہ ہاتھ ڈالا تھا جس پہ شاہزیب اپنا گیم بند کرتے تڑپ کے اپنی ماں کو دیکھ کر بولا۔

ایسا ظلم نہ کرنا امی جان میں تو آج بھی جاتا پر بس وہ دیر ہو گئی تو نہ جا سکا ورنہ آپ کو پتا ہے میں کبھی اسکول کالج مس نہ کرتا۔

سب پتا ہے اس لیے پہلے سے ہی خبر دار کیا ورنہ اگر بات نہ مانی تو آپ کی اگلی پیشی اپنے بابا کے پاس ہو گی۔

سارہ بیگم نے اپنے بیٹے کو دیکھ کر مزے سے کہا۔

نہیں ہو گا اب ایسا آپ کہے تو ابھی چلا جاؤں۔شاہزیب مصنوعی مسکراہٹ اپنے چہرے پہ سجا کر کہا۔

نہیں کل سے اب اتنا بھی ڈرامے کرنے کی ضرورت نہیں۔سارہ بھی کہتی وہاں سے اٹھتی کمرے کی طرف گئی۔

اُف اللہ۔شاہزیب نے ان کے جانے کے بعد صوفے پہ ٹیک لگا کر کہا۔پھر دوبارہ گیم کی طرف متوجہ ہوا۔

نادیہ کا فون آیا تھا دعوت کا کہہ رہی ہے کے آجاؤ آپ بھی اور سکندر کا بھی کہہ رہی تھی کے ان کو بھی کہے گی پھر سب مل کر بہن بھائی اور گھر والے وقت گزارے گے اور بچے بھی آپس میں مل لینگے۔حیدر خان نے ہانم بیگم سے کہا۔

اچھا یہ تو اچھی بات ہے۔ پھر کیا جواب دیا آپ نے ان کو۔ہانم بیگم ان کے پاس آکر بولی۔

یہی کہ جب آپ کہی گی تب پر ابھی دو دونوں تک نہیں۔مجھے اپنے کسی پرانے دوستوں کے ساتھ باہر جانے کا پلین ہے۔حیدر خان نے ان کو بتایا۔

اچھا جو آپ کو بہتر لگے۔ہانم نے ان کی بات پہ رضامند ہو کر کہا۔

بچے کہاں ہے؟حیدر خان نے پوچھا

باہر لان میں کھیل رہے۔ہانم بیگم نے سامنے گلاس وال سے لان کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

خوش ہے بچے ہیں نے۔حیدر خان ان سے کہہ کر تصدیق کے لیے پوچھا۔

ہاں پری بس خوش ہے شاہ میر نے وہاں انکار کیا تھا اب کچھ نہیں کہتا جب کہ آیان پوچھ رہا تھا کہ کب واپس جائیںگے۔ہانم نے سانس بھر کر کہا۔

اچھا ابھی تو کچھ ٹائم یہی ہے ہم تم اس کو سمجھانا۔حیدر خان بولے۔

ضرور۔ہانم بولی۔تب ان کے پاس شاہ میر آکر بولا۔

موم ڈیڈ مجھے ماہ کے پاس جانا ہے۔

ہاہاہاہاہاہا۔میر بیٹے تو جاؤ نہ کس نے روکا ہے۔ہانم بیگم نے ہس کر کہا۔جب کی حیدر خان اپنے بیٹے کا انداز دیکھ رہے تھے جو بڑے سے مہر ماہ کو ماہ بول رہا تھا۔

اوکے میں بس آپ کو بتانے آیا تھا۔شاہ میر کہہ کر جانے لگا تو حیدر خان بولے۔

میر گھر تو قریب ہے پر تم جلدی آنا واپس باہر بارش ہونے کے آثار ہے۔آج صبح سے ہی بادل تھے عموماً سردیوں میں کراچی میں دسمبر سے پہلے یا بعد شروع ہو جاتی ہیں بارشیں اور آج شاید ہونے والی تھی۔

کوشش کرو گا۔شاہ میر کہتا نکل گیا۔

رفتار دیکھے اِس کی کتنی تیز ہے۔ہانم بیگم ہنس کر شاہ میر کے جلدی سے جانے پہ حیدر خان کو کہا۔

ہاں کل سے وہی دیکھ رہا ہوں۔حیدر خان نے بے دھیانی سے کہا۔

مطلب۔ہانم بیگم کو ان کی بات سمجھ نہ آئی تو کہا۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی منہ سے نکل گیا۔حیدر خان نے ٹالنے والے لہجے میں کہا۔

ٹھیک۔ہانم بیگم نے سر ہلایا۔

شاہ میر سکندر خان کے گھر داخل ہوا تو لائی ونچ بلکل خالی تھا اور وہ پہلے لان بھی دیکھا تھا وہاں بھی مہرماہ نہ تھی۔ شاہ میر اُپر جانے کے بجائے کچن میں جانے کا سوچا۔ اور اُس طرف گیا جہاں کل مہرماہ کے ساتھ گیا تھا۔

ارے میر بیٹا آپ ہو گیا۔ کچن میں کھڑی کلثوم بی نے اس کو دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

جی گھر میں کوئی نہیں ہے کیا؟ شاہ میر نے بتا کر سوال کیا۔

ہے نہ وہ دراصل صاحب تو اس وقت آفس میں ہوتے

ماہ کہاں ہے؟ شاہ میر نے ان کی بات پوری ہونے سے پہلے مہرماہ کا پوچھا۔

وہ تو کالج گئی ہے۔ دو بجے تک آ جاتی ہے پر شاید آج جلدی آ جائے موسم خراب ہے تو۔ کلثوم بھی کو شاہ میر کے اس طرح پوچھنے پہ حیرت ہوئی پھر بتایا۔

اچھا تو وہ گھر پہ نہیں۔ شاہ میر کو مایوسی ہوئی۔

جی بس کچھ ٹائم پھر تو وہ آ جائے گی۔ کلثوم بی نے اس کی مایوسی محسوس کرتے کہا۔

ہمم باقی سب کہاں ہے؟ شاہ میر نے پوچھا فراط

صاحب آفس ہے بیگم اور زیب اپنے کمرے میں ہے۔ کلثوم بی نے بتایا۔

ان کا روم کہاں ہے؟ شاہ میر نے نیا سوال کیا۔

آئے میں آپ کو لے چلتی ہوں۔ کلثوم بی نے کہا۔

نہیں آپ شاید مصروف ہیں اپنے کام میں آپ بتائیں میں خود چلا جاؤں گا۔ شاہ میر نے انکار کرتے کہا۔

اچھا اُپر رائٹ سائیڈ پہ آخر والا کمرہ صاحب اور بیگم کا ہے۔ اور لیفٹ سائیڈ پہ پہلا کمرہ مہرو بیٹی اور اس کے بعد والا کمرہ زیب بیٹے کا ہے۔ کلثوم بی نے اس کے انکار پہ سب کے کمرے بتائے۔

شکریہ۔ شاہ میران سے کہتا سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔ اور اس نے پہلے مہرماہ کے کمرے کی طرف گیا۔ اس نے لوک پہ جیسے ہاتھ رکھا دروازہ کھولتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہوا تو کمرے کو چاروں طرف دیکھنے لگا۔ سامنے سنگل بیڈ تھا جب کی ایک طرف ڈریسنگ ٹیبل اور اس کے کچھ پاس واشروم کا دروازہ تھا اور دوسری سائیڈ پہ کتابوں کا شلف تھا اور کھڑکی کے پاس ایک عدد صوفہ تھا۔ پھر وہ آہستہ سے چلتا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آیا جہاں ٹیبل پہ اس کے میک اپ اور دیگر ضرورت کی چیزیں تھی۔ پر شاہ میران سب کو نظر انداز کرتا سامنے ہی ان پہ ایک فوٹو فریم کو اٹھایا جس میں مہرماہ اور شاہزیب کی تصویر تھی مہرماہ کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ تھی تو اس کے ساتھ کھڑا شاہزیب اس کو دیکھ کر زبان چڑھا رہا تھا۔ شاہ میر مہرماہ کی تصویر دیکھتا اپنی جگہ پہ رکھتا

شلف کی طرف آیاجہاں زیادہ تر ناولز کی کتابیں تھی جو شاہ میر کو سمجھ میں نہیں آئی ی

شاہ میر سب پہ ایک نظر ڈالتا باہر چلا گیا۔اور سارہ بیگم کے کمرے پہ نوک کیا۔

آجاؤ۔اندر سے آواز آئی ی۔

میر تم آؤ اندر آؤ کب آئے مجھے تو پتا نہ چلا۔سارہ بیگم نے جب شاہ میر کو دیکھا تو

خوشدلی سے بولی۔

بس کجھ ہی منٹس۔شاہ میر نے جواب دیا۔

اچھا بیٹھو تم۔کجھ کھاؤ گے۔انہوں نے پوچھا۔

نہیں میں ناشتہ کر کے آیا تھا۔شاہ میر انکار کرتا بولا۔

زیب سے ملے۔سارہ بیگم نے پوچھا۔

نہیں۔شاہ میر نے کہا۔

اوہ میں اس کو بولاتی ہ ں وں اور ڈرائی یور سے کہوں کے مہرو کے کالج سے لائے۔سارہ

بیگم اس کی بات سنتے بولی۔

میں بھی جاؤ ں گا ڈرائی یور کے ساتھ ماہ کو لینے۔شاہ میر ان کی بات سنتا جھٹکے سے کھڑا

ہ ں وتا بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاہاہاہاہا۔میر بیٹے آرام سے آئے آپ بھی ڈرائی یور کے پاس لے چلتی ہوں۔سارہ بیگم کو شاہ میر کی حرکت پہ ہنسی آئی ی پھر وہ اس کو ساتھ لیتی باہر چلی گ ئی ی۔

✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵

یار موسم کتنا خوبصورت ہے کیوں نہ باہر گھومنے جائے۔وہ تینوں اس وقت کالج کے گراؤنڈ پہ بیٹھی تھی جب موناان سے کہنے لگی۔

سیدھا کہوں نہ کے آوارہ گردی کرنے کا دل کر رہا ہے۔مہر ماہ نے ثانیہ کو آنکھ مار کر مونا کو کہا۔

تم تو مہر واچھے خاصے بندے کہ موڈ کا ستیاناس کر دیتی ہوں۔مونا اس کی بات پہ تپ کے بولی۔

نوازش ہے آپ کی پر میں اپنی اس خوبی سے واقف ہوں۔مہر ماہ نے اس کی بات کا اثر لیے بنا کہا۔

مہرو یار پلیز سنجیدہ ہو جاؤ میں سچ میں باہر جانے کا بول رہی ہوں۔موناآ خراب بے بسی سے اس کو کہا۔

میں نہیں آؤں گی تم لوگوں کو مرضی ہے۔ثانیہ مہرو سے پہلے ہی بولی۔

کیوں۔مونا نے کہا۔

بارش تو بس ہونے والی ہے اور اس موسم میں باہر جانا بیوقوفی ہے۔ثانیہ نے اپنے کتابوں کو اٹھا کر کہا۔

ایک تو تم ہم سے ایک دو سال چھوٹی ہو پر روح تم میں سو سال کی عورتوں کا کہا۔مونا اس کی بات پہ جل کر بولی۔جب کی مہر ماہ نے جاندار قہقہہ لگایا۔

ایسا نہیں ہے۔بس ہمارے ماحول اور اسٹس میں فرق ہے۔ثانیہ نے سادگی سے مسکرا کر کہا۔ثانیہ کا تعلق غریب گھرانے سے تھا پر اس کی ماں اپنے سلائی کے پیسوں کو جمع کر کے اس کی فیس ادا کرتی اور اسکول کالج کے اخراجات ثانیہ کے باپ کا انتقال تب ہوا تھا جب وہ بس تین سال کی تھی اور بھائی اس کا کوئی تھا نہیں بس ایک چھوٹی سی بہن تھی بس اس لیے وہ کہیں آتی جاتی نہیں تھی فضول میں مہر ماہ اور مونا سے دوستی بھی اس کی کالج میں ہوئی تھی۔

کتنی دفعہ کہا ہے کے ایسے نہ کہا کرو۔مہر ماہ نے غصے سے کہا۔

نہیں میں تو بس۔ثانیہ منمنائی۔

اچھا چھوڑو اب بس اس بات کو باہر جانے کے لیے کوئی اور دن ڈیسائیڈ کرے گے۔مونا نے ان دونوں کو کہا۔تب ہی ایک لڑکی نے آکر مہر ماہ سے کہا کے اس کو لینے

آئے تو وہ ان سے خدا حافظ کہتی باہر نکل گ ئی ی۔مہرماہ گرلز کالج کے گیٹ سے باہر نکلی تو شاہ میر کو دیکھا تو اس کو حیرت ہ‌وئی ی اس کے پاس آکر اس نے کہا۔

شاہ تم یہاں کیسے؟

ماہ میں آپ سے ملنے آیا تھا تو پتا چلا آپ کالج ہ‌و اور پھر چچی نے آپ کو لینے کے ڈرائیور کو بھیج رہی تھی تو میں بھی ان کے ساتھ آیا۔شاہ میر نے مسکرا کر مہرماہ سے کہا۔جو کالج یونیفارم میں مسکرا کر اس کی بات سن رہی تھی۔

اچھا اب گاڑی مں تو بیٹھو۔مہرماہ نے اس کو گاڑی کی بیک سیٹ پہ بیٹھایا اور خود بھی بیٹھ گ ئی ی تو ڈرائیور نے گاڑی چلانی سٹارٹ کی۔

اچھا تو کوئی ی کام تھا تمہیں۔مہرماہ نے شاہ میر سے پوچھا جو اس کے ساتھ جُڑ کے بیٹھا تھا۔

ہاں نہ آپ سے باتیں کرنی تھی اور آپ کی یاد آرہی تھی تو میں آپ کی طرف آگیا۔شاہ میر نے پُرجوش آواز میں اس سے کہا۔

ہاہاہاہاہا۔واقعی شاہ تمہیں یہ کام تھا اور اتنی جلدی یاد بھی آرہی تھی کل ہی ملے تھے۔مہرماہ نے ہنس کر کہا۔

ہاں نہ مجھے تو بس رات گزرنے کا انتظار تھا کہ پھر میں آپ سے ملوں۔شاہ میر نے اپنا سر اٹھا کر مہر ماہ کو دیکھ کر کہا۔

تم ناں اس وقت اپنی باتوں سے کہیں سے بھی بارہ سال کے بچے نہیں لگ رہے۔مہر ماہ نے اس کو کہا۔

آپ کو مجھے بچہ سمجھنا بھی نہیں چاہئیے۔شاہ میر نے عجیب لہجے میں کہا۔

اچھا اب تو مجھے تمہاری باتوں سے خوف آرہا ہے۔مہر ماہ نے اچانک اس کے اِس طرح کہنے پہ کہا پر اس کو شاہ میر کی بات پہ واقعی عجیب سا خوف محسوس ہوا جیسے وہ یہ کہہ کر نظرانداز کر گئی کہ بچہ ہے۔

گھر آگیا شاہ میر گاڑی کے رکنے پہ بولا۔

ہاں اندر چلو۔مہر ماہ نے اپنا بیگ اٹھا کر کہا تو شاہ میر اس کے ساتھ اندر داخل ہوا۔وہ سیدھا اس کو لائونج میں لائی جہاں پہ سب تھے سکندر خان بھی آج جلدی گھر آگئے تھے۔مہر ماہ نے سب کو سلام کیا اور شاہ میر کو یہاں بیٹھنے کا کہتی خود چینج کرنے چلی گئی۔

میراب تمہیں کیسا لگا رہا ہے یہاں آکر پہلے نہیں آنا چاہتے تھے نہ تم۔سکندر خان نے شاہ میر سے پوچھا۔

بہت اچھالگ رہاہے۔شاہ میر مسکراتے ہوئے ان سے کہا۔

ارے واہ ہمارا امیر مسکراتا بھی ہے۔سکندر خان نے اس کو تنگ کرنے کی خاطر بولا۔

ہاں کیا میں نہیں ہنس سکتا۔شاہ میر نے ان سے کہا۔

بلکل ہنس سکتے ہو بلکہ میں تو چاہتا ہوں ایسے ہی مسکراتے رہا کرو۔سکندر خان نے اس کے سر پہ شفقت سے ہاتھ رکھ کر کہا۔

ماہ نہیں آئی یہاں۔شاہ میر نے شاہزیب سے پوچھا جو اُپر سے آ رہا تھا۔

وہ محترمہ کچن میں گئی ہے۔شاہزیب بولا۔

ہاں کتنی سمجھدار ہے میری بیٹی ضرور میری پسند کا ہی کچھ بنا رہی ہو گی۔سکندر خان نے فخریہ انداز میں کہا۔

میں بھی ان کے پاس جاتا ہوں۔شاہ میر اُٹھتا ان سے کہنے لگا۔

میر تم وہاں بور ہو گے نہ تو بس یہی انتظار کرو مہرو کو آنا تو یہی ہے۔سارہ بیگم نے اس کو اُٹھتے دیکھ کر بولی۔

میں جاتا ہوں نہ وہاں اگر بور ہوا تو آجاؤ گا واپس۔شاہ میر ان کو بولتا چلا گیا۔جب کی سب مسکرا دی ئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

آپ کیا کر رہی ہیں۔شاہ میر آتے ہی مہر ماہ سے پوچھنے لگا۔جو کبٹ سے کچھ نکال رہی تھی۔

شاہ تم یہاں کیوں آئے میں تو وہاں آجاتی۔مہر ماہ نے اس کو دیکھ کر کہا۔

آپ کو پسند نہیں آیا میرا یہاں آپ کے پاس آنا۔شاہ میر مہر ماہ کو دیکھ کر بولا۔

نہیں میں ایسا تو نہیں کہہ رہی وہ تو بس ایسے سب باہر تھے نہ تو یہاں تم بور نہ ہوں جاؤ۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

نہیں ہوں گا میں بور اور آپ بتائیں یہاں کیا کر رہی ہیں؟۔شاہ میر نے سوال کیا۔

میں تو پکوڑے بنانے آئی ہوں اس موسم میں پکوڑے اور چائے سے لوگ انجوائے کرتے ہیں۔مہر ماہ نے اس کو بتایا۔

پکوڑے مطلب؟شاہ میر نے نا سمجھی سے پوچھا

پکوڑے کیا تم نے کبھی نہیں کھائے۔مہر ماہ نے اُلٹا اس سے سوال کیا۔

میں نے تو نام ہی پہلی دفعہ سنا ہے۔شاہ میر کندھے اُچکا کر کہا۔

اچھا تو اب میں بنا رہی ہوں نہ تو تم کھانا دیکھنا کیسے پسند آتے ہیں تمھیں۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

اوکے۔شاہ میر مسکرا کر کہا۔

اچھا شاہ تم یہاں شیف پہ بیٹھو کھڑے کھڑے تھک جاؤ گے۔مہرماہ نے شاہ میر کو اٹھا کر شیف پہ بیٹھایا اور کہا۔پھر اپنے کام پہ دھیان دیا۔

مجھے بھوک لگی ہے۔شاہ میر معصوم شکل بناتا مہرماہ سے کہنے لگا۔

اچھا پہلے بتاتے نہ اور سوری مجھے بھی خیال نہ آیا تم سے پوچھنے کا۔مہرماہ نے سر پہ ہاتھ مار کر شرمندگی سے کہا۔

نہیں سوری نہ بولے۔شاہ میر بولا

اچھا یہ پکڑو۔مہرماہ نے اس کو چپس کا باؤل دیا۔

آپ کھائی ینگی؟شاہ میر چپس منہ میں ڈالتا اس سے پوچھنے لگا۔

نہیں تم کھاؤ۔مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔

یہ کھائے۔مہرماہ جب جہاں شاہ میر بیٹھا تھا وہاں سے چمچہ اٹھانے لگی تو شاہ میر نے چپس اس کے منہ کے قریب کرتے کہا۔

شکریہ۔مہرماہ اس کے ہاتھ کھاتی مسکرا کر بولی۔

کجھ دیر بعد جب پکوڑے تیار ہو گئے تو مہرماہ نے ٹرے سیٹ کی اور شاہ میر کو کہا۔

ان میں سے ایک لے کر کھا کے بتاؤ کہ کیسے بنےہیں۔ مہر ماہ کے کہنے پہ وہ پہلے ان کو دیکھتا رہا پھر اپنے منہ میں ڈالا تو اس کو پسند آئے اور کہا۔

بہت ٹیسٹی ہیں۔

ہیں نہ مجھے پتا تھا تمہیں پسند آئے گے اچھا آؤ باہر سب مل کے کھاتے ہیں۔ مہر ماہ نے خوش ہو کر اس سے بولی تو وہ بھی جمپ لگا تا شیف سے اٹھا۔

تیار ہیں آپ سب کی خدمت میں گرما گرم پکوڑے مہر ماہ لائی وہ نچ میں آ کر ٹیبل پہ پکوڑے رکھتی سب سے کہنے لگی۔

باہر تو بارش شروع بھی ہو گئی اور تم اب لا رہی ہو۔ شاہزیب ٹرے کے قریب آ کر اس سے کہا۔

کیا بارش ہو گئی شروع اور مجھے پتا بھی نہیں لگا۔ مہر ماہ نے حیرت سے پوچھا

جی بلکل۔ شاہزیب پکوڑے کھاتا مزے سے اس کو بتایا۔

اچھا صحیح۔ مہر ماہ کہتی پلیٹ اٹھاتی اس میں شاہ میر لیے الگ سے نکالنے لگی۔ پھر اس کو دی ئی ے۔

آپ بھی کھائے۔ شاہ میر نے کہا۔

ہاں کیوں نہیں پر یہ تمہارے ہیں۔ تم کھاؤ میں پھر وہاں سے لیتی ہوں۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

نہیں آپ یہی سے کھائے۔ شاہ میر ضدی لہجے میں بولا۔

اچھا جی یہی سے کھاتی ہوں۔ مہر ماہ نے ہار ماننے والے لہجے میں کہا۔

میر آج تم یہی رکنا حیدر کو میں نے کہہ دیا ہے۔ سکندر خان نے شاہ میر سے کہا۔

اچھا۔ شاہ میر نے ایک لفظی جواب دیا۔

تمہیں ہانم کی یاد تو نہیں آئے گی نہ۔ سارہ بیگم نے فکر مند لہجے میں پوچھا

نہیں میں ویسے بھی وہاں روم میں آیان کے ساتھ ہوتا تھا اور جب سے یہاں آئے ہیں تب بھی۔ شاہ میر نے ان کو کہا۔

اچھا آپ شاہزیب کے کمرے میں رہ ئیے گا۔ سارہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔ تو شاہ میر سر ہلایا۔

آؤ میر میں تمہیں اندر لے چلوں بہت رہ لیا اِس چڑیل کے ساتھ۔ شاہزیب نے شاہ میر کو کہا اور آخر میں مہر ماہ کو سنانے کے لیے کہا۔

تم خود کیا ہو جِن کہیں کے اور میں بڑی ہوں تم سے۔ مہر ماہ نے غصے سے شاہزیب سے کہا۔

ایک تو تمہارا یہ پراناڈائیلوگ کان پک گئے ہیں یہ سنتے سنتے اور یقین کرو اب تو رات میں خواب میں تم مجھے یہ کہتی نظر آتی ہو۔ شاہزیب نے بیزاری سے کہا۔

تمہیں تو بعد میں دیکھ لوں گی۔ مہرماہ اس کو دھمکی دیتی نکل گئی۔

ماہ غصہ بھی کرتی ہے؟ شاہ میر نے مہرماہ کو شاہزیب سے لڑتا دیکھا تو اس کے جاتے ہی شاہزیب سے پوچھا۔

ایسا ویسا پوری لڑاکا ہے۔ تم دور رہنا اس سے۔ شاہزیب نے اس کو ڈرایا۔

میں کیوں دور رہوں اس سے آپ نے تو انہیں تنگ کیا اس لیے آپ سے ایسے کہا ورنہ وہ تو بہت اچھی ہے۔ شاہ میر نے شاہزیب کی بات پہ کہا۔

تمہیں نہیں پتا وہ سب کے لیے اچھی پر لیے نہیں تو میں تو ایسے ہی کہوں گا ناں۔ شاہزیب اپنی بات ڈٹا رہا۔

تو آپ ان سے اچھے سے رہا کرے تو وہ بھی رہے گی۔ شاہ میر نے مہرماہ کو فل سپورٹ کیا۔

ویسے تمہیں میری طرف ہونا چاہئیے تھا اور تم مہرو کی طرف ہو رہے ہو۔ شاہزیب نے مصنوعی غصے سے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں کیوں کی وہ میری دوست ہے تو میں ہمیشہ ان کی طرف ہوں گا اور ضروری بات ماہ کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ شاہ میر پُر یقین لہجے میں بولا۔

توبہ ہے تم تو سنجیدہ ہی ہو گئے۔ شاہزیب پہلے تو اس کی بات پہ شاک میں آیا کہ عمر دیکھو اور باتیں سنو جناب کی پر خود پہ کنٹرول کرتا بس یہی کہا۔

نہیں میں نے ویسے ہی بولا۔ شاہ میر کندھے اُچکاتا بولا۔

اچھا کمرے میں تو چلو۔ شاہزیب اُس لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ کمرے میں آئے تو شاہزیب اس سے بولا۔

ایک گیم ہو جائے؟

ضرور۔ شاہ میر بولا۔

پوچھو گے نہیں کونسی۔ شاہزیب تعجب سے پوچھا

نہیں جو بھی ہو میں کھیلوں گا اور بس کھیلوں گا ہی نہیں آپ سے جیتوں گا۔ شاہ میر نے مغرورنہ لہجے میں کہا۔

میر تمہارا کانفڈنٹ پسند آیا پر میں اس گیم کا پورانہ کھیلاڑی ہوں۔ اور کبھی نہیں ہارا اِلفکٹ کے مہرو نے بہت کوشش بھی کی ہے پر نہیں میں اپنے دوستوں سے بھی نہیں

ہارا اور تم تو ابھی بچے ہو اس لیے پہلے سے بڑے بول نہ بولوں۔شاہزیب نے جیسے اس کا جوش ٹھنڈا کرنا چاہا۔

ماہ نے بس کوشش کی نہ اس لیے آپ کو ہارا ناں پائی ی اگر ارادہ کرتی تو آپ کو ہارا ڈالتی ۔شاہ میر نے جیسے اس کا بس مہر ماہ والا جملا سنا تھا۔

ویسے میر ہمیں بس گیم شروع کرنی چاہئے ہے۔ایسے باتیں نہیں کیوں کی اتنا اندازہ میں لگا چکا ہوں کہ گھر والے تو خوامخواہ ہی پریشان ہو تے ہے کہ تم کم بولتے ہو ورنہ اگر تم ان کے کہے پہ نکلو پڑو تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ابھی تو بس پریشان ہے۔تمہاری باتیں سننے کے بعد تو ڈپریشن کا شکار ہو جانا ہے۔شاہزیب کو شاہ میر کی باتوں سے اپنی بے عزتی محسوس ہو رہی تھی اس لیے منہ بگاڑ کے بولا۔

میں کم نہیں بولتا بس فضول بولنے سے پرہیز کرتا ہوں۔شاہ میر نے اس کو تپتے دیکھ کر اور تپایا۔

توبہ ہے میر تم پہ تو مہرو کا اثر پڑا ہے ورنہ پہلے دن جب میں تم سے ملا تھا تب ایسے تو نہ تھے۔شاہزیب نے تیز آواز میں کہا اس کو آج شاہ میر عجیب لگ رہا تھا۔

آپ کہہ سکتے ہے۔شاہ میر نے اس کی بات پہ اتفاق کیا۔

نہ ہو اس کے جیسا سچ میں پچھتاؤ گے بعد میں کہ کاش میں پہلے ہی مہر و سے دور رہتا ۔شاہزیب نے کہا تو ایسے ہی تھا پر اُس بات سے انجان کے بات میں واقعی شاہ میر کو پچھتانا تھا۔

آپ ماہ کے بارے میں ایسا نہیں بولے اور آئے گیم شروع کرتے ہیں۔ شاہ میر نے کہا۔

ہاں آؤ۔شاہزیب فورن بولا۔

تمہارے پاس فون تو نہیں ہو گا نہ پھر۔شاہزیب نے تشویش لہجے میں کہا جیسے بہت انہونی بات ہو۔

گھر پہ ہے۔لے آؤ۔شاہ میر نے فورن حل بتایا۔

اوہ ہو میر باہر اتنی بارش ہے اور تم گھر جانے کی بات کر رہے ہو۔شاہزیب نے اس کی عقل پہ ماتم کرتے کہا۔

اپس میں تو بھول گیا تھا۔شاہ میر سر پہ اپنا چھوٹا ہاتھ مار کر بولا۔

ویسے ساری باتیں ایک طرف ہو تم بہت کیوٹ۔شاہزیب نے اس کے ایسے کرنے پہ بولا۔

تو کیا ایک فون پہ گیم نہیں ہو سکتی؟شاہ میر اس کی بات نظر انداز کرتا بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں نہ پارٹنر تو نہیں نہ ہم اور میر آئے پیڈ جو ہے اپنے دوست کے پاس ہے بس ایک موبائل ہے۔شاہزیب نے مایوس لہجے میں کہا۔

اچھا پھر کبھی کھیلے گے۔شاہ میر عام لہجے میں بولا۔

نہیں ایک حل ہے۔شاہزیب نے اچانک سے کہا۔

اور وہ کیا؟شاہ میر بھی اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا

مہرو مر جائے گی پر مجھے اپنا فون نہیں دے گی پر اگر تم اس سے مانگو گے تو وہ خوشدلی سے دے گی۔شاہزیب نے اس کو کہا۔

آپ کہنا کیا چاہتے ہیں وہ کہے۔شاہ میر نے اصل بات جاننا چاہی۔

تم ابھی مہرو کے کمرے میں جاؤ اور اس سے کچھ دیر کے لیے موبائل دینے کا کہو ۔شاہزیب نے اس کو بتایا۔

اچھا میں جاتا ہوں۔شاہ میر فورن اٹھتا بولا۔

اگر نہ دے ناں تو اسرار ضرور کرنا۔شاہزیب نے اس کو سمجھایا۔

نہیں وہ میرے ایک دفعہ ہی کہنے پہ دے گی۔شاہ میر کے لہجے میں یقین تھا۔

اچھا ٹھیک ہے جاؤ ۔شاہزیب نے کہا۔

شاہ میر مہرماہ کے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ پھر اس نے دروازہ نوک کیا۔ مہرماہ کے اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوا۔ تو دیکھا مہرماہ بیڈ پہ چاروں طرف کتابوں کے بیچ تھی شاید وہ اپنے کالج کا کام کر رہی تھی۔

شاہ تم آؤ بیٹھو۔ مہرماہ نے کچھ کاغذ ہٹا کر اس کو بیٹھنے کا کہا۔ تو وہ بیٹھ گیا۔

مجھے آپ کا موبائل چاہئی یے تھا کیا آپ دے گی؟ شاہ میر نے اس کو بتا کر پھر پوچھا

ہاں کیوں نہیں یہ لوں۔ مہرماہ نے اس کی بات سنتے ہی سائیڈ ٹیبل پہ پڑا موبائل اس اٹھا کر اس کو تھمایا۔

شکریہ۔ شاہ میر مسکرا کر بولا۔ اور موبائل کی اسکرین آن کی پاسورڈ منہ چڑ رہا تھا۔ تو شاہ میر نے پوچھا

پاسورڈ کیا ہے آپ کی فون کا؟

Zaib

مہرماہ نے اپنے کتاب پہ جھکے ہی اس کو اسپیل سے زیب بتایا۔

ایک بات پوچھو؟ شاہ میر موبائل اَن لوک کرتا مہرماہ سے کہا۔

ہمم پوچھو۔ مہرماہ نے رجسٹر پہ کچھ لکھتے اس کو اجازت دی۔

پاسورڈ یا تو انسان اپنے نام کا لگاتا ہے اور یا تو وہ جس سے پیار کرتا ہے اس کا ہے ناں۔ شاہ میر نے کہہ کر اپنی بات کی تصدیق چاہی۔

بلکل ایسا ہی ہے۔ مہرماہ نے مصروف لہجے میں جواب دیا۔

اچھا تو میں آپ کا دوست ہوں ناں۔ شاہ میر پھر بولا۔

بلکل۔ مہرماہ نے ہلکی مسکراہٹ سے اس کو دیکھ کر کہا

تو ایک اگر ایک بات کہوں کرنے کو تو آپ کو برا تو نہیں لگے گا ناں۔ شاہ میر نے آہستہ آہستہ بولا۔

مجھے تمہاری بات کا بُرا نہیں لگے گا تم بات کہو۔ مہرماہ نے رجسٹر بند کر کے اس کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

تو آپ اپنی موبائل پہ میرے نام کا پاسورڈ لگائے۔ شاہ میر نے موبائل اس کی طرف بڑھا کر انوکھی فرمائش کی۔

اوکے۔ مہرماہ نے اس سے موبائل لے کر مسکرا کر کہا۔

یہ لوں اب اس کا پاسورڈ Shah ہے۔ مہرماہ نے موبائل واپس دے کر اس کو کہا۔ جس پہ شاہ میر کا چہرہ چمک اٹھا تھا اور پھر وہ موبائل لے کر مہرماہ کے گال پہ بوسہ

دے کر بھاگ کر کمرے سے نکل گیا۔جب کی مہرماہ حیران سی اس کی کاروائی ی دیکھی پھر مسکرا کر سر جھٹکتی اپنے کام میں لگ گئ ی۔

اتنی دیر کیوں لگائی ی۔وہ جیسے کمرے میں آیا شاہزیب اس سے بولا۔

پتا نہیں لگا۔شاہ میر نے کہا۔

اچھا موبائل دیاناں مہرو نے اب آؤ گیم شروع کرے۔شاہزیب نے کہا۔پھر وہ بیڈ کی ایک سائیڈ پہ شاہزیب اور دوسری پہ شاہ میر دونوں ایک دوسرے سے منہ موڑے گیم کھیلنا شروع کیا۔شاہزیب نے پورا دھیان اپنے اینمی مطلب شاہ میر کے سپاہیوں پہ اٹیک کرنے میں لگایا تھا اور وہ جلدی جلدی شاہ میر پہ اٹیک بھی کیا تھا جس پہ وہ کامیاب بھی رہا تھا جب کی شاہ میر بہت آرام سے کھیل رہا تھا اور اس نے ابھی گیم میں کوئی ی بھی ایک وار شاہزیب پہ نہیں کیا تھا۔جس سے شاہزیب نے یہی اندازہ لگایا کہ شاہ میر کو گیم کھیلنا نہیں آتا۔ایک اور شاہزیب نے اس کے ساتھیوں پہ اٹیک کرتے پُرجوش آواز میں شاہ میر سے بولا۔

میر کیسا فیل ہو رہا ہے۔گیم ہارتے ہوئے۔اس کی بات پہ شاہ میر نے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی ی پر کہا کچھ نہیں۔ان کو گیم کھیلے تقریباً آدھ گھنٹہ ہو چکا تھا پر اِس ٹائم میں شاہ میر نے ابھی تک وار نہیں کیا تھا پر شاہزیب کا اس پہ دھیان نہیں تھا وہ بس اپنی

جیت کے قریب ہونے کے نشے میں تھا۔شاہ میر نے اب کی گیم پہ غور توجہ کے بعد اس کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی شاید اس کو وہ موقعہ مل گیا تھا جس کے لیے وہ خاموش تھا۔شاہ میر نے اب گیم میں پہلا وار کیا تھا جو کی آخری وار بھی ثابت ہوا اور پوری گیم کی بازی پلٹ گئی اور جیت شاہ میر کے مقدر میں بنی اور اس نے آرام سے مہر ماہ کا موبائل سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور سیدھا ہو کر شاہزیب کی طرف دیکھا جس کا شاک میں منہ کھلا ہوا تھا۔شاہزیب جو خوشی خوشی شاہ میر پہ در پہ وار کئیے جارہا تھا۔اس کے اچانک جوابی وار پہ شاہزیب کے پورے ساتھی اور وہ خود ڈھیر ہو گیا۔شاہ میر نے وار ہی کچھ ایسے اور اس وقت کیا تھا جب سب ساتھ اور ایک ہی جگہ پہ تھے۔شاہزیب کا منہ شاک کی کیفیت میں کھلا کا کھلا رہ گیا اور موبائل اس کے ہاتھ سے گر کر بیڈ پہ پڑا۔کچھ دیر بعد شاہزیب نے شاہ کو دیکھ کر کہا۔

یہ یہ تم نے کیسے کیا مطلب کے ایک ہی دفعہ میں تم نے ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے میں تو اتنے ٹائم سے کھیلا ہے اور میرے ہاتھ تو کوئی ایسا موقعہ نہ آیا سچ بتانا میر تم نے اتنی سی عمر میں مطلب شاہزیب کو سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے اس لیے چپ ہو گیا اور شاہ میر کو دیکھا جو جیسے جیسے اس کی بات سن رہا تھا ویسے ہی اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی جارہی تھی۔

ایسا بلکل ہو سکتا ہے اور آپ سے کس نے کہہ دیا کے گیم اسی انسان کو آ سکتی ہے جو عمر میں بڑا ہو اور جیت بھی وہی سکتا ہے۔انسان تو گیم اپنی عقل سے جیتتا ہے۔میں نے لنڈن میں ایک پروفیسر سے کہتے سنا تھا کے لائف ہو یا گیم اپنے دشمن پہ تب وار کرو جب وہ اپنی جیت کہ بہت نزدیک ہو اس طرح اس کو اپنی ہار اور آپ کو اپنی جیت بہت شدت سے محسوس ہو گی۔اور میں نے وہ بات اپنے دماغ میں بیٹھا لی تھی پر یہ نہیں سوچا تھا کہ کبھی کرنے کا موقعہ بھی ملے گا۔شاہ میر نے مسکرا کر شاہزیب سے کہا جو ابھی تک شاک میں تھا اس کو یہ سب خواب لگ رہا تھا۔

پر تم نے کیا کیسے۔شاہزیب کی سوئی ایک ہی جگہ پہ اٹکی ہوئی تھی۔

ویل یہ تو میں آپ کو نہیں بتا سکتا آپ اس گیم کے بہت پُرانے کھلاڑی ہے آپ کو بہتر پتا ہو گا۔شاہ میر نے اس کو اس کی بات لوٹا کر کہا۔

تم نے تو یہ کبھی نہیں کھیلی اور میں اتنے اچھے سے اور سب کر رہا تھا۔پھر بھی تم کیسے

رات بہت ہو گئی ہے کزن برادر سو جانا چاہئے۔

Good night, and have a sweet dreams,

اور میں آپ سے بلکل یہ سوال نہیں کرو گا جو آپ نے کیا تھا کے ہار کے کیسا فیل ہو رہا ہے کیوں کی آپ کے چہرے پہ سب ظاہر ہے۔شاہ میر اس کا سوال نظر انداز کرتا اپنی

بات کہتا کمبل اپنے اپر اوڑھے لیٹ گیا۔جب کی شاہزیب ابھی بھی شاک میں تھا۔جس کو وہ بچہ سمجھ رہا تھا اس بچے نے اس کو ایک ہی جھٹکے میں ہرایا تھا اور اپنے لفظوں سے الگ اور اس کو کم عقل بھی کہہ گیا تھا۔شاہزیب کو تو بس اب یہی لگ رہ تھا۔

مہرماہ صبح اٹھی تو اس نے اپنے کمرے کی کھڑکی کے پردے ہٹائے اور باہر دیکھا جہاں کل رات بارش ہونے کی وجہ سے موسم خوبصورت اور سردیوں میں طبیعت پہ خوشگوار اثر کرنے والا تھا۔ایک تیز ہوا کا جھونکا اس کے چہرے پہ پڑا تو اس نے کپکپاتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئی۔اور اپنا موبائل تلاشنے لگی تو اس کو یاد آیا کہ کل رات شاہ میر لے گیا تھا۔پھر وہ فریش ہونے واشروم کی طرف بڑھی اور باہر آئی تو اس نے لیمن کلر کا فراق پہنا تھا جو گھٹنو تک تھا اور لیمن ہی تنگ پاجامہ تھا یہ اس کلر اس کی سفید رنگت پہ بہت جچ رہا تھا۔اس نے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آکر بالوں کی چوٹی بنائی اور اس کے آگے ڈالے باہر آئی۔جہاں سب ناشتہ کر رہے تھے۔

اسلام و علیکم سب کو۔ مہر ماہ اپنے لیے کرسی گھسیٹتی ان کے ساتھ بیٹھتے کہا۔ جس کا جواب سب نے دیا تھا سوائے شاہزیب کے جو ابھی تک رات کے زیر اثر تھا اور ابھی تک صدمے سے باہر نہیں آیا تھا۔ شاہ میر بھی ان کے ساتھ تھا۔

تمہیں کیا ہوا ہے آج جو دکھی آتما بن کے بیٹھے ہو۔ مہر ماہ نے شاہزیب کو ایک جگہ اسٹل دیکھا تو کہا۔

مجھ سے ابھی تم بات نہ کرو۔ شاہزیب نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

زیب کیا بد تمیزی ہے مہرو بڑی تم سے یہ کس طرح سے بات کر رہے ہو اس سے۔ سکندر خان نے شاہزیب کو گھڑکا جس کی آواز کچھ تیز تھی مہر ماہ تک حیران سی اس کا انداز دیکھ رہی تھی جس نے پہلی دفعہ اس لہجے میں بات کی تھی۔ ورنہ مزاق تنگ کرنا شرارت کرنا ایک طرف پر اس نے کبھی ایسے بات نہ کی تھی۔ سارہ بیگم پریشان ہو گئی تھی۔ جب کے مہر ماہ سے اس طرح بات کرنے پہ شاہ میر اس کو گھور کے دیکھ رہا تھا۔ جیسے سالم نگلنے کا ارادہ ہو۔ شاہزیب کچھ شرمندہ ہوا۔ اور سب کی طرف دیکھ کر بولا۔

سوری مہرو اور بابا جان بس ایسے ہی دوبارہ ایسے نہیں ہو گا۔

پر بات کیا ہے جو تم اتنا چپ ہو۔ سارہ بیگم کے لہجے میں تشویش تھی۔

وہ دراصل چچی کل میں نے اور زیب بھائی ی نے pubg گیم کھیلا تھا اور اس میں یہ مجھ سے ہار گ ئی ے تو اس لیے بس ان کو غصہ ہے۔ان کی بات کا جواب دیا شاہ میر نے اپنی مسکراہٹ دبا کر دیا۔ورنہ اس کا دل قہقہہ لگانے کا کر رہا تھا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ شاہزیب نے ایک گیم کے ہارنے کا اتنا اثر لیا پر وہ کیا جانے اس کو دکھ تو سب سے بڑا یہ تھا کہ وہ اپنے سے چھوٹے کزن سے ہار گیا تھا۔

ہاہاہاہاہاہاہا۔شاہ سیر ئی سلی تم نے زیب کو ہرا یا سچ میں دل خوش کر دیا میں زیب کو دو سال سے اٹیک کر رہی تھی پر کبھی جیت نہ پائی ی اور تم نے ایک ہی دن میں ہاہاہاہاہا۔میں بتا نہیں سکتی مجھے کتنا اچھا محسوس ہو رہا ہے۔شاہ میر بات سنتے ہی مہر ماہ نے زور سے ہنس کر کہا اس کو دیکھ کر کہا مہر ماہ کی ہنسی رک ہی نہیں رہی تھی پر سارہ بیگم اور سکندر خان اپنا سر نفعی میں ہلاتے ناشتہ کرنے لگے شاہزیب اٹھ کر چلا گیا جب کی شاہ میر کو اپنی جیت مہر ماہ کو ہنس کر دیکھتے ہوئے اب محسوس ہو رہی تھی۔

ویسے کیا کیسے ؟مہر ماہ نے رازدانہ انداز میں اس سے پوچھا۔

مہر و میر کو ناشتہ کرنے دو کل بھی اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔سارہ بیگم نے اس کو ٹوکا۔

جی امی جان۔مہر ماہ نے تابعداری سے کہا۔

میں نے ان کو ایک ہی وار میں ہرا دیا تھا اور ان کو پتا بھی نہیں چلا۔ شاہ میر مہر ماہ کو

خاموش دیکھتا کان کے پاس آ کر بولا۔

سچ میں ؟ مہر ماہ نے حیرت سے پوچھا

جی بلکل۔ شاہ میر نے گویا ناک سے مکھی اُڑائی ی۔

تم تو پھر بہت ہی عقلمند ہو۔ مہر ماہ نے اس کو دیکھ کر کہا۔

اچھا میں اب اپنے گھر جاتا ہوں۔ شاہ میر اٹھتا ان سے کہنے لگا۔

یہ بھی تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔ سکندر خان نے مسکرا کر بولے۔

جی پر اب میں چلتا ہوں۔ شاہ میر نے کہا۔

اچھا پر خیال سے جانا۔ گھر قریب ہے پر بارش کی وجہ سے ریت اور روڈ دونوں ہی گیلے

ہوں گے تو گر نا جانا۔ سارہ بیگم نے شاہ میر کو تنگ کرنے کو بولی۔ تو مسکرا دیا۔ پھر مہر ماہ

نے اس سے کہا۔

رکو میں ساتھ چلتی ہوں تمہارے۔

آج آپ کالج نہیں جائے گی ؟ شاہ میر نے چلتے اس سے سوال کیا۔

نہیں آج نہیں جانا مجھے۔ مہر ماہ نے نرمی سے کہا۔

اچھا۔آپ کا موبائل میں نے چچی کو دیا تھا آپ ان سے لے لینا۔شاہ میر کہہ کر خاموش ہوا۔

ہاں۔پر کیا کل اس لیے موبائل لیا تھا مجھ سے۔مہر ماہ نے مسکرا کر پوچھا۔

جی میرے پاس نہیں تھا تو زیب بھائی ی نے کہا آپ سے لوں۔شاہ میر نے بتایا۔

زیب کو بھائی ی اور میں اس سے بھی بڑی ہوں تو مجھے ماہ۔مہر ماہ نے ہنس کر کہا۔

میں آپ کو ماہ علاوہ نہیں پکاروں گا۔اور نہ کسی دوسرے کو ماہ کہنا کا موقعہ۔شاہ میر نے ضد لہجے میں کہا۔

اچھا اچھا اب تمہارا گھر آ گیا۔خدا حافظ۔مہر ماہ نے گیٹ کے قریب اس کو چھوڑ کر کہا۔تو وہ بھی اللہ حافظ کہتا اپنا گھر کے اندر چلا گیا اور مہر ماہ نے واپسی کے لیے اپنے قدم بڑھائے۔

مہر و بات سننا۔شاہزیب اس کے پاس آتے بولا۔

تم مجھے اپنی شکل بھی نہ دیکھاؤ۔مہر ماہ نے غصے سے اس سے کہا۔

یار کیا ہو گیا ہے دوبارہ نہیں ہو گا نہ کہا تو ہے۔شاہزیب نے اس کی بات پہ منت بھرے لہجے میں کہا۔

اور میں نے بھی کہا نہ کہ مجھے تم سے بات نہیں کرنی۔مہرماہ نے ویسے ہی ناراضگی سے کہا۔

مان جاؤ پلیز پھر تم جو کہو گی میں کروگا۔شاہزیب نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

اچھا معاف کیا۔مہرماہ نے احسان کرنے والے انداز میں کہا۔

شکر اللہ کا۔شاہزیب نے صوفے پہ ڈھیر ہوکے بیٹھتا کہا جیسے ناجانے کونسا معرکہ مار کر آیا ہو۔

ویسے شاہ نے تم سے کیسا گیم کھیلا۔مہرماہ نے تجسس سے پوچھا۔

اب تم جلے پہ نمک تو نہ چھڑکوں۔شاہزیب نے مسکین شکل بنا کر بولا۔

زیب بتاؤ نہ شاہ کہہ رہا تھا کہ اس نے ایک ہی دفعے میں تمہیں ہرایا۔مہرماہ نے اپنی بات پہ زور دے کر کہا۔

ہاں وہ v41۔شاہزیب نے ادھوری بات کی۔

ہاہاہاہا۔مہرماہ پھر سے ہنسنے لگی۔

مہرو چپ ہو جاؤ۔شاہزیب نے اس کے ہنسنے پہ چڑ کے بولا۔

اچھا اچھا نہیں ہنستی میں۔مہرماہ نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

تم یقین نہیں کرو گی وہ کھیل ہی اتنا آہستہ رہا تھا کہ مجھے لگا وہ اس گیم میں اناڑی ہے۔پر جب میں نے اس پہ کئی وار کیے اور اس کے ساتھی مار بھی دیئے۔تب بھی اس نے کوئی وار نہیں کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ میں جیتنے والا ہوں تو اس نے اٹیک کیا وہ بھی ایسا کہ نہ پوچھو۔شاہزیب نے آخر میں گہری سانس لے کے کہا۔

ہمم شاہ ویسے کلیور ہے تمہیں اس کو ہلکے میں نہیں لینا چاہئیے تھا۔تمہیں ایک بات بتا دو کھیل ہو یا زندگی دشمن کو کبھی کمزور سمجھ کر وار نہیں کرنا چاہئیے۔اور دشمن کو خود سے کمزور سمجھنا ہی بہت بیوقوفوں والی بات ہے۔مہرماہ نے آرام سے اس کو سمجھایا۔اس کی بات پہ شاہزیب خاموش رہا اس کو شاہ میر کی بات یاد آئی تھی پھر اس نے مہرماہ کو دیکھا دونوں نے ہی ایک بات الگ الگ انداز میں اس سے کہی تھی وہ جو کل شاہ میر کی بات کا کل مطلب نہ سمجھا تھا وہ آج مہرماہ کی بات نے سمجھا دیا تھا۔

ویسے امی جان ویسے ہی پریشان ہو گئی تھی۔کہ کل رات شاہ نے کچھ نہیں کھایا۔مہرماہ نے شاہزیب کو خاموش دیکھا تو ٹیری نظر سے اس سے کہا۔

ہاں کل اس نے نہیں کھایا تھا کھانا گیم کے بعد سو گیا تھا اور ہے بھی بارہ سال کا امی کا پریشان ہونا بنتا ہے۔شاہزیب نے مہرماہ کی بات کا مطلب جانے بنا کہا۔

ان کو پہلے پتا نہیں تھا نہ کہ۔مہرماہ اتنا کہہ کر خاموش ہو ئی ی۔

کیاہُوا پوری کرو اپنی بات۔شاہزیب اسے چپ دیکھتا بولا۔

کہ شاہ نے رات کو چکن ڈنر کیا تھا۔مہرماہ کہتے ہی وہاں سے بھاگ گئی۔جب کی

شاہزیب اس کی بات کا مطلب سمجھتا دانت پیس کے رہ گیا۔

پری آپی اب بس بھی کرے میرے کان پک گئے ہیں۔آپ کی باتیں سنتے

سنتے۔آیان بیچارگی سے پری کو کہا جو نا جانے اس کو کونسے قصے سنا رہی تھی۔

آیان تمہیں میری باتیں اتنی بُری لگ رہی ہے۔پری نے اس کو گھور کر کہا۔

ہاں اور نہیں تو کیا۔آیان فورن بولا۔

اچھا پھر مجھ سے بات مت کرنا۔پری کہتی لائی ونج سے نکل گئی جب کی بیچارا آیان

اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

کیاہُوا تمہیں؟شاہ میر اس کے پاس بیٹھتاہُوا پوچھنے لگ۔

پری آپی ناراض ہوگئی۔آیان نے بتایا۔

اچھا۔شاہ میر نے بس اتنا کہا۔

ہاں۔کارٹون دیکھے کیا؟آیان نے جواب دے کر سوال کیا۔

ضرور آج کا میرا دن تمہارے نام۔شاہ میر نے خوشگوار لہجے میں آیان سے کہا۔

اچھا خیر تو ہے ناں۔آیان نے معصومیت سے پوچھا۔

بلکل۔شاہ میر آیان کی بات سمجھ نہ پایا۔

نہیں وہ آپ نے کبھی اتنے پیار سے بات نہیں کیا نہ تو بس اس لیے۔آیان نے اپنی بات کا مطلب بتایا۔

اچھا کارٹون نے نام بتاؤ کہ میں وہ چینل لگاؤ۔شاہ میر نے رموٹ اٹھا کر اس سے پوچھا

۔

Doremon

آیان جلدی سے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ میر ایسے ہی چینل سرچ کر رہا تھا تو اس کے ہاتھ ایک چینل پہ رک گیا جس پہ کوئی ی مووی چل رہی تھی۔اور سین کچھ یوں تھا۔

میں نے بتایا ہے تمھیں تمھاری شادی صرف مجھ سے ہو گی ورنہ کسی سے نہیں۔لڑکا لڑکی کو بازوں سے پکڑتا غصے سے بول رہا تھا۔

بھائی ی کیا دیکھ رہے ہے۔کارٹون لگائے نہ۔شاہ میر جو پہلی دفعہ کسی مووی کا سین دیکھ رہا تھا آیان کی بات سنتا ہوا کہا۔

ایک منٹ دیکھنے دو کہ گرل کیا جواب دیتی ہے پھر

آپ نے کیا کرنا ہے جان کہ۔آیان نے منہ بگارتے کہا۔

چپ رہو کچھ منٹ۔شاہ میر نے اس کو گھور کر بولا۔پھر مووی پہ متوجہ ہوا۔

اور میری بات تمہیں سمجھ نہیں آتی مجھے نہیں ہے تم سے پیار اس لیے میں اپنی مرضی سے جس سے چاہے نکاح یا شادی کرو تمہارا اس سے کیا تم کون ہوتے ہو مجھے رکنے والے۔جواب میں لڑکی نے کچھ اور غصے سے کہا۔

کیوں نہیں ہے پیار میں جانتا ہوں تمہیں بھی مجھ سے پیار ہے بس جھوٹ بول رہی ہو۔لڑکے نے اب کی کچھ آرام سے کہا۔

نہیں نہیں نہیں ہے تم سے پیار میں تم سے عمر میں کتنی بڑی ہوں۔یہ بات کہتے ہوئے تمہیں ہماری عمر پہ ہی دھیان دینا چاہئے تھا۔لڑکی نے چیخ کر لڑکے کا گریبان پکڑ کر کہا۔اور بعد میں فلم کے بیچ وقفہ آگیا جس سے شاہ میر جو بہت غور سے ان کی باتوں کو سن رہا تھا بد مزہ ہو گیا جب کی آیان نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا پھر آیان بولا۔

اب لگا دے کارٹون

یہ لوں دیکھو۔شاہ میر نے کارٹون لگا کے آیان کو کہا۔

شکریہ۔آیان نے بتیسی نکال کہ بولا۔

آیان یہ نکاح کیا ہوتا ہے۔شاہ میر نے آیان سے بے تکا سوال پوچھا۔

آپ بڑے ہیں۔آپ کو پتا ہو گا۔آیان اپنا پورا دھیان ٹی وی میں ٹکائے بولا۔

ہممم تم دیکھو میں آتا ہوں۔شاہ میر اس سے کہتا اوپر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

ڈیڈ میں آجاؤں؟شاہ میر نے حیدر خان کے کمرے کے باہر کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

ہاں میر آجاؤ۔حیدر خان نے اجازت دے کر کہا۔

موم نہیں ہے کیا۔شاہ میر کمرے کو دیکھتا پوچھا۔

نہیں وہ تو اپنی کسی دوست سے ملنے گئی ہے۔حیدر خان نے جواب دیا۔

اچھا۔شاہ میر کہتا ان پاس بیٹھا۔

کچھ کہنا چاہتے ہو؟حیدر خان نے اس کے چہرے پہ اُلجھن دیکھی تو پوچھا

نہیں وہ کچھ پوچھنا تھا۔شاہ میر نے کہا۔

اچھا پوچھو۔حیدر خان نے اپنا موبائل سائیڈ پہ رکھے شاہ میر کی طرف متوجہ ہوئے۔

نکاح کیا ہوتا ہے؟شاہ میر نے بنا ان کو دیکھے سوال کیا۔

تم سے اس بات کا ذکر کس نے کیا؟حیدر خان نے الٹا اس سے سوال کیا۔

وہ مووی چل رہی تھی تو۔

میں آپ سب لوگوں کو منع کیا ہے نہ کوئی ی بھی فلم ڈرامہ آپ لوگ نہیں دیکھو گے اگر دیکھنا ہے تو کوئی ی کارٹون دیکھنا پھر۔حیدر خان نے شاہ میر کی بات پوری ہونے سے پہلے کہا۔

میں نے پوری نہیں دیکھی بس سین پہ۔شاہ میر نے کمزور سی وضاحت دی۔

ابھی تمہارا جاننا ضروری نہیں۔حیدر خان نے ٹالنے والے لہجے میں کہا۔

بتائیں نہ ڈیڈ۔شاہ میر نے پھر کہا۔

میرا اپنے کمرے میں جاؤ۔حیدر خان کچھ سختی سے بولے۔

اوکے۔شاہ میر کہتا نکل گیا۔

کہیں ہم نے یہاں آکر غلطی تو نہیں کردی۔حیدر خان نے شاہ میر کے جاتے ہی خود سے سوال کیا۔

شاہ میر کمرے میں آکر یہاں وہاں ٹہلنے لگا۔پھر اس کی نظر آئے پیڈ پہ پڑی تو وہ فورن وہ لیکر گوگل پہ نکاح کا مطلب دیکھنے لگا۔جس میں بہت سے مطلب نکلے جو شاہ میر کو اور اُلجھا رہے تھے جو کچھ اس طرح تھے۔

نکاح ایک پاکیزہ عمل ہے۔

مرد عورت اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بنا کر نکاح میں قبول ہے کہتے ہیں۔

جو نکاح کرتے ہے وہ دنیا اور آخرت کے ساتھی بن جاتے ہے۔

کہا گیا ہے مرد کو اگر کسی عورت سے محبت ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ فورن سے اس عورت کو اپنے نکاح میں لے۔

نکاح میں اللہ نے بہت برکت ڈالی ہے۔ نکاح دو انجان دلوں کے بیچ محبت پیدا کرتا۔

نکاح سے انسان بہت گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے۔ کے بچوں کے بالغ ہو تے ہی ان کا نکاح کرایا جائے۔

آگے بھی بہت کچھ تھا پر شاہ میر نے آئے پیڈر کھ دی اور جل کے خود سے بولا۔ اتنا لکھا ہے یہ بھی لکھ دیتے کہ بالغ کیسے ہوتے ہیں اور نکاح کیا کیسے جاتا ہے۔

کل ہم نے نادیہ کی طرف جانا ہے اس لیے آپ دونوں کالج نہیں جانا اور جلدی تیار ہو جانا۔ وہ اس وقت رات کاڈنر کر رہے تھے جب سکندر خان نے مہر ماہ اور شاہزیب سے کہا۔

جی بابا جان۔ دونوں نے ان کی بات پہ کہا۔

اچھا ویسے خیریت تھی نہ نادیہ نے ہمیں بھی بولا یا ہے اور حیدر بھائی کو بھی۔ سارہ بیگم سالن رکھتے ان سے پوچھا۔

ہاں خیریت ہی ہے ملنے کے لیے بولا یا ہے اور کہا کے بچے بھی مل لینگے ایسے میں۔ سکندر خان نے ان کو بتایا

تم حور کو میرے اور شاہ میر کے گیم کھیلنے کا نہیں بتانا ورنہ اس نے سالار کو بتانا ہے۔ شاہزیب نے مہر ماہ کے کان میں کہا۔

یہ حکم ہے کہ درخواست۔ مہر ماہ نے ہاتھ میں لیا چمچ گھما کر۔ شاہزیب سے پوچھا۔

ماہ بدولت سے عرض ہے۔ شاہزیب نے ضبط کرتے کہا۔

اچھا دیکھوں گی۔ مہر ماہ نے شانِ بے نیازی سے کہا۔

مہرو سالار کو پتا نہیں ہونا چاہئے یے تم سمجھو یہ تمہارے بھائی کی عزت مطلب تمہاری عزت کا سوال ہے۔ شاہزیب نے اس کو ایموشنلی انداز میں کہا۔

نہیں بتاؤ گی بس۔ مہر ماہ نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

شکریہ بہن۔ شاہزیب خوش ہوتا بولا۔

اماں جان کو بتادیا تھا؟ سکندر خان نے سارہ بیگم سے پوچھا۔

بتایا تھا میں نے پر انہوں نے معزرت کرنے کا کہا آپ کو تو پتا ہے وہ اب باہر جانا پسند نہیں کرتی۔سارہ بیگم نے ان کو جواب دیتے کہا۔

صحیح جیسا ان کو بہتر لگے۔سکندر خان نے کہا۔

ویسے دادی چچا جان کے پاس بھی نہیں رکی تھی ان کو وہاں بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا رہنا۔مہر ماہ بولی۔

ہاں کیوں کی وہ چاہتی ہے کہ حیدر یہاں آجائے اور ہمارے ساتھ رہے۔سکندر خان نے کہا۔

ویسے وہ کچھ غلط بھی نہیں چاہتی۔سارہ بیگم ستارے بیگم کی طرفداری کرتے کہا۔

ہاں پر حیدر جب ان کی بات مانے تب نہ وہ تو شروع سے ہی باغی ہے اپنی کرنے والا۔سکندر کہتے ٹیبل سے اٹھتے چلے گئے۔

میں بھی اپنے میں اب جاؤں گی۔مہر ماہ نے کہا۔

تو جاؤ ہم نے کونسا روکا ہے۔شاہزیب نے کہا۔

تم تو اب مجھ سے عزت سے بات کرو ورنہ میرے منہ کھلنے پہ وقت نہیں لگتا۔مہر ماہ نے چہرے پہ شیطانی مسکراہٹ سے شاہزیب سے کہا۔

اب کیا میں اپنی بہن سے مزاق بھی نہیں کر سکتا۔شاہزیب نے جلدی پینترا بدلہ۔

کر سکتے ہو پر ایک حد میں رہ کر گڈ نائٹ۔ مہر ماہ ایک ادا سے کہتی واک آؤٹ کر گئی۔

لعنت ہو اس وقت پہ جب میں نے شاہ میر سے گیم کا کہا۔ شاہزیب نے خود کو کوسہ۔

میر آیا تھا آج ایک بات پوچھنے۔ حیدر خان نے ہانم بیگم سے کہا جو نائٹ کریم اپنے ہاتھوں پہ لگا رہی تھی۔

اچھا کیا پوچھنے آیا تھا؟ ہانم بیگم مسکرا کر بولی

نکاح کا مطلب پوچھنے آیا تھا۔ حیدر خان نے بتایا۔

یہ سوال اس کے دماغ میں کیسے آگیا؟ ہانم بیگم تعجب سے بولی۔

آیا کیسے بھی یہ ضروری نہیں ہے ضروری یہ ہے کہ وہ پوچھنا کیوں چاہتا تھا اس نے دلچسپی کیوں لی جاننے میں۔ حیدر خان نے پُر سوچ لہجے میں کہا۔

کیا بات ہے اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے نکاح کا ہی تو پوچھا سن لیا ہو گا کہیں سے تو مطلب جاننے کا تجسس ہوا ہو گا آپ کو تو پتا ہو گا بچے کتنے تجسس لیتے ہیں ہر بات میں۔ ہانم بیگم نے عام لہجے میں ان سے کہا۔

ہاں یہی بات ہو گی۔ حیدر خان نے سانس خارج کرتے کہا

مطلب بتایا پھر آپ نے؟ہانم بیگم نے پوچھا

نہیں ابھی ان باتوں کو جانناان کا ضروری نہیں۔حیدر خان نے انکار کرتے کہا۔تو ہانم بیگم نے کچھ نہیں کہا۔

مہر ماہ اپنے کمرے میں سارے کپڑے بکھیرے بیٹھی تھی۔اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا۔کہ کیا پہنے یہ والا کیسارہے گا۔اس نے ایک بلیک کلر کا فراق خود پہ رکھے مرر میں دیکھا نہیں یہ نہیں اس دوبارہ اس کو واپس رکھ دیاالماری اس نے پوری خالی کر دی سب ڈریسز ایک سے بڑھ کر تھی پر اس کو آج کہ لیے سمجھ نہیں آرہا تھا۔تھک ہار کہ وہ بیڈ پہ مایوسی سے بیٹھ گ ئ ی۔

آجائے۔دروازہ نوک ہ‍ونے پہ اس نے کہا۔

Hi, Maah

شاہ میر اس کے کمرے اجازت ملتے ہی آکر کہنے لگا۔

اسلام علیکم شاہ تم کب آئے؟مہر ماہ نے شاہ میر کو دیکھ کر کہا۔

میں تو پانچ منٹ پہلے پر یہ آپ نے اپنے کمرے کا یہ حشر کیوں کر ڈالاہ‍ے۔شاہ میر نے بتاکر آنکھیں بڑی کر کے سوال کیا۔

آج پھوپھو کے گھر جانا ہے ناں سمجھ نہیں آرہا کہ کیا پہنوں اس لیے بس سب کپڑے باہر کیے پر سمجھ اب بھی نہیں آرہا۔ مہرماہ نے پریشان لہجے میں اپنا مسئلہ بتایا۔

تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے آپ کوئی بھی پہنن لے۔ شاہ میر نے آسان ساحل دیا۔

کوئی بھی پہننا ہوتا تو سارے کپڑے نہ نکالتی وہ تو مجھے آج اچھا دیکھنا تھا اس لیے۔ مہرماہ نے پہلے شاہ میر کو گھور کر پھر کچھ شرما کر کہا۔ شرمائی کیوں وہ خود نہیں جانتی تھی۔

آپ تو جو بھی پہنے اچھی ہی لگتی ہیں اس لیے اتنا سوچے مت۔ شاہ میر نے عام لہجے میں کہتے صوفے پہ بیٹھ گیا بیڈ پہ تو جگہ نہ تھی۔

تمہیں نہیں پتا شاہ اس لیے چپ رہو۔ مہرماہ نے اس کو اتنے آرام سے کہنے پہ منہ بنا کر کہا۔

ویسے آپ اچھا کیوں دیکھنا چاہتی ہیں؟ شاہ میر کے لہجے میں کچھ چُبن تھی جو مہرماہ اپنی پریشانی میں محسوس نہ کر سکی۔

وہ ایسے ہی اچھا لگنا کس کو نہیں پسند۔ مہرماہ شاہ میر کے سوال پہ گڑبڑہ کر بولی۔

اچھا میں آپ کی مدد کرتا ہوں۔ شاہ میر نے اٹھ کر کہا۔

تم کیسے کروگے تمہیں کیسے پتا۔مہرماہ بولی۔پر شاہ میر نے سارے کپڑوں کو دیکھنے کے بعد ایک فراق اٹھا کر مہرماہ کو دیا جو شاید مہرماہ نے نہیں دیکھا تھا۔اس کی نظروں میں ستائش دیکھ کر شاہ میر کو تو یہی لگا

یہ تو واقعی میں بہت پیارا ہے میری پہلے اس پہ نظر نہیں پڑی تھی۔مہرماہ نے فراق شاہ میر سے لے کر کہا۔جو ہلکے پیچ کلر کا تھا اور اس ہی کلر کی کڑھائی کا کام کیا گیا تھا۔

شکریہ شاہ تمہاری پسند واقعی لاجواب ہے اور نظر بھی بہت تیز ہے۔مہرماہ نے مسکرا کر اس سے کہا اور بعد شرارتی انداز میں۔

ہاں میری پسند واقعی میں بہت اچھی ہے۔شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

اچھا میں اب تیار ہونے جا رہی ہوں۔مہرماہ نے اس کو بتایا۔

اوکے میں باہر لائونج میں جا رہا ہوں آپ پھر وہی آ جانا۔شاہ میر مہرماہ کی بات سنتا بولا۔

اوکے۔مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔

وہ لائونج میں آیا تو شاہزیب کے ساتھ بیٹھ گیا جو موبائل میں مگن تھا۔اس بیٹھنے پہ شاہزیب نے موبائل ٹیبل پہ رکھا۔اور شاہ میر سے بولا۔

تم تو مہرو کو لینے گئے تھے نہ اکیلے ہی آ گئے۔

وہ ماہ کو تیار ہونا تھا تو میں یہاں آگیا۔شاہ میر نے سر سری سا بتایا۔

تو۔شاہزیب کو سمجھ نہ آیا۔

تو یہ کہ شاید وہ میری موجودگی میں ٹھیک سے تیار نہ ہو اس لیے میں آگیا۔شاہ میر نے اس کو اپنی بات کا مطلب سمجھایا۔شاہزیب نے اس کی بات پہ شاہ میر کو سر سے پیر تک دیکھا اور ہنس دیا۔

ہنسے کیوں آپ؟شاہ میر کو اس کے ہنسنے کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔

بس دل کیا۔شاہزیب نے کہا۔

بتائیں ورنہ میں نے چچا جان کو کہنا ہے کہ آپ میرا مزاق اڑا رہے ہیں۔شاہ میر نے کھلے عام دھمکی دی۔

میر مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی۔شاہزیب تو شاہ میر کی بات پہ شاک ہو کے بولا۔

بتا رہے ہیں یا میں چچا جان کے پاس جاؤں۔شاہ میر نے کہا۔

میں اس لیے ہنسا کے تم بچے ہو مجھے پتا ہے تمہیں کوئی بچہ کہے یہ پسند نہیں پر حقیقت تو یہی ہے اور مہرو کو کیوں ان کمفر ٹیبل ہونا تھا تمہاری موجودگی سے جو وہ ٹھیک سے تیار نہ ہو پارتی نہ تو وہ اتنی شرمیلی ہے اور نہ ہی تم اس کی عمر کے ہو۔تم باتیں بڑی کرتے ہو اور تمہاری سوچ بھی شاید عام بچوں کی طرح نہیں پر یہ ایک

حساب سے اچھا بھی ہے اور نہ بھی اتنی سمجھ تو مجھے بھی نہیں۔ پر تم نے اچھا کیا مہرو کے کمرے سے نکل آئے یہ ادب اخلاق میں آتا ہے کہ تمہیں پتا ہے کہ کونسی بات ٹھیک ہے اور کونسی غلط۔ شاہزیب نے اس کے سوال کہ جواب پہ لمبی تقریر کر ڈالی جس کی سمجھ شاہ میر کو بلکل بھی نہیں آئی تھی۔ پر اس نے کہا کچھ نہیں۔

کیا تم خاموش کیوں ہو گئے؟ شاہزیب نے پوچھا

اگر میں آپ سے کچھ پوچھو تو کیا آپ بتائیں گے؟ شاہ میر نے کہا۔

اگر پتا ہو گا تو ضرور۔ شاہزیب نے خوشدلی سے کہا۔

نکاح کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ شاہ میر کے دماغ میں جو یہ بات کل سے گردش کر رہی تھی وہ آخر شاہزیب سے پوچھنے کا سوچا۔

تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ شاہزیب حیرت سے بولا۔

آپ کو بتانا ہے نہ تو بتائیں۔ شاہ میر نے تیز آواز میں کہا۔

میر تم چھوٹے پر اتنے بھی کے نہیں تمہیں نکاح کا مطلب ہی پتا نہ ہو۔ خیر شاید چچا جان والوں نے تم لوگوں کو بتایا نہ ہو۔ اگر تم یہاں رہتے تو تمہیں پتا ہوتا کیوں کی یہاں آئے روز کسی کسی رشتہداروں میں شادیاں ہوتی رہتی ہے امی جان اور بابا جان کے ساتھ میں اور مہرو بھی جاتے ہے۔ شاہزیب نے شاہ میر کو کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے آپ سے نکاح کا پوچھا ہے پر آپ نے جو بات کی اس میں میرے کام کی کوئی ی

بات نہیں۔شاہ میر منہ بگاڑے بولا۔

جب لڑکا لڑکی بڑے ہو جاتے ہیں نہ تو پھر گھر والے ان کی شادی کرواتے ہے اور

نکاح بھی تب ہی ہوتا ہے۔شاہزیب نے اس کی بات پہ اپنی عقل کے حساب سے

نکاح کا مطلب سمجھایا۔

اور اگر لڑکی انکار کرے تو؟ شاہ میر کو مووی والی لڑکی کا انکار یاد آیا تو پوچھا

وہ کیوں انکار کرے گی۔ ظاہر ہے شادی سے پہلے تو گھر والوں نے اس سے رضامندی

پوچھ لی ہو گی نہ۔شاہزیب نے سر پہ ہاتھ مار کر بتایا۔

اچھا تو سب کی ہوتی ہے شادی؟ شاہ میر نے پھر کہا۔

ہاں میری بھی ہو گی جب میر پڑھائی ہو گی تو۔شاہزیب نے شرمانے سارے

رکارڈ توڑ کر شاہ میر کو بتایا

کس سے؟ شاہ میر نے نیا سوال کیا۔

لڑکی سے۔جواب فورن دیا شاہزیب نے

شادی ضروری ہوتی ہے؟ شاہ میر نے پوچھا

ہاں نہ سنت ہے شادی کرنا۔شاہزیب نے اب کی اپنی طرف سے سمجھداری سے بتایا۔

کرتے کیوں ہے؟ شاہ میر نے ایک ہی سوال الگ الگ انداز میں پوچھا۔

تاکہ لڑکا لڑکی ساتھ رہ سکے ہر حال میں دکھ سکھ میں ہر قدم پہ آگے کا اور مجھے نہیں پتا۔ شاہزیب سنجیدگی سے اس کو بتاتے بتاتے آخر میں مظلوم شکل بناتا بولا۔

اچھا تو جو شادی کرتے ہے وہ کبھی الگ نہیں ہوتے ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں۔ شاہ میر نے پوچھا

اگر بعد میں الگ ہی رہنا ہو تو وہ شادی ہی کیوں کرے۔ شاہزیب جل کے بولا۔

مطلب؟ شاہ میر سمجھ نہیں پایا۔

مطلب کی وہ الگ نہیں رہتے اور نہ کوئی ان کو الگ کر سکتا ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں اور کوئی تیسرا ان کے بیچ میں نہیں آتا یہ ایک دفعہ مہرو نے بتایا تھا۔ شاہزیب نے ایک ہی سانس میں سب کہہ ڈالا

اتنا کچھ جان کر بھی شاہ میر مطمئن نہیں ہوا تھا نا جانے وہ کیا جاننا چاہتا تھا۔ پر اب اس نے شاہزیب سے نہیں پوچھا۔ پھر سکندر خان سارہ بیگم بھی تیار ہو کر لائی ونج میں آئے تھے پر مہر ماہ نہیں۔ سارہ بیگم نے شاہزیب سے کہا۔

زیب جاؤ مہرو کو کہو کہ آئے ہم نکلنے والے ہے اور حیدر بھائی ہانم والے بھی تیار ہے۔

جی امی جان جاتاہوں۔ شاہزیب کہتا وہاں سے سیڑھیوں کی طرف گیا۔اور مہرو سے اپنی ماں کا پیغام دیا تو بھی سیڑھیوں سے اترتی آئی ی تو سارہ بیگم نے مہرماہ کو دیکھ کر ماشااللہ کہا جو پیچ کلر کے فراق پہننے بہت خوبصورت رہی تھی اور چہرے پہ ہلکی لال لپسٹک اور آنکھوں میں آئے لائی نیز لگایا تھا بالوں کی اس نے آج بھی چوٹی بنائی تھی۔ مہرماہ ان کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔

امی جان میں کیسی لگ رہی ہوں؟ مہرماہ نے پوچھا

بہت پیاری اللہ نظر بد سے بچائے۔ سارہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔ شاہ میر کو جانے کیوں مہرماہ کا اتنا تیار ہو کے باہر جانا پسند نہیں آرہا تھا۔

شکر اللہ کا۔ آپ بھی تشریف لائی ی اب باہر چلے گاڑیاں دونوں تیار ہوگئی ی ہیں۔ شاہزیب نے مہرماہ کو دیکھ کر طنزیہ کہا۔

اچھا مہرو میں اور تمہارے بابا جان اور چچا چچی آیان ایک گاڑی میں جب کی تم لوگوں نے ڈرائیور کے ساتھ آناہے۔ مہرماہ شاہزیب کو جواب دیتی اس سے پہلے ہی سارہ بیگم نے مہرماہ سے کہا۔

اچھا چلے اب۔مہرماہ نے کہا۔تو وہ نکل گ ئی ے باہر کی طرف۔شاہزیب ڈرائی یور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ تھاجب کی مہرماہ اور شاہ میر پری یہ تینوں بیک سیٹ پہ تھے۔شاہ میر مہرماہ کے ساتھ تھا اس لیے بیچ میں تھا۔

آپ اتنا تیار کیوں ہوئی ی ایسے تو سب آپ کی تعریف کرے گے۔گاڑی جیسے ہی چلنا شروع ہوئی ی تو شاہ میر نے مہرماہ سے کہا۔

تو کیا میری تعریف نہ ہو؟مہرماہ نے معصوم شکل بناتے پوچھا

نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔شاہ میر کہہ کر چپ ہو گیا اس کو سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے۔مہرماہ بھی پھر ونڈو کے باہر دیکھنے لگی۔گاڑی کے رُکتے ہی وہ سب آہستہ آہستہ باہر آئے تو شاہ میر نے مہرماہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور گھر کی طرف دیکھا جو بہت عالیشان سا تھا۔وہ گھر کے اندر داخل ہوئے تو نادیہ بیگم اور سالار حورانا بیہ ان کہ انتظار میں ہی تھے جب کی ان کے شوہر کام کے سلسلے میں شہر سے باہر تھے پھر ملنے ملانے کا سلسلہ شروع ہوا بعد میں نادیہ بیگم نے ان سب کو اپنے بڑے سے لائی ونج میں لے آئی ی اور کہا۔

میں آپ لوگوں کو بتا نہیں سکتی کہ آپ سے مل کر کتنی خوش ہوں۔سکندر بھائی ی تو اب ایک شہر میں ہو کر بھی دور ہے اور آپ حیدر بھائی ی جب یہاں آئے تو ہمارے

گھر نہیں آئے پر آج سب ساتھ ہیں تو نہ پوچھے آپ میری خوشی۔ نادیہ بیگم محبت سے اپنے بھائیوں سے بولی سب لوگ ان کی بات پہ ہلکہ سا مسکرا دی ئیے۔

بس نادیہ یہ دنیاوی مصروفیات جو ہیں وہ کہی آنے جانے نہیں دیتی۔ سکندر خان ہنس کر بولے تو باقی بھی ہنس دی ئیے۔ پر شاہ میر سب کو ایک نظر دیکھتا مہر ماہ کے کاندھے پہ سر ٹکا گیا۔ تو مہر ماہ نے اس کو دیکھا جو اس کو باقی کے دنوں کی نسبت آج خاموش لگا۔

ویسے بھابھی بچے ماشااللہ جلد بڑے ہوگئے ہیں نہ نادیہ بیگم آیان کو اپنے قریب کرتی بولی۔

ہاں وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلتا۔ ہانم بیگم مسکرا کر بولی۔ تبھی وہاں ملازم ٹرالی گھسیٹ لایا جس میں چائے اور ریفریشمنٹ کا سامان تھا اور بچوں کے لیے کولڈ ڈرنکس اور نگٹس تھی۔ پھر اس نے ان سب کو سروکی۔ میر تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نہ؟ نادیہ بیگم نے شاہ میر سے کہا۔

Yes, I'm fine,

شاہ میر مختصر سا بولا۔

حور مہر و آپ شاید بور ہو رہی ہو تو کمرے میں سب کو لے کے جائے اور باتیں بھی کرے۔نادیہ بیگم نے مسکرا کر کہا

تو وہ سب چھت پہ آئے جہاں ایک کمرہ بھی تھا اور ہال بھی بیٹھنے کے لیے کرسیاں ٹیبل تھے اور نیچھے قالین گدے رکھے گئے تھے۔

کوئی گیم کھیلتے ہیں۔سالار بولا

لوڈو کھیلتے ہیں۔مہر ماہ اس کی بات پہ فورن بولی۔

چار لوگ کھیلتے ہیں اس میں بس اور ہم چار سے اُپر ہیں۔سالار نے اس کی بات پہ کہا۔

مجھے تو نہیں کھیلنا آپ لوگ ہی کھیلیں میں تو یہاں ممی کے کہنے پہ آئی ہوں۔کسی اور کے بولنے سے پہلے ہی انابیہ نے کہا جس پہ کسی نے دھیان نہیں دیا آیان تو چھوٹا تھا شاہ میر کی نظر صرف مہر ماہ پہ تھی جب کی پری کو اس کا لہجہ سمجھ نہیں آیا اور باقیوں کو انابیہ کی نیچر کا پتا تھا

باری باری کھیلتے ہیں نہ جو ہارے گا وہ دوبارہ نہیں کھیلے گا۔حور نے حل بتایا۔

اوکے۔شاہزیب اور سالار نے کہا۔پھر وہ نیچھے قالین پہ بیٹھ گئے اور لوڈو کو بیچ میں رکھا ایک طرف مہر ماہ تھی اور دوسری طرف شاہ میر اور پھر حور شاہزیب تھے جب کی سالار پری اور آیان ابھی ان کا بس گیم دیکھے گے۔پہلی باری مہر ماہ نے لی تھی

جس کا انڈا مطلب زیرو آیا تھا۔ پھر حور نے اس کے بھی چھکے سے پہلے پانچ آئے تھے پھر شاہزیب نے کیا تو اس کے بھی تین آئے تھے آخر میں شاہ میر کی باری آئی ی تھی جس کا چھکا آیا تھا۔ آیان نے چیخ کے خوشی سے نارا لگا یا تھا۔ شاہ میر نے اپنی گوٹی نکالی پھر آہستہ آہستہ سب کی باہر آئی ی شاہ میر چاروں باہر تھی تو مہرماہ کی تین شاہزیب کی دو اور حور کی بھی دو۔ شاہ میر کے اب دو آئے جس سے ایک مہرماہ کی گوٹی مر سکتی تھی اور ایک حور کی مہرماہ کی پکی گوٹی تھی جب کی حور کی بھی پر شاہ میر نے اپنی دوسری گوٹی نکالی اور حور کی گوٹی کو مار دیا جس پہ مہرماہ نے شکر ادا کیا کہ اچھا ہوا میری پہ نظر نہیں پڑی پر شاہ میر نظریں اپنی گوٹیو سے زیادہ مہرماہ کی گوٹیوں پہ نظر تھی۔

میر یار مہرو کی مارتے نہ اس کی تو پار بھی ہونے والی تھی۔ حور نے اپنی گوٹی کو دوبارہ اندر کرنے پہ احتجاج کیا۔

مجھے آپ کی آسان لگی۔ شاہ میر نے ہلکی مسکراہٹ سے حور کو دیکھ کر کہا۔ پھر مہرماہ کے پانچ آئے تو اس نے اتنی زور سے چیخ ماری کے شاہ میر نے بے ساختہ اپنا ہاتھ سینے پہ رکھا۔

یاہوں زیب تمہاری یہ گوٹی میرے ہاتھ سے شہید ہو گئی مہرماہ نے چیخ کر کہا۔

آرام سے یار بچے کو ڈرا دیا۔ سالار نے شاہ میر کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

سوری شاہ۔مہرماہ نے ایک کان پکڑ کر شاہ میر سے کہا۔جس پہ وہ بس مسکرا دیا۔

یہ تم ہمیشہ میرے پیچھے کیوں پڑی رہتی ہو؟شاہزیب مہرماہ کو دیکھ کر لفظ چبا چبا کے بولا۔

کیوں کی پیارے زیب مجھے ایسے کرنے پہ سکون ملتا ہے۔مہرماہ نے آنکھ ونک کرتے کہا۔جس پہ وہ اپنی آنکھیں گھما پایا بس۔پھر ایسے گیم کھلتے کھیلتے شاہ میر نے کئی دفعہ مہرماہ کی گوٹی نظرانداز کی جب کی مہرماہ تو آج شاہزیب سے سارے بدلے نکالنے کا ارادہ رکھتی تھی شاہزیب نے مہرماہ کی ایک اور حور کی بھی ایک گوٹی مار گرائی تھی پر شاہ میر کی ابھی کوئی ہاتھ نہیں آئی تھی اسے جب کی حور نے شاہ میر کی دو دفعہ گوٹیاں ماری تھی۔مہرماہ کی دو گوٹیاں پار ہو گئی تھی جب کی شاہزیب کی دو اور حور کی تین شاہ میر کی بھی تین پر مہرماہ نے حور کی لاسٹ گوٹی پہ اپنی گوٹی رکھ کے حور کو گیم سے آؤٹ کیا جو جتنے والی تھی۔حور کا تو دکھ سے بُرا حال ہو گیا۔

مہرو یار کتنی بے رحم ہو ذرہ ترس نہیں آیا میں جتنے والی تھی تب تو ویسے ہی نکلنا تھا میں نے۔حور نے مہرماہ سے ناراضگی سے کہا۔

حور گیم اگر ہم رحم کرنے پہ کھیلے نہ پھر تو جیت لی ہم نے بازی یہاں کوئی کسی پہ رحم نہیں کرتا۔ہر کسی کو اپنی جیت حاصل کرنی ہے۔مہرماہ نے اپنا فلسفہ جھاڑا۔جس پہ وہ

منہ بناتی اٹھ بیٹھی۔اب تین لوگ تھے جب کی سالار ابھی تک بس ان کی گیم دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ وہ مہرماہ کی گوٹیوں پہ اتنا رحم کیوں کھیل رہا ہے۔شاہ میر گیم کھیلنا انداز ان تینوں سے الگ تھا۔شاہزیب تو بس اس کو ہاتھ ہلانے کا طریقہ دیکھ رہا تھا جس پہ اس کے صرف چھکے ہی آرہے تھے۔اب تینوں کی ایک گوٹیاں بچی تھی۔ کھیل میں اب سنجیدگی اور دلچسپی آرہی تھی شاہ میر کے علاوہ ہر کسی کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔شاہزیب کی گوٹی پار ہونے ہی والی تھی کہ شاہ میر کے دو آنے پہ اس نے شاہزیب کی پکی اور آخری گوٹی مار گرائی ی۔اور شاہزیب بھی گیم سے آؤٹ اب بس مہرماہ اور شاہ میر تھے۔

تم دونوں تو آج میرے پکے جانی دشمن بن گئے ہو۔شاہزیب اپنی بھڑاس نکالتا سالار کے پاس گیا جو ہنس کر اس کو اپنے پاس بولا رہا تھا۔مہرماہ نے تو اب دل میں اپنی ہار مان لی تھی اس کو لگ رہا تھا شاہ میر ہی جیت جائے گا۔مہرماہ کا آیا تو اس کی گوٹی شاہ میر کے سامنے آگئی ی۔اگر شاہ میر کے تین آتے تو وہ بھی آؤٹ ہو جاتی۔پر شاہ میر نے اپنا ہاتھ اس طرح گھمایا کہ تین کے بجائے چار آئے اور اب شاہ میر کی گوٹی مہرماہ کی گوٹی کے سامنے آگئی۔سالار تو دنگ سا بس شاہ میر کی کاروائی ی ملاحظہ فرما

رہا تھا۔ کیوں کی گیم میں زیادہ تر مہر ماہ انڈا مطلب زیرو زیادہ آرہا تھا اور اب بھی ایسا ہی ہوا مہر ماہ نے خوشی سے شاہ میر کی گوٹی کو مار دیا اور تینوں سے جیت گئی۔

میں جیت گئی میں جیت گئی۔ مہر ماہ اٹھ کر خوشی سے چیخ کے بول رہی تھی جب کی شاہزیب بے یقین سا شاہ میر کو تک رہا تھا جو ساری گیم میں جیت نے کہ قریب آ کر ہار گیا تھا۔ اس کو لگ رہا تھا کہ اس نے جان بوجھ کیا یہ سب پر سالار کو پکا یقین تھا کہ جان بوجھ کر کیا ہے۔۔ شاہ میر مہر ماہ کا چمکتا چہرہ دیکھ کر اس کی آنکھوں بھی چمک آگئی تھی۔

ہم جیت بھی سکتے تھے ______ اس بازی کو

"وہ جیت کے خوش ہوگا ہم یہ سوچ کر ہار گئے"

اچھا اب کچھ اور کرتے ہے۔ شاہزیب مہر ماہ اچھلتا کودتا دیکھ کر بولا۔ پھر ایک مردانہ آواز پہ سب نے چھت کے داخلی دروازے کو دیکھا جہاں انیس سال کا لڑکا ان کو مسکرا کر سلام کر رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر انیس کا نہیں کہہ سکتا تھا کیوں کی وہ شاید جم جوئن کرتا اس کے کشادہ سینہ اور بازوں کے مسلز اس کو اپنی عمر سے دگنا بنا رہے تھے۔ اس نے بلیک شرٹ اور بلیک پینٹ پہنی تھی شرٹ بہت فٹ تھی جس سے اس

کے مسلز ایسے واضح ہو رہے تھے جیسے باہر کو نکل پڑے گے۔ سب نے خوشی اس کو ویلکم کیا اور شاہزیب بولا۔

شہیر برو آپ یہاں کب آئے۔

مہر ماہ میں بھی اس کو دیکھ کر انتہا کی خوش ہوئی تھی حور نے اس کو شہیر کے آنے کا پہلے ہی بتایا تھا اس لیے وہ آج سب سے اچھا لگنا چاہتی تھی۔ وہ شہیر کو پسند کرتی تھی اور یہ بات بس حور کو پتا تھی۔ شہیر نادیہ کی بڑی نند کا بیٹا تھا جو کبھی کبھی ان کی طرف آجاتا تھا ایسے ہی بنا بتائے پر اس دفعہ نادیہ نے بولا یا تھا۔

زیب میں تو بہت ٹائم پہلے آیا تھا تم لوگ باہر ناں آئے تو میں یہاں آگیا۔ شہیر اس کو جواب دیتا آیان کو اپنی گود میں اٹھا جو آنکھیں پھاڑ کے اس کو دیکھ رہا تھا۔

ہاں ہم یہاں گیم کھیل رہے تھے اور مہرو جیت گئی۔ سالار نے اس کی بات پہ کہا تو اس نے مہر ماہ کو دیکھا۔

مبارک ہو مہرو اور بتاؤ کیسی ہو۔ اس نے مسکرا کر مہر ماہ کو کہا اور اپنا بھاری ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ پر شاہ میر جو مہر ماہ کے ساتھ ہی تھا اس نے مہر ماہ کا بائیاں ہاتھ پکڑ لیا تا کہ وہ ہاتھ ملا نہ سکے۔

شاہ ہاتھ چھوڑ نا ذرہ۔ مہر ماہ نے شاہ میر کو کہا جو آنکھوں میں چُبن لیے شہیر کو دیکھ رہا تھا۔

آپ ایسے ہی ان کو بول دے کے آپ بلکل ٹھیک ہیں اس لیے صحیح سلامت ان کے پاس کھڑی ہیں۔ شاہ میر نے مہر ماہ کا ہاتھ چھوڑے بغیر اپنے مفید مشورے سے نوازا جس پہ مہر ماہ نے اس کو گھورا۔ پر باقیوں کی ہنسی نکل گ ئی ی۔ شاہ میر کے کہنے کے انداز پہ۔

تم میر ہی ہو نہ۔ شہیر اس کی بات کا برا مانے بغیر خوشدلی سے بولا۔

جی۔ شاہ میر نے ایک لفظی جواب دیا۔

ماشااللہ تم تو ابھی سے ان دونوں سے پیارے ہو۔ شہیر نے شاہزیب اور سالار کی طرف اشارہ کرتے اس کو مسکرا کر بولا۔

شکریہ۔ پر پیارے سب لوگ ہوتے ہیں بس ان کو دیکھنے کے لیے نظر میں خوبصورتی ہونی چاہئیے۔ شاہ میر نے بہت آرام سے خود سے بڑے کی بے عزتی کی جو شاید زندگی میں پہلی دفعہ کی ہو گی۔ سالار کا قہقہہ نکل گیا پر مہر ماہ کو شاہ میر کو شہیر سے ایسے بات کرنا پسند نہ آیا تو کہا۔

شاہ ایسے نہیں بولتے بڑے ہیں تم سے۔

پر میں نے بس ایسے جنرل بات کہیں کچھ غلط تو نہیں کہا۔شاہ میر نے معصومیت سے

مہرماہ کو کہا پھر تاکید کے لیے شہیر کو دیکھا جس کا چہرہ لال ہو گیا تھا۔

اور یہ جنرل بات بھی تم نے لنڈن میں کسی پروفیسر سے سنی ہو گی۔شاہزیب نے شاہ

میر پہ میٹھا طنز یہ کرتے کہا۔

نہیں یہ ہمیں ہمارے والدین نے سکھایا ہے کہ کبھی بھی خود کو کسی سے برتر نہ سمجھنا

اور اگر کوئی ی کہے بھی تو سن کے خوش نہ ہو نا ورنہ یہ بات انسان کو مغرور بناتی ہے

اور غرور اللہ کو ناپسند ہے۔شاہ میر نے تو آج جیسے ان سب کو درس دینے کا سوچا تھا۔

اچھا ہنے دوان باتوں کو آپ لوگ آئے اور بیٹھے۔حور نے بات بدلنے کو بولی۔تو سب

وہاں سے کمرے کی طرف چلنے لگے۔تو شاہ میر نے رک کر مہرماہ سے کہا۔

آپ ناراض ہے؟

نہیں تو۔مہرماہ مسکرا کر بولی۔

مجھے اچھا نہیں لگا آپ کا اس کو دیکھ کر مسکُرانا۔شاہ میر نے اپنے رویے کی وجہ بتائی۔

کیوں تمھیں دیکھ کر بھی تو مسکراتی ہوں اور وہ بھی تو اتنے اچھے ہے تم پہلی دفعہ اس

سے ملے ہو نہ اس لیے اچھے نہیں لگے۔مہرماہ اس کی بات حیران ہوئے بنا کہا۔

میری بات الگ ہے میں آپ کا دوست ہوں۔شاہ میر نے جتایا۔

شاہ تم بھی نہ عجیب ہو۔ مہرماہ سر جھٹک کر اس کو بولی۔

ویسے یہ اتنے موٹے ہیں اور آپ اچھا کہہ رہی ہیں۔ شاہ میر نے شہیر کی فٹ

پرسنلٹی پہ چوٹ کرتے کہا۔

ہاہاہاہاہا۔ شاہ وہ موٹے نہیں ہیں یہ تو ان کی پرفیکٹ بوڈی ہے جو ان کے ہر روز جم جانے

پہ بنی ہے اور یہ دو تین دفعہ بوکسنگ بھی لڑ چکے ہیں اور میڈل بھی جیت چکے ہیں تم

چھوٹے ہو نہ اس لیے ابھی تمہیں ان کا نہیں پتا۔ مہرماہ نے ہنس کر بتایا۔

اچھا۔ شاہ میر نے بس اتنا کہا۔

یہاں آنا۔ سالار نے اشارے پہ شاہ میر کو اپنی طرف بولایا تو اس کی طرف آیا۔

تم ہارے کیوں؟ تم تو آسانی سے جیت سکتے تھے۔ سالار نے تجسس سے شاہ میر سے

پوچھا۔

میں ہارا نہیں۔ شاہ میر نے اس کی بات پہ جلدی سے کہا۔

مہرو جیت گئی۔ سالار نے اس کو یاد کروایا۔

تو ماہ کی جیت میں مجھے اپنی جیت دیکھی اگر میں ماہ سے جیت جاتا تو سچ میں ہار جاتا۔ شاہ میر

نے گہری بات کہہ دی جس کا اندازہ اسے خود کو بھی نہ تھا۔

تو عشق میں رنگ چکا ہے

تجھ دیکھ کر لگتا ہے۔

سالار جو اس کی بات پہ حیرت سا تھا بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

مطلب؟ شاہ میر نے الجھ کر پوچھا۔

کچھ نہیں سالار مسکرا کر ٹالا۔

تم شہیر برو پسند نہیں آئے رائی ٹ؟ سالار نے سوال کیا۔

میرے پاس ایسا کوئی ی رائی ٹ نہیں کہ میں کسی کو ناپسند کروں۔ شاہ میر نے عام لہجے میں کہا۔

تم اتنی سی عمر میں اتنی بڑی باتیں کیسے کر لیتے ہو۔ سالار نے حیرانگی لہجے میں اس سے کہا۔ شاہ میر نے کوئی ی جواب نہ دیا۔

شہیر آپ نے شاہ کی باتوں کا برا تو نہیں لگا نہ۔ مہر ماہ نے بیٹھتے ہی اس سے پوچھا۔

نہیں بچے کی بات کا کیا برا ماننا۔ شہیر نے اس کو دیکھ کر کہا۔

ہاں اور وہ کچھ آؤٹ Spoken بھی ہے جو محسوس کرتا ہے بول دیتا ہے۔ مہر ماہ نے مسکرا کر اس کو شاہ میر کا بتایا۔

ٹھیک ایسا بھی صحیح ہے۔ اس نے جوابن مسکرا کر کہا۔

مجھے آپ لوگوں کوایک ضروری بات بتانی تھی۔نادیہ بیگم نے سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

ہاں کہوں۔سارہ بیگم نے ان سے کہا۔

حمیرا نے اپنے بڑے بیٹے زین کا رشتہ حور کے لیے مانگا تھا تو ہم نے ان کو تسلی بخش جواب دیا۔نادیہ بیگم نے ان کو بتایا۔

پر یہ کچھ جلدی نہیں ابھی تو ان کی عمر ہی کیا ہے۔اور ہم نے تو حور اور شاہزیب کا سوچا تھا۔سکندر خان نے ان کی بات پہ کہا باقی سب شاک میں تھے۔

سنکندر بھائی ابھی بس بات ہی ہوئی ہے کہ وہ ان کی امانت ہے اور حور شاہزیب میں ایک سال کا فرق ہے حور بڑی ہے اس سے۔نادیہ بیگم نے بات کر کے آخر میں وضاحت دی۔

تو ایک سال ناں تین چار سال تو نہیں اور ویسے بھی اپنوں میں یہ فرق نہیں دیکھا جاتا۔اس بار سارہ بیگم نے ان سے کہا۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں پر بچوں کو یہ فرق دیکھتا اور بعد میں اگر وہ اختلاف کرے ہمارے بہن بھائی کا رشتہ خراب ہو تو اس سے اچھا ہے کہ ہم پہلے ہی ایسا کوئی قدم نہ اٹھائے۔نادیہ بیگم مسکرا کر بولی۔

ہاں اور مرد اپنے سے کم عمر کی لڑکی پسند کر سکتاہے پر بڑی نہیں اور شروعات میں کر بھی دے تو بعد میں ان کو یہ اپنی بیوقوفی لگتی ہے۔ہانم بیگم نے بھی اپنی رائے دی۔

بس جیسا تم لوگوں کو صحیح لگے۔ سکندر خان نے رضامندی دے کر کہا۔

پر شہیر تو دوسرا بیٹا ہے نہ ان کا؟ سارہ بیگم نے پوچھا۔

جی پہلے زین ہے اور بعد میں شہیر۔ نادیہ بیگم نے بتایا۔

ماشااللہ۔سارہ بیگم مسکرا کر بولی۔

شاہ میر تم کو ہارنا پسند نہیں ناں۔شاہزیب نے اس سے پوچھا۔

ہارنا کسی کو بھی پسند نہیں ہوتا۔شاہ میر نے اس کی بات پہ کہا۔

ہاں جانتا ہوں پر مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ تم نے جان کر مہرو کو جیتنے کا موقعہ دیا۔شاہزیب کندھے اچکا کر اس کو دیکھ کر بولا۔

ماہ اس لڑکے سے اس طرح بات کیوں کر رہی ہے؟ شاہ میر شاہزیب کی بات سنی ہی نہیں اور مہر ماہ شہیر کو دیکھ کر بولا جو ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔

ان دونوں کی بہت بنتی ہے اور شہیر بر وہم سے بڑے ہو کر بھی بچوں جیسے ٹریٹ کرتے ہیں اس لیے سب کو پسند ہوتے ہیں۔اور جیسے کی ان کی شخصیت ہے نہ

مطلب ان مسلز بوڈی جم جوائن کرنے سے یہ سب مہرو کو بہت پسند ہوتے یوں سمجھ لو کہ شہیر برومہرو کا کرش ہے۔شاہزیب نے اس کی بات سن کے اس کو سب بتادیا اور شہیر کی تعریف بھی کرڈالی۔

یہ تو کوئی وجہ نہ ہوئی کسی کو پسند کرنے کی۔شاہ میر برا منہ بنا کر بولا۔

ہاہاہاہا۔تم ویسے چاہے جتنی باتیں کر لو پر ہو تو چھوٹے نہ اس لیے تمہیں نہیں پتا ہلانکہ کے لنڈن میں رہنے کہ باوجود تمہیں نہیں پتا لڑکیوں کو نہ ایسے مرد پسند ہوتے ہے جو فائٹر ہو مطلب یہ کہ ان کی پرسنئلیٹی سٹرونگ ہو۔جو کسی فلم کے ہیرو کی طرح دیکھتے ہو پر مہرو کو ناولز کے ہیرو کی طرح چاہیے۔وہ جب تمہیں عقل آئے گی تب بتاؤں گا۔مہرو جب بھی کوئی ناول پڑھتی ہے نہ تو مجھے کہانی بتاتی ہے چاہے میں نہ بھی سنوں اس کو کبھی جہان سنکندر پسند ہوتا ہے تو کبھی سالار سکندر اور پھر یا تو عمر جہانگیر نہیں تو فارس غازی اور کبھی کبھی سعدی یوسف ولن کا رول ادا کرنے والا ہاشم کاردار بھی وہ اس کو پسند ہوگا اور عالیان مار گریٹ پر تو اس نے میری جان عزاب بنا ڈالی تھی۔کہ وہ عرب کا سلطان پتا نہیں کس طرح بتایا تھا اس نے اور اس میں منحوس مارا کارل کا بھی اس کو شوق تھا کہ اصل میں ایسا کوئی ہو۔پھر آتے وان فاتح جس اپنی شہزادی کسی اور مرد سے بات کرتے نہ ملے۔اور بعد میں ان کے چہیتے ایڈم

صاحب آتےہیں کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔کھڑوس میں اس کو معید حسن بھی چاہئیے ہوگا۔ایسے بہت قصے میں اگر تمہیں بتاؤں گا نہ تو آدھے بال تو ایسے ہی سفید ہو جائے گے۔شاہزیب نے ایک بات بتاتے بتاتے نا جانے کس بات پہ پہنچ گیا۔جب کی شاہ میر ایک لفظ شاہزیب کا نہیں سمجھا تھا۔

آپ کیا بتانے والے تھے اور کیا کہہ گئے آپ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا۔شاہ میر نے پریشان لہجے میں شاہزیب سے کہا۔

اس لیے تو پہلے میں نے یہ کہا کہ عقل آئے پر پھر میں اتنا انتظار نہیں کر سکتا تھا اس لیے بتاتا گیا۔میں تمہیں آسانی سے سب بتاتا ہوں۔

غریب آدمی (جہان سکندر)

عاشق بندہ (سالار سکندر)

کئی رنگ (عمر جہانگیر)

دو نمبر آدمی (فارس غازی)

سب کچھ سنبھالنے والا (ہاشم کاردار)

عرب کا سلطان (عالیان مار گریٹ)

منحوس مارا (کارل)

آپ رہنے دے میری غلطی ہے جو میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ وہ ابھی بتا ہی رہا تھا کہ شاہ میر ی بیچ میں اس کو ٹوکتا اٹھ گیا۔ جب کی شاہزیب کھلے منہ کے ساتھ اس کو بس دیکھتا رہ گیا۔

آپ میرے ساتھ آئے بات کرنی ہے مجھے۔ شاہ میر مہر ماہ کے سر پہ کھڑا ہو کر اس سے کہنے جو شہیر اور حور سالار کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔

ہاں یہی کہو کیا بات ہے۔ مہر ماہ نے نرمی سے اس کو دیکھ کر کہا۔

یہاں نہیں وہاں۔ شاہ میر انکار کرتا دور رکھے صوفے کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

اچھا آؤ۔ مہر ماہ نے اٹھتے ہو کہا۔

کیا بات ہے؟ مہر ماہ نے اس کو اپنے پاس بیٹھاتے پیار سے پوچھا۔

اگر میں آپ سے کوئی ی سوال کروں تو کیا آپ آسانی سے جواب بتائیں گی جو میری سمجھ میں بھی آئے۔ شاہ میر اس کو دیکھ کر بولا۔

تم پوچھو ضرور بتاؤں گی۔ مہر ماہ نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیر کر کہا۔

نکاح کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ شاہ میر کی سوئی ی کچھ دیر بعد نکاح پر اٹک رہی تھی۔

نکاح کا نہیں پتا تمہیں پر تم کیوں جاننا چاہتے ہو۔ مہر ماہ نے تعجب سے پوچھا

جواب دے ناں۔ شاہ میر نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لغت میں اس کی مثال ہے جیسے نیند آنکھوں میں جذب ہو کر آنکھ بن جاتی ہے۔ بارش کا پانی مٹی میں جذب ہو کے مٹی بن جاتا ہے دو زندگیوں کا آپس میں اسطرح جڑنا کہ ایک ہو جائیں نکاح ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
ہم نے دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح جیسی (بہترین اور) کوئی چیز نہیں دیکھی۔

نکاح اللہ کا بنایا ہوا سب سے خوبصورت اور پاکیزہ رشتہ ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نکاح آدھا دین ہے۔

نکاح میں بڑی طاقت ہوتی ہے کیوں کی اس میں گواہوں سے زیادہ خدا کی رضامندی شامل ہوتی ہے۔

نکاح وہ لمحہ ہے جس میں مانگی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

مہر ماہ نے شاہ میر کو نکاح کے مطلب میں دلچسپی دیکھ کر جذب کے ساتھ بتاتی گ ئی۔پھر اس کو دیکھا جو مہر ماہ کو دیکھ رہا تھاوہ جان نہ پائی ی کہ شاہ میر کو اس کی کہیں باتیں سمجھ آئی ی بھی کہ نہیں۔

مجھے آپ کا کہا کچھ سمجھ میں گیا جو پہلے سمجھ میں نہیں آیا تھا۔شاہ میر نے مسکرا کر بتایا۔

اچھا شکریہ سمجھ آگیا تمہیں۔مہر ماہ نے مسکرا کر شکرادا کیا۔

قبول صرف ایک دعا ہو جائے

اس کا میرے ساتھ نکاح ہو جائے

وہ اب سب ایک ساتھ لاؤنج میں تھے کھانا انہوں نے کھا لیا تھا اور اب گھر جانے کی تیاری میں تھے۔

سارا دن گزر گیا وقت کا پتا ہی نہیں چلا باتوں میں۔نادیہ بیگم ان کے ساتھ دروازے تک آئی ی تو کہا۔

اپنوں سے باتیں کرنے کے یہیں تو فائی دے ہوتے ہے۔حیدر خان نے مسکرا کر ان کے سر پہ ہاتھ رکھ کے کہا۔پھر وہ سب خدا حافظ کہتے واپسی کے لیے نکل گ ئی ے۔

گاڑی کے رکتے ہی سکندر خان اور سارہ بیگم اپنے گھر کی طرف گ ئی ے تو حیدر خان اور ہانم بیگم بھی بچوں کو لیے گھر کی طرف بڑھ گ ئی ے۔ہانم بیگم نے پری شاہ میر آیان کو ان کے کمرے میں چھوڑتی اپنے کمرے کی طرف آئی ی جہاں حیدر خان اپنا نائ ٹ سوٹ پہنے بیڈ پہ سونے تیاری میں تھے۔ہانم بیگم بھی بیڈ پہ اپنی سائیڈ پہ آکر لیٹ گ ئی ی تو حیدر خان نے ان کو مخاطب کیا۔

نادیہ نے اچھا کیا کہ جذبات پہ آکر انہوں نے فیصلا نہیں پر سوچ سمجھ کر کیا ہے۔

مطلب کیا ہے آپ کی بات کا کونسا فیصلا؟ہانم بیگم نے ان کی بات پہ الجھ کر پوچھا

حور کے رشتے کا اگر واقعی میں سکندر کی بات میں آکر شاہزیب سے کردیتی تو ہو سکتا تھا کہ بعد میں مسائ ل بنتے عمروں میں زیادہ فرق تو نہیں پر ہے تو صحیح نہ۔حیدر خان نے ان کی اپنی کا مطلب سمجھایا۔

ہاں کہہ تو آپ ٹھیک رہے ہیں۔ہانم بیگم نے ان کی بات پہ اتفاق کیا۔تب بھی حیدر خان کا موبائل رنگ کرنے لگا۔

لنڈن سے میک کی کال ہے۔حیدر خان نے نمبر دیکھ کر انہیں بتایا۔

کیوں سب خیریت۔حیدر خان کو نجانے دوسری طرف کال پہ کیا کہا گیا تھا جن سے وہ پریشانی سے پوچھنے لگے۔

اتنی جلدی تو ہم اب نہیں آسکتے۔حیدر خان نے اپنی پیشانی پہ ہاتھ پھیر کر کہا۔ہانم بیگم بھی ان کو پریشان دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گ ئی۔

میں کوشش کرتاہوں جلدی آنے کی۔حیدر خان نے کہا۔

ہفتے کے اندر کیسے کل ممکن نہیں ابھی تو ٹکٹ بھی کنفرم نہیں۔اب کی انہوں نے غصے سے کہا۔

اچھا میں آنلائن ٹکٹ بُک کرواتاہوں۔پھر پرسو ہم پاکستان سے نکلے گے۔حیدر خان نے کہتے کال کٹ کر دی

کیا بات ہے آپ پریشان لگ رہے ہیں۔ہانم بیگم نے پوچھا

تیاری کر لینا کل تم دو تین دنوں بعد ہم نے یہاں سے نکلنا ہے۔حیدر خان بولے۔

پر آپ کا پروگرام تو لمبا تھا یہاں رہنا کا تو اب۔انہوں نے تعجب سے پوچھا۔

بس بزنس میں شاید کوئی ی مسلا ہوا جس کی وجہ سے میرا جانا ضروری ہے۔انہوں نے پریشانی سے کہا۔

اتنے سال بعد ہم آئے ہیں اور وہ بھی اتنے کم وقت کے لیے۔ہانم بیگم نے مایوسی سے کہا۔

انشااللہ اگلی دفعہ جب آئے گے تو ہمیشہ کے لیے یہی شفٹ ہو جائے گے۔حیدر خان نے ان کو ریلیکس کرنا چاہا۔

انشااللہ۔میں کل بچوں کی پیکنگ کرلوں گی اور بتادوگی کے واپس جائے گے۔ہانم بیگم نے کہا۔

ہاں اور کل ہم سکندر کی طرف جائے گے۔اماں جان سے بھی بات کرنی ہے انہوں نے ناراض تو ہو نا ہے پر میں منالوں گا۔حیدر خان کچھ فکر مند ہو کے بولے۔

ہاں سہی ہے۔ہانم بیگم نے بس اتنا کہا۔

شاہزیب اپنے میں کالج کے لیے تیار ہو گیا تھا کہ مہرماہ اس کے کمرے میں آئی اور کہنے لگی۔

آج کالج نہیں جانا تم۔

ناں کروں ایسا مزاق سچی خوشی سے دل بند نہ ہو جائے کہیں۔شاہزیب نے اپنے بال مرر میں دیکھتے سیٹ کرتے کہا اس کو لگا شاید مہرماہ مزاق کر رہی ہے

توبہ ہزار سے زیادہ نکمے لوگ مرے ہوں گے جب تم پیدا ہوئے ہوں گے۔ مہر ماہ نے اس کی بات پہ افسوس کرتے کہا

شکریہ بہن۔ شاہزیب نے سر کو جھکا کر اپنی بے عزتی عزت سے قبول کی۔

چچا کی فیملی آئی ہوئی ہے اس لیے سچ میں تم نے کالج نہیں جانا۔ مہر ماہ نے اس کو شوز پہنتے دیکھا تو پھر کہا

کیا سچ میں؟ شاہزیب جو شوز پہننے والا تھا اس کو پھینک کر خوش ہوتے بولا۔

جی ہاں۔ مہر ماہ اس کی خوشی دیکھ کر سر نفعی میں ہلاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔ جب کی شاہزیب اچھلتا واشروم میں کپڑے چینج کرنے کے لیے گیا۔

چچی جان شاہ کیوں نہیں آیا آپ لوگوں کے ساتھ؟ مہر ماہ نے شاہ میر کی غیر موجودگی محسوس کرتے ان سے پوچھا۔

مہر و بیٹا یہاں اس کی روٹین بدل گئی ہے دیر سے جاگتا ہے میں گئی تھی اس بتانے پر گہری نیند میں تھا اور میں نے اس کو جگایا نہیں ورنہ پھر وہ سارا دن چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ خانم بیگم نے مسکرا کر بتایا۔

اچھا۔ مہر ماہ نے کہا۔

میں آپ کے لیے چائے لاتی ہوں۔ مہر ماہ کہہ کر اٹھ گئی۔

اماں جان سے میں بات کر آؤں ذرہ؟۔حیدر خان نے کہا۔

اچھا تم اکیلے جانا چاہتے ہو کیا ان سے بات کرنے۔سکندر خان نے ان کو اٹھتے دیکھ کر پوچھا

ہاں نہ آپ لوگ یہی بیٹھے۔حیدر خان نے سنجیدگی سے کہا۔تو انہوں نے خاموشی اختیار کی۔

آیان یہاں آؤ ہم کارٹون دیکھتے ہے پری تم بھی شاہزیب ان سے کہتا اُپر کی طرف بڑھا۔

میر آگئی ہے تم یہاں آؤ۔ہانم بیگم کی نظر جیسے شاہ میر پر پڑی تو انہوں نے کہا جو ابھی لائی ونج میں آیا تھا۔

آپ لوگ بنا بتائے ہی آگئی ہے مجھے اکیلا چھوڑ کر۔شاہ میر ان کے پاس آتا بولا۔

اکیلے کہا انم زبیدہ جو تھی۔اور تم سو رہے تھے تو بس اس لیے نہیں جگایا۔ہانم بیگم نے مسکرا کر کہا انم زبیدہ جو ان کے گھر پہ ملازم تھی۔

ماہ کہاں ہے؟شاہ میر نے پوچھا

کچن میں ہو گی یا اپنے کمرے میں۔سارہ بیگم نے اس کو جواب دیا۔

میں ان کے پاس جاؤں؟وہ سکندر خان کو دیکھ کر بولا۔

ضرور۔ سکندر خان نے مسکرا کر اجازت دی۔ تو وہ چلا گیا۔

میر کی یہ عادت اچھی ہے وہ ہر کام میں اجازت ضرور لیتا ہے۔ اس کے جاتے ہی سکندر خان نے کہا۔

ہاں یہ عادت تو حیدر کو بھی نہیں جتنی میر کو ہے۔ ہانم بیگم ہنس کر بولی تو وہ مسکرا دی ئے ے۔

مہر ماہ چائے کا کلثوم بی کہہ آئی تو اور وہ خود اپنے کمرے میں ناول پڑھ رہی تھی جب شاہ میر دروازہ نوک کرتے اس کے پاس آیا مہر ماہ نے اس کو دیکھا تو بے ساختہ مسکرا دی اور ناول کی کتاب کو بند کر دیا۔

ابھی آئے ہو؟ مہر ماہ نے سلام کے بعد پوچھا

جی۔ شاہ میر نے بتایا۔

چپ کیوں ہو پہلے تو بولتے تھے پر شاید دوبارہ خاموش رہنے کا تو نہیں سوچا۔ مہر ماہ نے اس کی خاموشی نوٹ کرتے کہا۔

ایسا نہیں بس ویسے ہی میں چپ ہوں۔ شاہ میر ہلکہ سا مسکرا کر بولا۔

پھر ٹھیک ہے اور تم پہلے نہیں تھے تو مجھے تمہاری یاد آ رہی تھی۔ مہر ماہ نے ہمیشہ کی طرح اس کے گال کھینچ کر کہا۔

کیاواقعی آپ مجھے یاد کررہی تھی۔شاہ میر کی آنکھوں میں چمک آگ ئی۔مہرماہ کی بات پہ۔مہرماہ جب دیکھی تواس کو یہی لگا کہ شایدایسے ہی چمکتی جب وہ مسکراتاہوگا یا پرجوش ہوتاہوگ تو کیوں کی اس نے پہلے دن سے ہی دیکھی تھی۔

ہاں بلکل۔مہرماہ نے سراثبات میں ہلا کر بتایا۔

مجھے بھی آپ یاد آتی ہے جب میں آپ سے نہیں ملتاتو۔شاہ میر نے کہا۔

توآجایا کرو ملنے۔مہرماہ نے پیار سے کہا۔

کیاایسانہیں ہوسکتا کہ آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہے یامیں آپ کے ساتھ؟شاہ میر نے امید سے پوچھا

چچانے بتایاہوگاناں کہ یہی آکررہے گے تب ہم ساتھ ہوگے۔مہرماہ نے اس کو بہلایا۔

اچھا۔شاہ میر کچھ ناامید ساہوگیا۔

ویسے اگرلڑکالڑکی سے نکاح کرناچاہتاہواور لڑکی راضی نہ ہوتو لڑکے کو کیا کرنا چاہئیے؟کچھ دیر کی خاموشی کے بعد شاہ میر نے اس سے پوچھا

شاہ تم بھی ان باتوں میں پڑوں جب تم اس عمرپہ آؤ گے نہ توخود پتاچل جائے گا۔مہرماہ کوشاہ میر کے ایسے سوال پوچھنا عجیب لگ رہاتھا۔

آپ بتائے نہ میں نے ایک مووی میں دیکھا تھا لڑکی لڑکے پہ غصہ ہو رہی تھی کہ وہ اس سے شادی نہیں کرے گی کسی اور سے نکاح کرے گی۔ شاہ میر نے اس کے انکار پہ ضد کرتے کہا۔

ہاہاہاہا۔ شاہ وہ بس مووی تھی اس پہ اتنا دھیان نہ دو۔ مہرماہ نے ہنس کر کہا۔

تو آپ نہیں بتائیں گی؟ شاہ میر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

اچھا ناراض کیوں ہو رہے ہو بتاتی ہوں پھر لڑکے کو چاہئیے کہ کوئی اور لڑکی تلاش کرے۔ مہرماہ نے اس کے منہ پھلانے پہ ہنسی ضبط کرتے کہا۔

اچھا پر اگر لڑکے کو اس ہی لڑکی سے کرنی ہو جو انکار کر رہی ہو تب وہ کیا کرے؟ اس کو اگر انکار والی سے محبت ہو تو شاہ میر نے نواں سال داغا۔

دعا مانگا کرو؛ اگر انسان کو کوئی چیز نہیں ملتی تو وہ اپنے رب سے دعا مانگتا ہے پھر اللہ اس کو عطا کر دیتا ہے وہ۔ مہرماہ نے بتایا۔

کیا دعا سے سب ملتا ہے؟ شاہ میر نے کچھ حیرانی سے پوچھا۔

بلکل۔ مہرماہ نے اس کی حیرانی پہ مسکرا کر بتایا۔

اور اگر کوئی چیز ناممکن ہو تو؟ شاہ میر نے سوال کیا۔

اتنے سوال کہاں سے لائے ہو شاہ۔ مہرماہ نے ٹھوڑی پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

آپ بتائیں پلیز۔شاہ میر نے بے چینی سے بولا۔

Allah makes Imposiible, to posiible,

مہرماہ نے گہری سانس لے کر بتایا۔

اگر دعا سے ناں ملے تو؟شاہ میر نے پھر پوچھا۔

دعا مانگنے وقت یہ نہیں سوچنا چاہئی یے کہ قبول ہوگی کہ نہیں کیوں دعا یقین سے مانگنی چاہئی یے کہ اللہ ضرور قبول کرے گا اگر نہ بھی ہوئی تو اللہ نے اس میں بھی بہتری رکھی ہوگی یا کسی اور وقت کے لیے سنبھال کے رکھی ہوگی کیوں کی دعا کے قبول ہونے کا بھی وقت ہوتا ہے اس لیے دیر دعا کہ قبول ہونے پہ ہوتو مایوس ہو کر دعا مانگنا چھوڑنا نہیں چاہئی یے۔

{وَلَمْ اَکُنْ بِدُعَاۗىِٕكَ رَبِّ شَقِيًّا}

اے پروردگار میں تم سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا

سورۃ مریم آیت ۹۸

مہرماہ نے آرام سے اس کو سمجھایا۔

اچھا مطلب اللہ کے لیے ہر چیز ممکن ہے بس ہمارے مانگنے میں یقین ہونا چاہئے ہے۔شاہ میر جو غور سے سن رہا تھا مہر ماہ کی باتیں اس کے چپ ہونے پہ اس نے کہا۔

ہاں اب اور کوئی ی سوال تو نہیں ہے نہ۔مہر ماہ نے مسکرا کر شرارت سے پوچھا تو شاہ میر ہنس کر نہ میں سر ہلا گیا۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

اپنی ماں کی بات کی کوئی ی اہمیت نہیں ہے نا تمہاری نظر میں۔ستارے بیگم نے ناراضگی سے حیدر خان سے کہا جو ان کو اپنے واپس جانے کا بتا رہے تھے۔

اللہ نہ کرے اماں جان آپ ایسا نہ بولے آپ کی ہر بات سر آنکھوں پہ پر ابھی آپ خوشی سے اجازت دے۔حیدر خان نے ان کے ہاتھوں پہ بوسہ دے کر کہا۔

اجازت کہاں مانگنے آئے ہو بتانے آئے ہو۔انہوں نے جتایا۔

اماں جان بس عرصہ اور بعد میں جو آپ چاہے گی ویسا ہی ہو گا۔حیدر خان نے مسکرا کر کہا۔

کب کی فلائٹ ہے ؟ستارے بیگم نے پوچھا

ایمر جنسی میں بوکنگ کروائی ہے کل انشااللہ یہاں سے نکلے گے۔حیدر خان نے جواب دیا۔

اچھا خیر سے جاؤ۔انہوں نے دعا دے کر کہا۔

شاہ میر رات میں اپنے کمرے میں تھا ساتھ آیان بھی تھا جو سو گیا تھا۔ہانم بیگم ان کے کمرے میں آئی ي۔اور ان کی پیکنگ کرنا شروع ہو گئی۔

یہ آپ ہماری پیکنگ کیوں کر رہی ہیں؟ہم نے کہیں جانا ہے کیا؟شاہ میر نے ان کو دیکھ کر تعجب سے پوچھا

تمہیں بتانا یاد نہیں رہا میر ہم کل واپس جا رہے ہیں۔انہوں نے مسکرا کر بتایا ان کو لوگ شاہ میر جان کر خوش ہوں گا۔

واٹ؟شاہ میر شاک میں چیخ کر بولا۔

آہستہ میر آیان اٹھ جائے گا۔انہوں نے ٹوکا۔

آپ لوگوں نے پہلے مجھے زبردستی یہاں لے آئے اور اب جب میں یہاں رہنا چاہتا ہوں تو آپ واپسی کی بات کر رہے ہیں۔شاہ میر ان کی بات پہ غصے سے بولا۔

میر ہم یہاں پہلے ہمیشہ کے لیے رہنے نہیں آئے تھے اور ویسے بھی تم سب کی پڑھائی وہاں ہے پہلے جو حرج ہوتا وہ اب نہیں ہوگا۔انہوں نے پیار سے کہا۔

میں یہی رہوں گا آپ لوگ جائے۔شاہ میر نے ضدی لہجے میں کہا۔

پاگلوں جیسی باتیں نہ کرو میر جب تمہارے بہن بھائی باہر کراچی گھومنے جاتے تھے تب تو تم ایک دفعہ نہ گئے اور اب یہ اچانک تمہیں یہاں رہنے کا خیال کیسے آگیا ہمیشہ تمہیں ہم سب کو پریشان کرنا ہوتا ہے۔ہانم بیگم نے اب کی سخت لہجہ اپنایا۔

آپ ماہ کو بھی ساتھ لے چلے پھر۔شاہ میر نے شرط رکھی۔

میر تمہیں نیند کی ضرورت ہے یہ کیا بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ہانم بیگم کو شاہ میر دماغی حالت پہ شک گزرا۔

نہیں ضرورت مجھے نیند کی اور مجھے ماہ کے بنا اب اکیلا نہیں رہنا آپ ان کو ساتھ لے چلے یا مجھے ان کے پاس۔شاہ میر نے آرام سے ان کو بے آرام کیا۔

وہ کیوں اپنا گھر چھوڑ کر ہمارے ساتھ آئے گی۔ہانم بیگم نے ضبط کرتے کہا۔

مجھے وہ پسند ہیں اور میں انہیں مس کروں گا اگر وہ ساتھ نہ ہوئی تو۔شاہ میر نے وجہ بتائی۔

تمہیں بس ابھی ایسا لگ رہا ہے بچے جس کے ساتھ وقت گزارتے ہے ان کی عادت ہو جاتی ہے پر بعد میں بھول جاتے ہے اور اپنی زندگی میں مصروف ہو جاتے ہے۔انہوں نے اپنی طرف سے حل بتایا۔

اب تو میں بلکل آپ کے ساتھ ناں جاؤں ورنہ ماہ مجھے بھول جائے گی۔شاہ میر نے ان کی بات کا اپنا مطلب نکال کر پریشانی سے اپنا سر نہ میں ہلاتا بولا۔

میر یہ اب تمہیں مہرو کب سے اتنی اچھی لگنے لگی اتنی ضد تو وہاں نہیں کی تھی جتنی اب کر رہے ہو۔ہانم بیگم کا دل کیا اپنا سر دیوار پہ دے مارے۔

پہلی دفعہ جب ان کو دیکھا تھا۔شاہ میر نے کچھ شرما کر کہااس پہ اپنی ماں کے غصے کا اثر نہیں ہوا۔

وہ بچی نہیں ہے میر تم اس کو یاد رہو گے اس لیے اب ضد چھوڑو۔ہانم بیگم کو اپنے بیٹے کے لال چہرے کو دیکھ بہت پیار آیا جو شرمانے کی وجہ سے ہو تھااس لیے اب کی بار آرام سے بولی۔

ماہ بھول جائے گی۔شاہ میر نے پھر کہا۔

نہیں بھولے گی تمہاری ماہ تمہیں۔ہانم بیگم نے شاہ میر کو ایک ہی ضد کرتے دیکھ کر اکتائے لہجے میں کہا۔

ہاں میری ماہ مجھے نہیں بھولے گی۔شاہ میر نے ان کی بات میری ماہ پہ زور دے کر کہا اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا جو کی ہانم بیگم نے اپنی جان خلاصی ہونے پہ نہیں دیکھا اور ساری پیکنگ خود ہی کرتی اپنے کمرے میں لوٹ گئی جب کی شاہ میری کی زبان پہ ایک ہی ورد تھا میری ماہ تھا اور آنکھوں میں عجیب سی چمک۔

دل دماغ جب ایک ہی شخص کا ورد کرے

تو اسے "عشق" کہتے ہیں۔

دن کے بارہ بجے تھے حیدر خان نے سارا سامان کیب میں رکھوا دیا تھا اب بس وہ ائیرپورٹ کے لیے نکلنے والے تھے۔ سکندر خان اور سارہ بیگم نے ان کو ائیرپورٹ چھوڑنے آنے تک کا کہا پر انہوں نے منع کر دیا اور یہی الوداع کیا مہرماہ شاہزیب ان کی واپس جانے پہ بے خبر تھے اور اب کالج گئی ہوئے تھے شاہ میر جو پہلے ہی اداس تھا مہرماہ کو نہ دیکھ کر اداس ہو گیا تھا۔ وہ لوگ کیب میں بیٹھے تو شاہ میر کو ایک خیال آیا تو اپنے ڈیڈ کو کہا جو ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے تھے۔

ڈیڈ پہلے مجھے آپ ماہ کے کالج لے چلیں میں ان سے مل کر جانا چاہتا ہوں۔

میر ماہ سے کیوں ملنا ہے اب وہ کالج میں ہے اس طرح آپ کا جانا ٹھیک نہیں کل تو ویسے بھی آپ ملے تھے۔ حیدر خان نے نرمی سے منع کیا۔

نو ڈیڈ وہ کل کی بات تھی مجھے ابھی ان سے ملنا ہے۔ شاہ میر نے ضد کی۔ تو انہوں نے مجبوراً ڈرائیور سے گرلز کالج کے راستے پہ جانے کا کہا۔ کالج کے آتے ہی حیدر خان اس کو لیے اندر داخل ہوئے اور پرنسپل کے آفس گئی تو ان سے مہرماہ سکندر کو بولانے کا کہا۔ تو شاہ میر نے ان سے کہا کہ وہ جہاں ہے اس کو وہاں جانا ہے تو پرنسپل نے پیون سے کہہ کر شاہ میر کو ان کے ساتھ جانے کا کہا تو وہ ان کے ساتھ نکل گیا۔

مہر ماہ اپنی دوستوں کو ساتھ لیکچر اٹینڈ کرنے کے بعد گراؤنڈ میں تھی جب اس کو شاہ میر بھاگتا ہوا اپنے پاس آتا دیکھا اس کو حیرت ہوئی اور جلدی سے اٹھ کر شاہ میر کے پاس پہنچی مونا اور ثانیہ بھی اس کو اور چھوٹے سے شاہ میر کو دیکھ رہی تھی جو بھاگنے کی وجہ سے گہری سانسیں بھر رہا تھا۔

شاہ تم یہاں کیسے ؟ اس کو نارمل ہوتا دیکھ کر مہر ماہ نے سوال کیا۔

ہم جا رہے ہیں واپس تو میں آپ سے ملنے آیا تھا۔ شاہ میر نے مہر ماہ کو دیکھ کر کہا۔

کیا کیوں اچانک ؟ مہر ماہ حیرانی ہوئی اور سمجھ نہ آیا کے کیا کہے۔

پتا نہیں پر ہم واپس جا رہے تو اگر میں آنے میں دیر کروں تو آپ میرا انتظار کرے گی نہ مجھے بھول تو نہیں جائے گی۔ شاہ میر نے پریشانی سے اس سے پوچھا۔ اس کی بات مہر ماہ کو سمجھ میں نا آئی جب کی مونا اور ثانیہ نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر شاہ میر کو جو پہلے ان کو بچہ لگ رہا تھا اب اس کی بات سن کر کہیں سے نہیں لگا۔

شاہ کیا مطلب ؟ مہر ماہ نے الجھ کر پوچھا۔

میں آپ کا دوست ہوں تو آپ بھولیں گی تو نہیں ناں۔ شاہ میر نے اپنی طرف سے سمجھایا اس کی بات پہ تینوں نے گہری سانس بھری۔

نہیں میں تمہیں نہیں بھولوں گی کبھی بھی نہیں۔مہر ماہ نے مسکرا کر اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔تو شاہ میر کی آنکھوں میں پہلی دفعہ کسی کے لیے آنسو نکلے مہر ماہ نے دیکھا تو بوکھلا گئی۔

شاہ رو کیوں رہے ہو؟اس نے پریشانی سے اس کے آنسو صاف کرتے کہا۔

پتا نہیں پہلے تو ایسا نہیں ہوا۔شاہ میر نے اپنی ایک سے آنسو پہ ہاتھ رکھ کر معصومیت سے کہا۔تو مہر ماہ نے اس کو اپنے گلے لگا یا۔شاہ میر کو اپنا دل عجیب سے انداز میں دھڑکتا ہوا محسوس ہوا اس نے اپنے دل کو اتنے زور سے دھڑکتا سن کے گھبرا کر جلدی سے مہر ماہ سے دور ہوا اور کہنے لگا۔

میں اب چلتا ہوں۔کہتے ہی وہ وہاں سے نکل گیا۔جب کی مہر ماہ نے حیرانی سے شاہ میر کی حرکت نوٹ کی۔

کون تھا؟مونا نے سوال کیا وہ اب اپنی جگہ پہ آگئی تھے بیٹھ گئی تھے مہر ماہ بھی اس کے جاتے دیکھ کر اداس ہو گئی تھی۔

کزن ہے میرا شاہ میر چچا جان پہلی دفعہ اپنے بچوں یہاں لے آئے تھے اور اب شاید اچانک سے جا بھی رہے ہیں تو وہ اداس ہو گیا ہے شاید۔مہر ماہ نے جواب دیا۔

ماشااللہ تھا بہت خوبصورت۔ثانیہ نے مسکرا کر کہا۔

ہاں وہ تو ہے۔ مہر ماہ نے اس کی بات پہ کہا۔

کچھ سال بعد کو تو اس میں اور ہی چارم ہو گا۔ مونا نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ مہر ماہ نے اس کے اس طرح کہنے پہ کہا۔

کچھ نہیں۔ مونا ہنس کر بولی۔

شاہ میر کالج سے نکل کر کیب میں بیٹھا تو ہانم بیگم اس کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر پریشانی سے بولی۔

میر کیا تم روئے ہو؟

نہیں۔ شاہ میر نے بنا ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ تو وہ چپ رہی پر پریشان ضرور تھی کہ شاہ میر رویا کیوں ہو گا وہ تو آیان کے رونے پہ بھی غصہ ہوتا تھا کہ روتے نہیں۔

دن گزر رہے تھے مہر ماہ اور شاہزیب کے امتحان شروع ہو گئے جس میں وہ دونوں بس اپنے کمرے تک محدود ہو کے رہ گئے نہ مہر ماہ کو ناولز پڑھنے کا ٹائم تھا اور نہ شاہزیب کو اپنی موبائل کو دیکھنے کا دونوں مصروف ہو گئے تھے اور سنجیدگی سے اپنے امتحانات کی تیاریوں میں تھے۔

جب کی حیدر خان جیسے لنڈن پہنچ گ ئی ے تو ان کے بزنس کا کچھ لوس ہں وا ہں و گیا جس کی وجہ سے وہ اب اپنے آفس کے کاموں میں لگے رہتے ہیں۔ان کے آنے کے کچھ دن تو شاہ میر نے مہر ماہ کے پاس جانے کی ضد کی جس پہ کبھی ہانم بیگم نے پیار سے سمجھایا تو کبھی سختی سے بس اپنی پڑھائی ی پہ دھیان دے پر اس کی وہی ضد پھر مہینے بعد شاہ میر نے ان سے مہر ماہ کا ذکر کرنا چھوڑ دیا اور کہا کہ وہ اب جم جوائی ن کرنا چاہتا ہں ے ہانم بیگم نے کچھ اعتراض تو کیا پر حیدر خان نے اس کی بات مان لی تھی ہانم بیگم نے بھی سکون کا سانس لیا کہ چلو وہ مہر ماہ کو بھول گیا پر شاہ میر مہر ماہ کو بھولا بلکل نہ تھا اور اب یہ ہں و گیا تھا کہ وہ نماز پانچ ہی وقت کی پڑھنے لگا تھا اور اب کوئی ی ضد بھی نہیں کرتا بس چپ ہی رہتا تھا۔

✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸ ✸

مہر ماہ کالج سے آکر ابھی بیٹھی ہی تھی کے شاہزیب بھی اس کے ساتھ بیٹھنے والے انداز میں لیٹ گیا۔

مہر وا ٹھو اور پانی لاؤ۔ شاہزیب نے تھکے ہں وئے لہجے میں مہر ماہ سے کہا جو آخری پیپر دے کر سکون محسوس کر رہی تھی اس کی بات پہ اس نے کہا۔

ہاں میرے لیے بھی لانا بڑی بہن ہں وں ثواب ملے گا۔

میں نے تمہیں بولاہے۔شاہزیب نے کہا۔

اور میں نے تمہیں بڑی بہن کو کام کہتےہوۓ شرم نہیں آتی۔مہرماہ نے اس کو شرم دلانے کی ناکام کوشش کی۔

نہیں شرم کس بات کی بہن تم میری اگر تمہیں نیکی کرنے کا موقع نہیں دوگا تو کس کو دوگا۔شاہزیب نے مزے سے بتایا۔تبھی کلثوم بی ان دونوں کے لیے پانی لے آئی جو انہوں نے شکریہ کہہ کر تھام لیا۔

امی جان نہیں کیا گھر پہ؟ شاہزیب نے پوچھا

میں بھی ابھی آئی ہوں نہیں پتا۔مہرماہ نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

اچھا میں تو اب کمرے میں جاؤں گا اور جم کے آرام کروں گا امتحانات نے تو سانس خشک کردیا تھا۔شاہزیب اٹھ کر انگڑائی لیتےہوۓ مہرماہ سے کہا۔

جاؤ پھر کھڑے کیوں ہو۔مہرماہ میں نے جانے کا کہا۔

جاتاہوں۔شاہزیب کہتا اپر کی جانب بڑھ گیا۔اس کے جانے کے بعد مہرماہ بھی اپنے کمرے کی طرف گئی۔

ایک سال بعد:

شاہ میر اپنی کلاس میں رجسٹر پہ کچھ لکھ رہا تھا جب اس کا دوست ریان اس کے پاس آیا وہ دنوں ایک ہی عمر کے تھے پر نیچر دونوں کی الگ تھی شاہ میر کو کم بولنا پسند تھا تو ریان کو بس بولنا ریان جب تک صبح اسکول میں آتے کسی سے لڑنا لیتا اپنی کلاس میں ٹھیک سے پڑھ نہ پاتا۔ پر پھر بھی وہ شاہ میر کا اکلوتا دوست تھا۔

تم یہاں ہو اور میں باہر انتظار کر رہا تھا۔ ریان اس کے پاس بیٹھتا بولا۔

ہاں بس کچھ کام تھا۔ شاہ میر نے بہانا کیا۔

میر تم جم جاتے ہو نہ تو چلو نہ باہر کسی سے فائیٹ کرتے ہیں۔ ریان نے اس کو دیکھ کر کہا جس کو جم جوائن کرتے ایک سال ہونے والا تھا۔

لڑنے کے علاوہ بھی کچھ سوچ لیا کرو۔ شاہ میر نے بیزاری سے کہا۔

اور تم بھی رجسٹر پہ ماہ لکھنے کے علاوہ کچھ اور کیا کرو۔ ریان نے بھی ناک چڑھا کر اپنا بدلا لیا۔

ماہ اس کو بس میں بول سکتا ہوں۔ شاہ میر کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئی تھی اور اس نے غصے سے ریان کو گھور کر کہا۔

اچھا نہ میں نہیں کہتا پر اس طرح گھوڑنا تو بند کرو۔ ریان نے اس کو ایسے دیکھنے پہ ڈرتے ڈرتے کہا۔

تم نے جولیا میم کو اسائی منٹ بنا کے دیا تھا کہ نہیں؟ شاہ میر بات بدل کے بولا۔

نہیں یہ مجھ سے نہیں ہوتا۔ ریان نے شرمندہ ہونے کے بجائے ڈھٹائی سے ہنس کر بولا تو شاہ میر نے اپنا سر نفعی میں ہلایا اور بیگ تھام کر کلاس سے نکلنے لگا تو ریان بھی اس کے ساتھ چل کم اور بھاگ زیادہ رہا تھا اور سامنے آنے والے بچوں کے کبھی بال پکڑتا تو کبھی کسی اپنی عمر کی بچی کو دیکھ کر آنکھ مارتا شاہ میر لاپرواہ سا چلتا آ رہا تھا اس کو ریان کی عادت کا پتا تھا۔

انسانوں کی طرح چلو اب بندر کی طرح اچھلو مت۔ شاہ میر نے اس کو گول گول کلا بازی کرتے دیکھا تو ٹوکا کیوں کی ایسے کرتے ہوئے کسی کو چوٹ بھی آسکتی تھی اور اسے خود بھی۔

بندر مطلب Monkey؟ ریان نے لڑکے سے بال لیتے اس کو اپنے ہاتھ میں گول گول پھیرتے پوچھا۔

یس۔ شاہ میر نے کہا۔

ہاہاہاہاہاہاہا۔اب بندر اتنے خوبصورت ہوں تو کوئی ان کو بندر کیوں کہتا۔ریان نے قہقہہ لگا کر اپنی تعریف کی اور بنا دیکھے بال کو زور سے لات ماری جو سامنے دور کھڑے ان کے سینئرز کے گروپ میں ایک بدمعاش لڑکے کی بیک پہ جا لگی اور سب بچے ہنسنے لگے پر ریان نے تو حد ہی کر دی ڈرنے یا سوری کے بجائے زور زور سے قہقہہ لگایا بال لگی ہی ایسی جگہ پہ تھی کہ ریان کو اپنی ہنسی روکنا مشکل لگا جب کی شاہ میر کو ہنسی آئی پر اس نے اپنا چہرہ جھکا دیا۔وہ لڑکا جو اچانک بال لگنے کی وجہ سے غصہ تھا کہ کس نے کیا اپنے ساتھ جس کا چہرہ ریان اور شاہ میر کی طرف ہی تھا اس نے اشارے سے ریان کی طرف بتایا جو اب نیچے بیٹھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا تھا اور جن کی ہنسی لڑکے کو غصے میں دیکھ کر بند ہو گئی تھی دوبارہ ریان کی طرف دیکھ کر نکل گئی۔شاہ میر اس کو چلنے کا کہہ رہا تھا پر وہ سن ہی نہیں رہا تھا پھر وہ پورہ گروپ ان کی طرف آیا اور انگریزی میں ریان سے کہا جو ان کو دیکھ کر شاہ میر کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہم سے پنگا لینے کی۔

ہمت کی کیا بات یہ تو میری ٹانگ کا کمال ہے۔ریان نے فخریہ انداز میں بتایا۔

تیری تو۔وہ غصے میں ریان کے منہ پہ مکہ مارنے والا تھا جو شاہ میر نے آگے آکر بیچ میں ہی روک دیا۔ریان جو اپنی آنکھیں بند کرلی تھی کھول کے دیکھا تو نظر آیا کہ لڑکے کے مکے والا ہاتھ شاہ میر کے ہاتھ میں تھا۔

یہ ہر گزنہ کرنا ریان سے غلطی سے ہو گیا ورنہ اس کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔شاہ میر نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر صلح انداز میں کہا۔جس پہ لڑکا اور تپا۔

تم بیچ میں نہ آؤ اسکی تو میں آج ایک دو ہڈی توڑ کے ہی رہوں گا وہ غصے میں گالی بک کر بولا۔جس پہ ریان نے اس کو زبان دیکھائی ڈر اس سے وہ اب بھی نہ تھا۔

اپنی زبان پہ ذرہ کنٹرول رکھے کہا نہ میں نے کہ غلطی سے ہوا ہے۔شاہ میر نے اب سختی سے کہا۔

پہلے تمہیں ہٹانا پڑے گا۔لڑکے نے کہتے ہی شاہ میر پہ حملا کرنا چاہا پر شاہ میر شاید پہلے ہی تیار تھا اس لیے دوبارہ اس کا ہاتھ روکے دوسرے ہاتھ سے پوری قوت سے اس کے جبڑے پہ مکہ دے مارا جس سے سب کے منہ اووو کے انداز سے کھل گئے تھے

ریان نے جمپ لگا کر کہا۔گڈ شوٹ میرون مور جس پہ شاہ میر نے اس کو گھورا تو اس نے اپنا جملا بدل دیا نو ون مور کہہ کر

لڑکے نے جس نام بولی تھا اس نے اپنے منہ پہ ہاتھ رکھا تھا تو منہ سے خون نکلا تھا وہ شاہ میر کی طرف بڑھنے ہی والا تھا کہ اس کے دوستوں نے روک دیا کہ بعد میں دیکھ لیں گے۔تو وہ شاہ میر کو گھورتاہوا اپنے کلاس کی جانب گیا۔شاہ میر ان کے جانے کے بعد اپنا گراہوا بیگ تھاما اور ریان کو دیکھا جو داد بھری نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا پھر شاہ میر نے کہا۔

اب چلناہے یا ان کے واپس آنے کا انتظار کرناہے؟

نہیں نہیں انتظار کیوں کرناہے چلو۔ریان نے جلدی سے کہا کہ کہیں سچ میں ہی نہ آجائے۔

ایسا کیوں کرتے ہو؟اور وہ اتنے لوگ تھے گروپ کے تمہیں ڈر نہیں لگا؟شاہ میر نے چلتے چلتے اس سے پوچھا۔

نہیں تم جو ساتھ تھے تو ڈر کس بات کا۔ریان نے عام لہجے میں کہا۔

اچھا۔شاہ میر اس کی بات پہ مسکرادیا۔

ویسے میری بات جو تم نے نامانی گوڈے نے کیسے میری دل کی بات بغیر کہے مان لی۔ریان نے پرجوش آواز میں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کونسی بات میں نے نہیں مانی؟اور اللہ نے مان لی۔شاہ میر کو اس کی بات سمجھ میں نہیں آئی ی۔

یہیں فائی ٹنگ کرنے والی۔ریان نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے بتایا۔تو شاہ میر نے نفعی میں سر ہلادیا۔

✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵✵

سکندر خان یہ سب رات کے کھانے کی ٹیبل پہ تھے۔جب سارہ بیگم نے سب کو دیکھا پر سکندر خان سے بولی۔

آج نادیہ کا فون آیا تھا وہ اور ان کی نند حمیرا کل آنا چاہتی ہیں۔ان کی بات پہ مہرماہ کے کان کھڑے ہوئے۔

اچھا بتا کر آرہی ہیں کوئی ی خاص وجہ؟انہوں نے پوچھا

وہ تو کل آئے گے تو پتا چلے گا۔انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

ٹھیک ہے ویسے بھی کل اتوار ہے۔سکندر خان بولے۔

اور تم دونوں کی پڑھائی ی کیسی چل رہی ہے۔سکندر خان نے مہرماہ شاہزیب سے پوچھا

زبردست۔مہرماہ نے مسکرا کر کہا۔

ٹھیک بابا جان۔ شاہزیب دل پہ پتھر رکھ کہ بولا۔

بس ٹھیک۔ مہرماہ نے شرارت سے پوچھا

ہاں جی۔ شاہزیب دانت پیستا بولا۔

مہرماہ کھانے کے بعد کمرے میں آئی تو اس کا بج رہا تھا اس نے کال کرنے والے کا نام تو جلدی سے کال پک کی۔

اسلام علیکم ! مہرماہ نے سلام کیا۔

وعلیکم اسلام کیسی ہں و مہرو؟ دوسری طرف شہیر نے پوچھا۔

میں الحمداللہ ٹھیک اور آپ کیسے ہیں؟ مہرماہ نے جواب کے بعد سوال کیا۔

میں بھی ٹھیک۔ شہیر نے جواب دیا۔

آپ کو کوئی ی کام تھا۔ مہرماہ نے کال کرنی کی وجہ جاننی چاہی۔

بس بات کرنے کے لیے کال کی تھی تمہیں بُرا لگا شاید۔ شہیر نے جانچنے والے لہجے میں کہا۔

ارے نہیں بُرا نہیں لگا میں نے ویسے ہی پوچھا۔ مہرماہ جلدی سے بولی۔

اچھا وہ کل امی اور مامی جان آئے گی۔ شہیر نے کہا۔

جی وہ امی جان نے بتایا تھا۔ مہرماہ نے جوابن کہا۔

ہمارے رشتے کی بات کرنے آئے گی۔ شہیر نے اس کے سر پہ بم گرایا۔

ک ک کیا م مطلب ؟مہر ماہ کو لگا اس نے غلط سنا ہے اس لیے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں پوچھا۔

مطلب اتنا مشکل تو نہیں۔ شہیر نے کہا۔

ہمم۔ مہر ماہ نے بس اتنا کہا اس کا زور سے دھک دھک کر رہا تھا اس کو یقین نہیں آرہا تھا جس کو وہ چاہتی ہے اللہ اس کو بن مانگے دے گا۔

تمہیں اعتراض تو نہیں ہو گا نہ ؟شہیر نے تصدیق مانگی

میں کیا کہہ سکتی ہوں ابھی یہ اختیار تو میں نے امی بابا کو دیا ہے۔ مہر ماہ نے صاف گوئی سے کام لیا۔

ہاں پر میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ اگر ان کو اعتراض نہیں تو تمہیں بھی نہیں ہو گا نہ اگر وہ تمہاری رضامندی پوچھے تو۔ شہیر نے اس سے مرضی پوچھنی چاہی۔

اگر ان کو اعتراض نہیں ہو گا تو مجھے کیوں ہو گا۔ مہر ماہ نے سکون سے جواب دیا۔

اچھا میں لڑکی راضی سمجھو ؟شہیر نے شرارتاً پوچھا

پتا نہیں۔ مہر ماہ نے کہہ شرما کر کال کٹ کردی اور اپنے دل پہ ہاتھ رکھا جو زور سے دھڑک رہا تھا پھر اس نے حور کو کال کی جو اس نے پہلی دفعہ میں اٹھالی تھی۔

مجھے پتا تھا تمہاری کال ضرور آئے۔ حور نے کال اٹھا کر کہا۔

تو مجھے کیوں نہیں بتایا۔ مہرماہ نے ناراضگی سے کہا۔

سوچا کل بتادوں گی پر مجھے نہیں تھا کہ شہیر بھائی اتنے بے صبرے ہو گے۔ حور نے ہنس کر کہا تو پل میں اس کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر بولی۔

کال کی انہوں نے تو تمہیں یہ کیسے پتا؟

اوہ ہو ابھی سے انہوں نے۔ حور نے شرارت سے کہا۔

حور تنگ نہ کرو۔ مہرماہ نے التجا کی۔

اچھا نہیں کرتی۔ کال کا انہوں نے بتایا تھا مجھے کے کال کرینگے تمہیں اور مجھے معلوم تھا کہ تم مجھے ضرور بتاؤ گی۔ حور نے بتایا۔

اچھا اتنا یقین۔ مہرماہ اس کے جواب پہ ہنس پڑی۔

بلکل اور مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا۔ حور نے کہا۔

پوچھو۔ مہرماہ نے اجازت دی۔

کیا تمہیں شہیر بروسے محبت ہے؟ حور نے پوچھا

پتا تو ہے تمہیں میں ان کو پسند کرتی ہوں۔ مہرماہ نے اس کے سوال پہ کہا۔

محبت اور پسند میں فرق ہوتا ہے مہرو پسند ہمیں ہر اچھی چیز آتی ہے پر محبت میں یہ فرق ہوتا ہے کہ وہ ہمیں ہر ایک سے نہیں ہوتی اور نہ ہمیں اچھی چیزوں سے ہوتی ہے محبت ایک بے اختیار جذبہ ہے اس کو ہم کرتے نہیں پر ہو جاتی ہے۔ حور نے اس کے جواب پہ بتایا۔

حور یہ آج تم ایسے کیوں پوچھ رہی ہو؟ مہرماہ کو اس کی باتیں سر سے گزرتی محسوس ہوئی ی۔

کیوں کی پہلے پوچھنا ضروری نہیں لگا اور آج لگا تو پوچھ لیا۔ حور نے لاپروئی ی سے کہا۔

محبت کا تو نہیں پتا پر وہ اچھے لگتے ہیں۔ ان کی مقناطیس سی شخصیت اور ان کے بات کرنے کا انداز مطلب ویسے ہی ہیں وہ جیسے ناول کے ہیرو ہوتے ہیں ان کا رنگ صاف نہیں پر وہ اچھے ایسا سمجھ لوں کے ان سے کرش ہیں مجھے۔ مہرماہ کو جو لگا اس نے بتا دیا۔

مطلب محبت نہیں پسندیدگی ہے۔ حور نے اس کی باتوں سے یہی اندازہ لگایا۔

کچھ ایسا ہی سمجھو۔ مہرماہ نے کہا۔

تمہیں نہیں لگتا کہ انسان کو اسے اپنا ہمسفر بنانا چاہئیے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ حور نے اس سے پوچھا

ہاں بنانا چاہ ئی ہے۔پر میرے خیال سے انسان کو اصل محبت زیادہ تر نکاح کے بعد ہ ں وتی ہےں۔پر محبت کے بعد نکاح بہت کم ہ ں وتے ہیں۔اسلام میں محبت کرنا گناہ نہیں جس سے محبت کرو اس سے نکاح بھی کرو۔مہر ماہ نے اس کی بات پہ خوبصورت الفاظ کہے۔

تم بہت اچھی باتیں کرتی ہ ں و مہرو تم بات کرنے وقت خوبصورت الفاظ کا انتخاب کرتی ہ ں و۔حور نے صدق دل سے مہر ماہ کی تعریف کی۔

تمہیں پتا ہےں حضرت علیؑ کیا فرماتے ہیں؟مہر ماہ نے اس کی بات سن کر مسکرا کر پوچھا

تم بتاؤ۔حور نے کہا

جس طرح شبنم کے قطرے مرجھائے ہ ں وئے پھول کو تازگی بخشتے ہیں۔اس طرح اچھے الفاظ مایوسی کو روشنی بخشتے ہیں۔مہر ماہ نے مسکرا کر بتایا۔

سُبحان اللہ۔حور کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

اس لیے میں کوشش کرتی ہ ں وں کہ اچھا اچھا بولوں جو سننے والوں کے دلوں میں تازگی بخشے ان کو پسند آئے اور میرے منہ سے ایسے الفاظ نہ نکلے کہ سامنے والے کا دل ٹوٹیں میں کوشش بہت کرتی ہ ں وں۔مہر ماہ نے کھوئے ہ ں وئے لہجے میں کہا۔

تم بھی اچھی ہ ں و مہرو۔حور نے مسکرا کر کہا۔

اچھا اب باتیں بہت ہوگئی ہیں تم بھی سو جاؤ مجھے بھی نیند آرہی ہے۔ مہرماہ نے کہا۔

اچھا سونا بھی ہے کیا مجھے لگا بس باتیں کرنی ہے۔ حور نے اس کی بات پہ مصنوعی حیرانگی لہجے میں کہا

سو جاؤ اب۔ مہرماہ نے کہہ کر کال کٹ کر دی اور سونے کے لیے لیٹ کر آنکھیں بند کر دی۔

صبح اس کی آنکھ دیر سے کھلی تھی۔ وہ جب لاؤنج میں آئی تو اس کی پھوپھو اور ان کی نند حمیرا وہ دونوں سارہ بیگم کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔ مہرماہ نے بھی ان کو سلام کر کے ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

پھر ان کی باتوں کو نا سمجھ کر دوبارہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی حمیرہ نے کہا۔

دیکھو سارہ میں نے تمہیں اپنے یہاں آنے کا مقصد بتا دیا ہے اب تم سکندر بھائی سے بات کر کے مجھے جواب دینا

جی حمیرہ میں سکندر سے بات کر کے آپ کو کال پہ بتادوں گی شہیر سے زیادہ بہتر مہرو کے اور کوئی ہو بھی نہیں سکتا اچھا ہے اگر وہ اور مہرو بھی راضی ہو جائے تو۔ سارہ بیگم نے ان کو مطمئن کیا۔

صحیح ہے بھابھی نادیہ نے اماں جان سے بات کر لی تھی ان کو اعتراض نہیں اور ہم بھی تو ابھی بس منگنی کی رسم کریں گے شادی تو ان کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہی۔ حمیرا بھی خوش ہوتے ہوئے ان سے کہا۔ جس پہ وہ مسکرا دی۔

ان کے جانے کے بعد سارہ بیگم اپنے کمرے میں آئی جہاں سکندر خان لیپ ٹاپ پہ کوئی کام کر رہے تھے۔

مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔ سارہ بیگم نے ان کو مصروف دیکھ کر کہا۔

بتاؤ بیگم کیا بات ہے۔ انہوں نے اجازت دی۔

حمیرا اپنے بیٹے شہیر کا رشتہ مہرو سے کرنا چاہتی ہے۔ ان کو بتایا۔

کیا جواب دیا ان کو پھر؟ سکندر خان نے پوچھا

میں نہیں ابھی جواب نہیں دیا ان سے کہا کہ آپ سے بات کر لوں پھر۔ سارہ بیگم نے کہا۔

اچھا کیا ہم ان کو ابھی جواب نہیں دیتے مہرو سے پوچھو پہلے شہیر کے رشتے میں کوئی ی
خامی نہیں جو ہم انکار کرے پر اگر مہرو انکار کرے تو آپ بات کو ختم کیج ئی ے گا زور
زبردستی نہیں مہرو کو حق ہے اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلا وہ خود کرے اور راضی ہو جاتی
بھی ہے تو ایک سال تک ہم کوئی ی رسم نہیں کرے گے۔ کیوں کی اتنی جلدی ٹھیک
نہیں سال بعد مہرو اٹھارہ کی ہو گی تب کرے گے اور میں حیدر سے بھی بات کر لوں
جب سے وہ گیا ہے تو اس سے بات ہی نہیں ہوئی ی۔ سکندر خان نے ایک ہی دفع
میں ان سے کہہ دیا

میں مہرو سے بات کر کے بتاؤ گی۔ سارہ بیگم نے مطمئن ہو کر کہا۔

سارہ بیگم نے مہرماہ سے بات کر لی تھی جس سے اس نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا تھا
پھر انہوں نے سکندر خان کو بھی بتا دیا اور کال پہ حمیرا سے بھی کہہ دیا پر منگنی کا ایک
سال کا وقت مانگا جو انہوں نے خوشی خوشی دے دیا۔ سکندر خان نے حیدر خان کو بھی
مہرماہ کے رشتے کا بتایا پر ابھی منگنی نہیں کی یہ بھی جسے سنتے حیدر خان کچھ پل تک تو کچھ
نہ بولے پھر انہوں نے کہا کہ اچھا کیا کہ مہرماہ کا رشتہ اس کی رضامندی سے کر دیا پھر
ایسے ہی انہوں نے حال احوال کر کے بات ختم کر دی تھی۔ حیدر خان نے مہرماہ کے

رشتے کی بات اپنے گھر میں کسی کو نہیں بتائی ی۔ایسے ہی وقت گزرتا جارہا تھا شاہ میر جو پہلے بارہ سال کا تھا اب چودہ سال کاہ‌وگیا تھا ان دو سالوں میں شاہ میر میں بہت بدلاؤ آیا تھا جم ہر روز جانے کی وجہ سے اس کا جسم مضبوطہ‌وگیا تھا۔اس کے زیادہ نہیں تو کجھ مسلز بھی بن چکے تھے شاہ میر اب پہلے کی طرح بچہ نہیں رہا تھا اب اس کو کوئی ی دیکھ کر نہ یہ کہہ سکتا تھا اور نہیں بچہ سمجھ کر اس کی بات نظر انداز کر سکتا تھا۔شاہ میر اور ریان نے بھی اب کالج کی زندگی میں قدم رکھا تھا۔ریان کی حرکتوں میں کمی ذرہ بھی نہیں آئی ی تھی۔ایسے ہی آج وہ لنڈن کی سڑکوں پہ آوارہ گردی کر رہےے تھے کہ شاہ میر کو اپنی طبیعت اچانک خراب محسوسہ‌وئی ی۔

ریان مجھے بہت گھبراہٹہ‌ورہی ہےے۔شاہ میر نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کر ریان سے کہا۔

میر کیاہ‌وا تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک تو بیٹھو یہاں۔ریان اس کی بات پہ پریشان ہ‌وتا پاس پڑے بینچ پہ اس کو بیٹھایا اور اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھ کے چیک کیا۔

میر میں انکل کو کال کرتاہ‌وں۔ریان فکر مندہ‌وتا بولا۔پر شاہ میر کو کجھ سمجھ نہیں آیا تھا دل میں عجیب سی بے چینی اور گھبراہٹ سیہ‌وگ ئی تھی۔جیسے کجھ بُراہ‌ونے والا تھا۔ریان نے حیدر خان کو کال کر کے شاہ میر کا بتایا تو انہوں جگہ کا پوچھا تو ریان نے

بتایا۔ریان نے جب شاہ میر کو دیکھا تو اس کی چیخ نکل گئی کیوں کی شاہ میر بے ہوش ہو چکا تھا۔

میر۔میر آنکھیں کھولو انکل بس آنے والے ہوں گے۔ریان نے شاہ میر کو جگانے کی کوشش کی پر وہ نہ اٹھا ریان نے پریشانی سے دوبارہ حیدر خان کو کال کی اور بتایا۔حیدر خان نے آتے ہی شاہ میر کو گاڑی میں لیٹایا۔اور ہوسپٹل کی طرف گاڑی بڑھادی ریان بھی ان کے ساتھ تھا۔ہوسپٹل میں آتے ہی جب شاہ میر کو وارڈ روم لے گئے تو آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹر نے واپس آکر ان سے کہا

آپ کے مریض کے دل کی دھڑکن آہستہ آہستہ چل رہی ہے اور یہ کیوں ہے ہم سمجھ نہیں پا رہے وہ ہے بھی کم عمر آپ دعا کریے کے ان کی ہارٹ بیٹ نارمل ہو جائے

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں دل کی دھڑکن آہستہ کیوں وہ تو بلکل ٹھیک تھا اور آپ تو ڈاکٹر ہے کیسے جان نہیں پا رہے کہ کیا مسلا ہے۔حیدر خان نے ان کی بات پہ پریشانی سے کہا۔

ہم اپنی طرف سے کوشش کر رہے۔پر کچھ خاص معلومات نہیں ہوئی یہ کچھ عجیب سا کیس ہے ڈاکٹر نے کہتے ہی وہاں سے نکلے جب کی حیدر خان بینچ پہ گرنے کے انداز میں بیٹھ گئے۔

انکل میر ٹھیک تو ہو جائے گا نہ۔ریان نے پریشانی سے ان سے پوچھا۔وہ کچھ کہتے کے ان کا موبائل رنگ کرنے لگا دیکھا تو پتا چلا پاکستان سے تھی انہوں نے سانس بھر کر کال اٹھالی۔

حیدر کہاں مصروف ہو میں کب سے تمہیں کال کر رہا تھا۔سکندر خان نے ان سے کہا۔

کہیں نہیں آپ بتائیں خیریت ہے سب۔انہوں نے پوچھا

ہاں آج مہرو کی منگنی تھی آج تو میں چاہتا تھا کہ تم سب لوگ اسکائپ پہ بات کرتے۔سکندر خان کی بات پہ انہوں نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر کے کھولی پھر کہا۔

بہت مبارک ہو مہرو کی منگنی کی میں کچھ مصروف تھا بعد میں بات کرینگے حیدر خان نے اپنی بات کہہ کر کال کٹ کر دی۔حیدر خان کو آج اپنا شک درست لگا وہ جو ہر دفعہ نظر انداز کر دیتے تھے کہ ایسا نہیں ہو گا پر آج وہ اس بات سے چاہ کر بھی منہ نہیں موڑ سکے کہ ان کے میر کو کم عمری میں ہی عشق ہو گیا ہے۔اس کو بھلے پتا نہ ہو پر دل کو پتا لگ گیا تھا کہ اس کا عشق آج کسی اور کے نام ہو گیا تھا۔حیدر خان ایک مضبوط مرد ہو کر بھی اپنے بیٹے کے لیے رو پڑے اور ریان جو پہلے ہی پریشان تھا اب اور زیادہ ہو گیا تھا۔

ساری رات گزر گئی تھی پر شاہ میر کی دھڑکن نارمل اسٹیج پہ نہیں آئی تھی۔حیدر خان نے ہانم بیگم سے بہانا کر دیا تھا کہ ابھی وہ اور شاہ میر کچھ دن تک نہیں آئے گے باقی باتیں وہ گھر آکر کرینگے جب کی ریان کو بھی انہوں نے اپنے گھر بھیج دیا تھا۔دن کے بارہ بج گئے تھے جب ڈاکٹر نے شاہ میر کے خطرے سے باہر آنے کی خبر دی تھی کہ اب اس کی دھڑکن نارمل ہو گئی ہے اور اب آپ کچھ دیر بعد مل سکتے ہے یہ بھی کہ وہ اتنے بڑے ڈاکٹر ہو کر بھی یہ جان نہیں پائے کے شاہ میر کو ہوا کیا تھا ان کو کوئی مرض معلوم نہ ہو سکا۔پر حیدر خان نے اپنے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ان کے میر کو نئی زندگی دی تھی۔

عمر نہیں تھی عشق کرنے کی

ایک چہرہ دیکھا اور گناہ کر بیٹھے۔

ساتھ سال بعد!

ہاں نہیں میں بس آرہی ہوں۔مہر ماہ نے جلد سے سیڑھیاں اُترتے ہوئے کال پہ کہا۔

امی جان زیب کہاں ہے؟مہر ماہ نے کچن میں آتے سارہ بیگم سے پوچھا

وہ تو تمہارے بابا کے ساتھ آفس چلا گیا۔سارہ بیگم مصروف سے انداز میں کہا۔

کیاامی جان آپ نے روکا کیوں نہیں اس کو مجھے میری دوست کے گھر ڈراپ کرنے جانا تھا۔مہرماہ نے ان کی بات پہ شاک سے کہا۔

ڈرائی یور سے کہو چھوڑ آئے گا یہ اتنا بڑا مسلا نہیں جو زیب آفس کو روکتی میں۔سارہ بیگم اس کی بات پہ سرسری سے کہا۔

اور مجھے جو اتناہںونے کے بعد زیب کے ساتھ جانا تھا اس کمینے سے میں نے کہا بھی تھا پھر بھی۔مہرماہ نے ان کو اپنی طرف اشارہ کرتے کہا جس نے اسکن کلر کا فراق پہنا تھا جو اس کے پاؤ کے کجھ اُپر تھا بال کھولےہںوئے تھے اور کندھوں پہ کالے رنگ کی چادر پہنی تھی۔چہرے پہ ہلکہ سا میک اپ اور ڈارک لپسٹک لگائی ی تھی۔

مہرو اب بڑےہںو تم ایسے گالیاں منہ سے نہ نکالو ایسے اگر کبھی شہیر یا اس کے کسی گھر والوں نے سن لیا تو کیا کہے گے کہ کیسی بد اخلاق لڑکی ہےہے۔سارہ بیگم نے اس کی ساری بات ان سنی کرتی آخری بات پہ اس کو ٹوکا۔

امی جان اب اتنی بھی گالیاں نہیں دیتی میں اور شہیر کو میری اس عادت کا پتاہےہے آپ فکر نہ کرے۔مہرماہ نہ ان کی بات پہ بے فکری سے کہا۔

تمھیں دیر نہیںہںو رہی تھی۔سارہ بیگم نے اس کو کہا کیوں پتا تھا مہرماہ کو سمجھانا ان کی بس کی بات نہیں۔

ارے ہاں بہت میں جا رہی ہوں ڈرائیور کے ساتھ۔ مہر ماہ سر پہ ہاتھ مارتی ان سے کہنے لگی اور نکل گئی۔

اگر ڈرائیور کے ساتھ جانا ہی تھا تو اتنا ڈرامہ کیوں کیا۔ اس کے جاتے ہی سارہ بیگم منہ میں بڑبڑائی۔

مہر ماہ مونا کے گھر آئی تو پارٹی شروع ہو گئی تھی۔ آج مونا کی سالگرہ کا دن تھا جس پہ اسنے اپنی سب دوستوں کو انوائیٹ کیا تھا۔ پارٹی گھر کے باہر لان میں کی گئی تھی اور ان کے بیٹھنے کے لیے کرسیاں ٹیبل بہت خوبصورت طریقے سے سجائی گئی تھی۔ اور بیچ میں کچھ بڑی ٹیبل پہ کیک رکھا گیا تھا۔ مہر ماہ مونا کے پاس آگئی۔ اور کہا۔

سالگرہ مبارک ہو۔ اللہ تمہاری ہر خواہش پوری کرے۔

شکریہ یار۔ مونا نے مسکرا کر اس سے گلے ملی۔

بہت پیاری لگ رہی ہو تم۔ مہر ماہ نے اس کو دیکھ کر تعریفی انداز میں کہا مونا نے سلور کلر کی میکسی پہنی ہوئی تھی اور بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا مناسب میک اپ کیے وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

ہاں پر تم سے کم۔ مونا ہنس کر اس کو دیکھ کر بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ تو سچ ہے مہر ماہ کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ مونا کی ایک کزن نے اس کی بات پہ کہا۔

اچھا اب بس۔ مہر ماہ نے ان کی تعریف پہ جھنپ کر کہا۔

ویسے تمہارے لیے تمہارے جیسا ہی کوئی سوٹ کرتا ہے شہیر اتنا اچھا نہیں لگے گا تمہارے سامنے۔ ایک اور لڑکی نے مہر ماہ کو دیکھ کر کہا۔

سوری پر میں اپنی پرسنل زندگی کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں سنوں گی۔ مہر ماہ نے اس کی بات پہ سنجیدگی سے ٹوکا۔

سوری میں نے ایسے ہی کہا۔ مونا کی کزن نے معزرت کی۔

مہر و اپنا فون دینا۔ مونا نے مہر ماہ سے کہا۔

کیوں؟ مہر ماہ نے آنکھیں بڑی کر کے پوچھا

کیا کیوں دو نا پہلی دفعہ تو مانگا ہے۔ مونا نے منہ بنا کر کہا۔

اچھا لوں۔ مہر ماہ نے فون دیا۔

پاسورڈ؟ مونا نے ناک چڑھا کر پوچھا۔

شاہ۔ مہر ماہ کو اس کے پوچھنے پہ شاہ میر یاد آیا جس نے پیار سے فرمائش کی تھی کہ اس کے نام کا پاسورڈ رکھے اور تب مہر ماہ کو وہ زیادہ کیوٹ لگا تھا اس لیے اس نے فورن سے اس کی بات مان لی تھی۔ اور شاہ نام کا پاسورڈ رکھ دیا اور اتنے سال گزر جانے بعد بھی

نہیں بدلا تھا اس نے جانے کتنے موبائل چینج کیے تھے پر پاسورڈ شاہ ہی رکھتی تھی۔کیوں کی جب اس نے شاہ میر کی بات جب مانی تھی تو اس کے چہرے کی چمک اور اس کی گال پہ بوسہ دینے والی حرکت کو یاد کر کے اس کے چہرے پہ مسکراہٹ آ جاتی تھی۔اور اس نے اپنے لیپ ٹاپ پہ بھی شاہ پاسورڈر کھا تھا۔

شاہ امیزنگ۔مونا نے ہنس دی اور گلیری میں شہیر کی کوئی ی تصویر تلاش کرنے لگی کے اپنی کزن کو دیکھا دے کہ دیکھو اتنا اچھا تو ہے پر اس کو شہیر کی تو نہیں شاہ میر کی تصویر ضرور ملی تھی جو بچپن کی تھی اور اس کے کسی اسکول فنکشن کی لگ رہی تھی۔شاہ میر اس میں اپنے اسکول یونیفارم میں تھا بال اس کے ماتھے پہ پڑ رہے تھے اور چہرے پہ کم ہی عمر میں گہری سنجید گی تھی پر تب بھی بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

مہرو یہ وہی ہے نہ جو جو بہت سال پہلے ہمارے کالج آیا تھا تم سے ملنے۔مونا نے شاہ میر کی تصویر اس کو دیکھا کر پوچھا۔

ہاں یہ شاہ ہے۔مہرماہ نے موبائل پہ شاہ میر کی تصویر دیکھ کر مسکرا کر بتایا۔

اچھا اب تو یہ جوان ہو گیا ہو گا اس میں تو بچہ ہے کیا اس کی ن ئی ی تصویر ہے تمہارے پاس؟مونا نے تجسس سے پوچھا۔

نہیں۔مہرماہ نے مایوسی سے کہا۔

اچھا اب تو اور ہینڈ سم ہو گیا ہو گا نہ بچپن میں تو جب میں نے دیکھا تھا تو بہت پیارا تھا اور اب تو۔ مونا نے پر جوش آواز میں اس سے پوچھا۔

نہیں یار میں نے بس کالج میں جب وہ ملنے آیا تھا تب ہی دیکھا اور بات کی تھی اس کے سال بعد بھی یہ ایک تصویر چچی جان کہ اسٹیٹس سے لی تھی۔ پر شاہ شاید بھول گیا ہے اس لیے کبھی بات کرنے کا دل نہیں کیا اس کا اور میرے منگنی کے دن بابا جان کی چچا سے بات ہوئی تھی اس کے بعد ان سے رابطہ کرنا ہی ختم ہو گیا بابا جان نے بہت کوشش کی پر ابھی کچھ نہیں پتا لگا پائے وہ۔ مہرماہ نے اس کی بات پہ افسردہ لہجے میں بتایا اس کا دل کرتا تھا کہ وہ شاہ میر سے ملے دیکھے کہ وہ بڑا ہو کر کیسے دیکھتا ہے کیا اب بھی وہ کم بولتا ہو گا یا لندن میں بڑے ہونے کے بعد فلرٹی بن گیا ہو گا۔

اووو۔ پر تم نے تو کہا تھا کہ تمہارے چچا کی فیملی پاکستان شفٹ ہو گی۔ مونا نے اس کا افسردہ چہرہ دیکھ کر پوچھا۔

ارادہ تو ان کا یہی تھا بعد کا مجھے نہیں پتا دادی بھی ان کے انتظار میں دنیا سے چل بسی۔ مہرماہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اپنی دادی کے ذکر پہ۔ مونا نے اس کو اپنے ساتھ لگایا۔

رو نہیں مہر وانشااللہ ان سے تم لوگوں کا رابطہ ہو جاے گا ورنہ وہ شاہ ہی آئے گا جو یہ کہہ کر گیا تھا کہ میرا انتظار کرنا۔ مونا نے پہلے اس کو تسلی دی پھر شرارت سے کہا۔ شاہ اس کو بس میں بولا سکتی ہوں۔ مہر ماہ نے فورن سے اس کو خود سے دور کرتی بولی۔ ہاہاہاہاہا۔ معاف کیجئے سرکار غلطی ہو گئی۔ مونا نے ہنس کر اپنا سر جھکا کر مہر ماہ سے کہا تو سب ہنس پڑے۔

مجھے وہ زیب کی طرح عزیز ہے۔ مہر ماہ نے ہنس کر کہا

مہر وویسے میں سوچ رہی ہوں بارہ سال میں یہ اتنا پیارا ہے اب اکیس سال کا بھرپور مرد بن کے ناجانے کتنی لڑکیوں کے دل پہ پیر رکھتے چلتا ہو گا۔ مونا نے شاہ میر کا خاکا اپنے دماغ میں بنا کر مہر ماہ سے کہا۔ اور مہر ماہ کو نجانے کیوں مونا سے شاہ میر کی تعریف سن کے عجیب سی جلن محسوس ہوئی تو کہا۔

تمہیں اب شاہ کو سوچنے کی ضرورت نہیں۔ ویسے ہی اچھا ہے اپنا پیر ان کے دل پہ رکھے ان کا دل اپنے ہاتھ پہ نہیں۔ مونا کو مہر ماہ کی آواز پہ جلن صاف محسوس ہوئی تھی۔ پھر مہر ماہ کی بات یاد آئی کے زیب کی طرح عزیز ہے تو وہ مسکرا دی کیوں کی وہ زیب کی تعریف بھی کرنے نہیں دیتی تھی۔

وہ تہجّد پڑھ کر جیسے ہی اٹھا تو دروازے پہ نوک ہوا اس نے ہاتھ پہ بندھی گھڑی پہ وقت دیکھا جو رات کے تین بتا رہی تھی اس وقت اس کے کمرے میں کوئی ی نہیں آتا تھا پر آج وہ سر جھٹکتا دروازے کہ پاس آتے اسے کھولا۔ حیدر خان کو دیکھ اس نے حیرانی سے ان دیکھا۔

ڈیڈ آپ اس وقت خیریت۔ شاہ میر نے ان کو دیکھ کہا۔

ہاں خیریت میں ایسے ہی باہر آیا تھا تمہارے کمرے کی لائٹ آن دیکھی تو آیا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہیں نہ۔ حیدر خان نے کہتے اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پہ رکھ کہ چیک کرنے لگے۔

اندر آئے آپ۔ شاہ میر ان کی فکر پہ مسکراتا کمرے کے اندر لایا اور کہا۔

میں ٹھیک ہو ڈیڈ بس کچھ کام تھا اس لیے اور آپ ہماری پرواہ پہلے بھی کرتے تھے پر اب ان کچھ سالوں میں آپ میرے لیے اتنے پریشان کیوں ہوتے ہیں؟ شاہ میر نے ان سے پوچھا کیوں کی حیدر خان نے اس کے ہوش پہ آنے کہ بعد بس یہی بتایا تھا کہ کمزوری ہوگئی تھی تمہیں اور انہوں نے مہرماہ کی منگنی کا بھی بس ہانم بیگم کو بتایا تھا اور بچوں کو بتانے سے منع کیا تھا۔ اس لیے شاہ میر ابھی تک بے خبر تھا پر اس کا دل ہمیشہ سے مہرماہ کے لیے پریشان رہتا تھا وہ مہرماہ کو بھول نہیں پایا تھا اس نے مہرماہ سے بات

کرنے کی کوشش کی تھی پر حیدر خان نے یہ کہہ دیا تھا کہ وہ اچانک پاکستان جان کران کو سرپرائز کرینگے جس پہ شاہ میر راضی تو نہ تھا پر انہوں نے اپنی قسم دے کر کروا دیا راضی۔شاہ میر جو پہلے مہرماہ کو بس اپنی دوست سمجھتا تھا پر اب اس دل مہرماہ کے الگ انداز سے دھڑکتا تھا اس کو پتا چل گیا تھا جب اس سے محبت کے م کا بھی پتا نہ تھا تب اس کو اپنی ماہ سے عشق ہو گیا تھا اور شاہ میر نے اپنے آپ کو ویسا بنا لیا تھا جس طرح کے مرد اس کو پسند ہوتے تھے شاہ میر اب دیکھنے میں اپنی عمر سے بڑا لگتا تھا وہ اب وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا اس چہرے کا وائٹ رنگ بلو آنکھیں ہلکے براؤن بال اس کا کشادہ سینہ لمبا قد مضبوط مسلز ان سب میں شاہ میر بارہ سال کے شاہ میر سے بلکل مختلف ہو گیا تھا اب اگر کوئی اس کو دیکھتا تو اتنی آسانی سے پہچان نہ پاتا۔لڑکیا اس سے بات کرنے کو بہانے تلاش کرتی پر شاہ میر ایک غلط نگاہ ان پہ ڈالنا گوارہ نہ کرتا۔اس نے اب تہجد پڑھنا بھی شروع کر دیا تھا اس کی دعاؤں میں بس مہرماہ ہوتی تھی کہ وہ اس کو کبھی نہ بھولے اور ہمیشہ اس کی ہی رہے شاہ میر نے اپنی اور مہرماہ کی عمر کا فرق تک بھول گیا تھا اس کے لیے کون بڑا چھوٹا ہے یہ ضروری نہیں تھا اس کو بس اپنی ماہ سے عشق تھا۔جس سے اس نے ان دونوں کے بیچ چار سال کے فرق پہ کبھی

نظر ثانی نہیں کیا تھا۔پر وہ بھول گیا تھا اس کو فرق نہیں پڑتا باقیوں کو ضرور پڑے گا پر شاہ میر کو کسی کی کہاں پرواہ تھی۔

ایسا نہیں میر باپ ہوں تمہارا فکر تو ہوگی نہ۔حیدر خان نے اس کی بات پہ ٹالنے والے انداز میں کہا۔

اچھا ہم پاکستان کب جائے گے۔شاہ میر نے اپنا ہمیشہ کیا گیا سوال دوبارہ سے پوچھا

بہت جلد۔حیدر خان نے کہا۔

بہت جلد کب آئے گا ڈیڈ؟ شاہ میر نے پوچھا

رات بہت ہو گئی ہے میرا اگر تمہارا کام ہو گیا ہو تو سو جاؤ میں بھی اب اپنے کمرے میں چلوں گا۔حیدر خان نے اس کا سوال نظر انداز کرتے کہا۔

جی۔شاہ میر نے دوبارہ نہیں پوچھا۔حیدر خان نے کے جانے کے بعد وہ سونے کا ارادہ کرکے وہ لیٹا ہی تھا کہ اس کا موبائل بجنے لگا۔شاہ میر دیکھا تو ان نون نمبر تھا پہلے نظر انداز کرنا چاہا پر سوچا رات کا وقت شاید ضروری ہو اس لیے اٹھالی۔

Hi,Shah meer why are you block my number?

دوسری طرف سے جولی کی آواز سن کر شاہ میر بدمزہ ہوا اور سوچا کہ کیوں اٹھالی کال جولی سے اس کی ملاقات یونیورسٹی میں ہوئی تھی اور تب سے اس کی جان پہ بنی

تھی کہ وہ اس سے شادی کرے شاہ میر سے کہا تو پہلے بھی بہت سی لڑکیوں نے تھا پر ایسے اس سے کسی نہ تنگ نہیں کیا تھا شاہ میر جس جگہ جاتا وہ اس سے پہلے پہنچ جاتی شاہ میر نے کئی دفعہ اس کو زلیل بھی کیا پر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی۔

میں تمہارے جواب دینے کا پابند نہیں۔شاہ میر نے بیزاری سے انگریزی میں جواب دیا۔

تم جانتے ہو میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں پھر بھی تم مجھ سے ایسا برتاؤ کرتے ہو۔جولی نے شاہ میر کی بیزاری محسوس کرتے کہا۔

یہ کوئی محبت نہیں تمہاری اگر ہے بھی تو مجھے پرواہ نہیں میں نے نہیں کہا تھا کرنے کو پہلے بھی بتا چکا ہوں میں۔شاہ میر نے غصے سے اس کو کہا۔

شاہ میر

Don't call me shah, otherwise I will kill you.

شاہ میر نے غصے سے دھاڑ کر کہا تو وہ ڈر گئی۔

شاہ میر تم اتنے غصے میں کیوں رہتے ہو؟جولی نے خود کو نارمل کرتے پھر سوال کیا۔

دوبارہ تمہارے منہ سے میں شاہ نہ سنوں۔شاہ میر اپنی بات کہتا کال کٹ کر گیا اور ساتھ میں یہ بھی نمبر بلاک کیا۔شاہ میر نے پھر ریان کو کال جس نے کال اٹھا کر ہی بولنا چھوڑو کیا بنا شاہ میر کی بات سنے۔

میر اگر تمہیں رات کہ وقت اتنا ہی بات کرنے کا دل کرتا ہے تو کوئی لڑکی کو اپنی گرل فرینڈ بنالوں تمہیں کونسا لڑکیوں کی کمی ہے تم ایک دفعہ ان سے کہہ کر تو دیکھو نیند خود میں حرام کر دے۔

تمہارا ابکواس کرنا ضروری تھا ریان کبھی تو سنجیدہ رہا کرو اگر میں نے رات کہ وقت کال ہی تو تمہیں سوچنا چاہئے کہ کونسی ضروری بات ہوگی۔شاہ میر نے اس کی باتیں سننے کے بعد کہا۔

انگارے کیوں چبا رہے ہو۔اچھا بتاؤ کیا بات ہے جس کے لیے آپ کل یونیورسٹی آنے تک کا انتظار نہیں کر سکے۔ریان نے اب ادب سے کہا۔

کیا تم میرے ساتھ پاکستان چلو گے اگر میں جاؤ تو۔شاہ میر نے پوچھا

خیریت ؟ریان نے حیرت سے پوچھا

ہاں بس ڈیڈ والے جب آئے پاکستان پر میں اب امتحان کہ ختم ہوتے ہی پاکستان کے لیے نکلوں گا اس لیے تم سے پوچھا اب میں اور انتظار نہیں کر سکتا۔شاہ میر نے بتایا۔

مجھے کوئی ی اعتراض نہیں ایسے میں بھی پاکستان گھوم آؤں گا۔ریان اس کی بات پہ مزے سے بولا۔

اچھا اب سو جاؤ۔شاہ میر نے کہتے ہی کال بند کر دی۔

نیند خراب کرتے کہتا ہے سو جاؤ۔ریان منہ میں بڑبڑایا۔

شاہزیب اپنے آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پہ کچھ ٹائپ کر رہا تھا جب اس کے آفس کے اندر سالار اندر داخل ہوا۔

زیب کیا پلین ہے آج کا؟ سالار نے کرسی پہ بیٹھتے ہی پوچھا۔

آج تو میرا کوئی ی پلین نہیں بس کچھ ٹائم بعد گھر جاؤں گا۔شاہزیب نے اپنے کام پہ نظر جمائے بتایا۔

اچھا صحیح۔سالار نے کہا۔

تم بتاؤ کافی یا کچھ اور شاہزیب نے کہا۔

نہیں کچھ نہیں۔سالار نے انکار کیا۔

اچھا تم بتاؤ کیا چل رہا ہے اور گھر میں سب کیسے ہیں؟ شاہزیب نے سوال کیا۔

گھر میں سب ٹھیک اور اب بس حور کی شادی کی تیاریوں میں امی بابا تو۔سالار نے مسکرا کر جواب دیا۔

تم بھی شادی کر لوں۔شاہزیب نے مشورہ دیا۔

شکریہ پر ابھی آپ کے مشورے کی ضرورت نہیں۔سالار نے طنزیہ کہا۔

مرضی ہے ورنہ میں تو چاہتا ہوں کہ میری آج ہی شادی ہو۔شاہزیب اپنی کرسی پہ ٹیک لگا کر اور ہاتھ پیچھے کرتے سالار کو آنکھ مار کر کہا۔

تم سے کریگی کون؟سالار نے اس کا مزاق اُرایا۔

یہ پوچھو کہ کون نہیں کرے گی۔شاہزیب بنا اس کی بات کا برا مانے بولا۔

اب انسان کو اتنا خوش فہم بھی نہیں ہونا چاہئے۔سالار نے کہا۔

اگر تمہارا ہو گیا ہو تو کیا ہم میٹنگ اٹینڈ کر سکتے ہیں؟شاہزیب نے بہت سنجیدگی سے کہا۔

یاد آیا میں بھی تمہیں یہی بتانے آیا تھا پر تم نے باتوں میں لگا دیا۔سالار نے مزے سے سارا الزام شاہزیب پہ لگایا اور چلنے کا اشارہ کیا۔

ریان تم نے شاہ میر کو دیکھا ہیں؟ وہ ابھی یونی میں سیڑھیوں پہ بیٹھا کتاب کو چاروں طرف سے دیکھا رہا تھا جب جولی اپنی ہیل کی ٹک ٹک کرتی اس کے پاس آتے بولی۔

ہاں بہت بار۔ ریان نے بہت سنجیدگی سے جواب دیا۔

بہت بار کا نہیں پوچھا ڈفر ابھی کہاں ہیں یہی پوچھنے کا مطلب تھا۔ جولی نے گھور کر کہا۔

تمہیں بھی نظر آئے گا اگر تم اس کے ڈپارٹمنٹ میں جاؤ گی تو۔ ریان نے آنکھیں گھما کر جواب دیا

تمہارا ہمیشہ یہ محسوس کروانا ضروری ہوتا ہے کہ تم سے بات کرنا فضول ہے۔ جولی نے لفظ چبا چبا کر ادا کیا

نہیں تم سے بات کرنا بلکل فضول نہیں۔ ریان نے اس کو سر سے پیر اور پیر سے سر دیکھتا ہنسی ضبط کرتا بولا۔

تم ہو ہی جاہل۔ جولی غصے اس کو بولتی ٹک ٹک کرتی واپس چلی گئی۔

مہر ماہ ناول پڑھ رہی تھی جب شاہزیب اس کے پاس آیا اور اس کے دیکھ کر کہا۔

تمہارے لیے ایک نیوز ہے۔

کونسی۔ مہر ماہ نے پورہ دھیان ناول پہ جمائے کہا۔

تمہارے مستقبل کہ مجازی خدا کی نوکری لگ گئی ہے۔شاہزیب نے اس کو دیکھ کر شرارت سے بتایا۔

کتنی دفعہ کہا ہے بہن ہوں تمہاری ایسی باتیں نہ کیا کرو۔مہرماہ نے لال ہوتے چہرے سے گھورتے کہا۔

ہاہاہاہاہا۔look at your faceمہرو۔شاہزیب قہقہہ لگا کر بولا۔

ہاتھی بن گئے ہو پر عقل سے اب بھی فارغ ہو۔مہرماہ اس کو آنکھیں دیکھاتی اپنے کمرے کی طرف گئی۔

مہرماہ نے کمرے میں آتے ہی شہیر کو کال کی۔

مبارک ہو آپ کو نوکری کی۔سلام کے بعد مہرماہ نے مسکرا کر شہیر سے کہا

شکریہ پر تمہیں کس نے بتادیا میں تمہیں خود بتانا چاہتا تھا؟شہیر نے پوچھا

زیب نے بتایا ابھی تو میں نے سوچا آپ کو مبارکباد دوں۔مہرماہ نے ہنس کر کہا۔

اووزیب کو بھی کوئی بات رکھنی نہیں آتی۔شہیر نے بھی ہنس کر کہا۔

نہیں اگر ایساوہ کرے تو کیا ہی بات۔مہرماہ نے اس کی بات پہ کہا۔

اچھا میں کیا سوچ رہا تھا۔شہیر نے اپنے لہجے میں تجسس ڈال کر کہا۔

کیا؟مہرماہ نے پوچھا

یہی کہ اتنے سال ہوگئے ہیں منگنی کو اب شادی ہونی چاہئے۔ شہیر نے بتایا۔

ابھی اتنی جلدی کیوں۔ مہر ماہ نے پریشانی سے کہا۔

جلدی تو نہیں سات سال سے زیادہ ٹائم ہو گیا ہے ہماری منگنی کو۔ شہیر نے یاد کروایا۔

ہاں پر ابھی تو چچا جان اور ان کی فیملی کو آنا ہے جب تک وہ نہیں آجاتے بابا جان ایسا کچھ نہیں کریں گے۔ مہر ماہ نے وجہ بتائی۔

اچھا تو کیا ان کا ہونا اتنا ضروری ہے؟ شہیر نے طنزیہ پوچھا۔

بلکل بہت ضروری ہے۔ مہر ماہ نے بہت پہ زور دے کر کہا

پہ

شہیر مجھے امی بولا رہی ہیں بعد میں بات کرتے ہے۔ مہر ماہ نے کہہ کر کال کٹ کر دی۔

پتا نہیں کیوں شہیر ایسے ہوگئے ہیں پہلے تو نہیں تھے۔ مہر ماہ نے فون رکھتے پریشانی سے بڑبڑائی۔ پھر انسٹا گرام یوز کرنے لگی ایسے پوسٹ اسٹوریز دیکھی سب کی پھر جانے کیا سوجھا کہ اپنی تصویر پہ جون ایلیاء کا شعر رکھ کر اپنی انسٹا پہ پوسٹ اور اسٹوری رکھ دی۔ شعر کچھ یوں تھا۔

ہم جی رہے ہیں کوئی بہانا کیے بغیر

اس کے بغیر، اس کی تمنا کیے بغیر۔

اس کے اپلوڈ کرنے کے فوراً ہی ثانیہ نے کال کی۔

مہرو خیر ہیں نہ؟ ثانیہ نے شرارت سے پوچھا

بلکل۔ مہرو نے لب دانتوں تلے دبائے کہا۔

اتنے ٹائم بعد کچھ پوسٹ کیا وہ اتنا کمال کا اس لیے پوچھنا تو بنتا ہے وہ الگ بات ہے کہ تم پہ سوٹ نہیں کر رہا پر تمہاری تصویر پہ زبردست ہے۔ ثانیہ نے ہنس کر کہا۔

ہاں بس ایسے ہی دل کیا اور تمہیں تو پتا ہے میرے شوق کا۔ مہرماہ نے ہنس بھی کر کہا۔

ہاں جی خوابوں کی بستی میں رہنے والی ملکہ ہیں آپ۔ ثانیہ نے مزاق کہا۔

ہاہاہاہا۔ مہرماہ نے قہقہہ لگایا۔

اچھا میں بعد میں بات کرتی ہوں۔ ثانیہ نے ہنس کر کہا تو اس نے خدا حافظ کہا۔ پھر فیس بک پہ شاہ میر کی آئی ڈی ڈھونڈنے لگی جو نہیں ملی۔ اس نے گہری سانس بھر کر سونے کے لیے لیٹ گئی۔

شاہ میر ریان اور ان کہ کلاس کے ڈیوڈ اور جیک اور جولی وہ سب ایک اسائی منٹ کے گروپ تھے جس میں ابھی وہ ساتھ بیٹھ کر ضروری لائی نز ڈسکس کر رہے تھے کہ ریان نے اپنے ہاتھ کو مائی ک کہ اسٹائی ل میں کر کے جولی سے رپورٹر کی طرح سوال کیا۔

مس جولی کیا آپ ہمیں بتانا پسند کرے گی کہ آپ مسلم خاندان سے ہو کر بھی اپنا نام جولی کیوں رکھا اس سے اچھا تھا کہ ڈولی رکھتی۔اس کے ڈولی کہنے پہ سب ہنس دی ئی ے۔

نہیں میں بلکل بتانا نہیں چاہوں گی۔جولی نے آنکھیں گھما کر کہا۔

اچھا تو جولی کا مطلب ہی بتا دے جو آپ نہیں بتانا چاہتی۔ریان نے اس کو تپانا چاہا۔

شاہ میر اپنے دوست کو کہہ دو کہ مجھ سے فضول سے سوالات نہ کرے۔جولی نے شاہ میر کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔

اپنے معاملات مجھ سے دور رکھا کرو۔شاہ میر نے سخت لہجے میں کہا۔

کبھی تو آرام سے بات کر لیا کرو۔جولی نے فرمائی ش کی۔

ریان تم کیفے چلو گے؟شاہ میر اس کی بات نظر انداز کرتا ریان سے سوال کیا۔

ہاں ضرور۔ریان کہتے ہی اٹھا۔جب کی ان دونوں کو ایسے جاتا دیکھ کر ضبط کرتی رہ گ ئی۔

ویسے جولی اتنی بری نہیں جتنا تم اس سے برا سلوک کرتے ہو۔ریان نے کیفے میں آتے ہی اس سے کہا۔

مجھے نہیں پسند ایسی لڑکیا جو مردوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اپنی عزت نفس کو ختم کر دیتی ہیں۔شاہ میر نفرت سے بولا۔

تم ایسے کیوں ہو بچپن سے میر سنجیدہ ہو نا اچھی بات ہے پر تمہارے چہرے پہ چمک کیوں بس ایک ہی نام سن کے آتی ہے۔ریان نے سوال کیا۔

میں ایسا ہی ہوں اور کیوں ہوں یہ جاننا ضروری نہیں اور رہی چمک کی بات تو اس میں بے بس ہوں میں یہ میں ہی جانتا ہوں ان کے بغیر میں نے یہ سال کیسے گزارے ہیں میرے لیے مسکرانے کا مطلب ہی میری ماہ ہے ان سے ملنے کے بعد ہی میں ان جذبات سے واقف ہوا ہوں جن سے ناواقف تھا اگر ان سے نہ ملتا تو شاید اب بھی ناواقف رہتا۔وہ میرے لیے کیا ہے اگر جو میں بیان کرنے بیٹھوں نہ تو الفاظ ختم ہو جائے گے۔شاہ میر نے سانس کھینچ کر کہا۔

مجھے حیرانی ہوتی ہے تمہارے لہجے میں اس کا ذکر کرتے ہوئے اتنا احترام اور نرمی دیکھ کر۔ریان نے حیرانکن لہجے میں کہا۔

محبت کی پہلی شرط ہی احترام، عزت، اور یقین، ہوتی ہے پر یہاں بات تو میرے عشق کی ہے تو کیسے ان کے لیے احترام نہیں آئے گا۔ شاہ میر نے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ ریان کچھ نہ بولا بس دل میں اس کی خوشی کی دعا کی۔ جو بس مہرماہ تھی۔

شاہ میر گھر آ کر ہانم بیگم کے پاس گیا۔

موم ڈیڈ کہاں ہیں؟ شاہ میر سوال کیا۔

گارڈن میں ہوگے۔ ہانم بیگم نے بتایا۔

اچھا۔ شاہ میر نے کہا اور گارڈن کا رخ کیا۔

ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہیں۔ شاہ میر ان کے پاس آتا ہوا بولا۔

کہوں کیا بات ہیں؟ حیدر خان اس طرف متوجہ ہوئے۔

میں دو تین دنوں بعد ایگزیمز سے فارغ ہو جاؤ گا پھر میں پاکستان جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ شاہ میر نے آرام سے بتایا۔

میر ہم نے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈیڈ پلیز اب اور نہیں میں بہت ٹائم سے آپ کی بات مان رہاہوں پر اب جاؤں گا پھر آپ لوگوں کی مرضی جب آپ آئے۔شاہ میر ان کی بات پوری ہونے سے پہلے بولا۔

اکیلے میں جانے نہیں دوگا کچھ اور صبر کرو۔حیدر خان نے کہا۔

ڈیڈ میں بچہ نہیں جو اکیلا نہیں جاسکتا اور دوسری بات کہ ریان میرے ساتھ ہوگا پاکستان۔شاہ میر نے پوری تیاری کرلی تھی اس کو پتا تھا حیدر خان کسی نہ کسی بات پہ اس کوروکنا ضرور چاہے گے اس لیے اس نے پہلے ہی ریان کو پاکستان چلنے کا کہہ دیا تھا۔

اگر تم نے سوچ لیا ہے تو پھر میں اب کیا سکتا ہوں تیاری کرلوں تم کراچی کے گھر والی چابی تمہیں مل جائے گی کچھ ٹائم بعد ہم بھی آجائے گے۔حیدر خان نے اس کی بات پہ ہارنے والے لہجے میں کہا۔

Thank you,Dad thank you so much;

شاہ میر کہتے ہی ان کے گلے لگ گیا۔

وہ اس وقت لاؤنج میں تھے۔جب سکندر خان نے کہا۔

نادیہ نے آج مجھے فون کیا تھا کہہ رہی تھی کہ حور کے ساتھ ہم مہرماہ کی شادی بھی حمیرا چاہتی ہے۔ان کی بات پہ سارہ بیگم مہرماہ اور شاہزیب تینوں کو حیرت ہوئی۔

آپ نے کیا جواب دیا پھر؟سارہ بیگم نے پوچھا

یہی کہ حیدر کے بغیر ہم نے منگنی تو کر دی پر شادی نہیں۔سکندر نے جواب دیا۔

حیدر بھائی بہت بد نصیب نکلے اپنی ماں کا آخری دیدار تک نہ کر پائے۔سارہ بیگم افسوس سے بولی۔

اللہ کی بات ہے سب میں تو بس سوچتا ہوں کہ حیدر کی کیا حالت ہوگی جان کر کہ اماں جان اب ہمارے بیچ نہیں رہی۔سکندر خان نے پریشانی سے کہا۔

ان کی غلطی تو ہیں نہ ان کو ایسے رابطہ ختم نہیں کرنا چاہئیے تھا نا جانے ایسی کیا بات ہوگئی۔سارہ بیگم نے کہا۔

ہاں اب ایک بار اور لنڈن جاؤں گا پہلے تو نہیں شاید اب کچھ پتا لگ جائے۔سکندر خان نے کہا۔

جیسا آپ بہتر سمجھے۔سارہ بیگم نے کہا۔

بابا جان مجھے آپ کی اجازت چاہئیے تھی۔مہرماہ نے ان کے خاموش ہوتے دیکھ کر کہا۔

ہاں مہرو کس بات کی اجازت؟ سکندر خان پوچھا

بابا جان وہ شہیر کو نوکری مل ہے نہ تو وہ ہم سب کو ٹریٹ دے رہے تو بس آپ سے

پوچھنا تھا۔مہر ماہ نے ایک ہی سانس میں بتایا۔

ہاں تو بیٹا جانا آپ لوگ کب جانا تھا؟ سکندر خان نے مسکرا کر کہا۔

آج بدھ ہیں اتوار کو ٹریٹ دی ہے انہوں نے زیب کو بھی پر زیب کا پہلے ہی اپنے

دوستوں کے ساتھ باہر کا پلین ہے۔مہر ماہ نے بتایا۔

ٹھیک پھر۔سکندر خان نے رضامندی دی۔

آپ نے میر کو اجازت دے دی تو اچھا تھا ہم بھی چلتے آپ نے تو سارے رشتہ داروں

سے رابطہ ختم کر لیا ہے۔ہانم بیگم نے ان سے کہا۔

چاہتا تو میں بھی تھا کہ ساتھ جائے پر ابھی کچھ وقت تک ممکن نہیں اس لیے اگر میر جانا

چاہتا ہیں تو میں نے اجازت دے دی۔حیدر خان نے کہا۔

آپ نے ویسے ٹھیک نہیں کیا وہ سب لوگ کتنے پریشان ہو گے ہمارے لیے۔ہانم

بیگم نے شکوہ کیا۔

بس حالات کجھ اس طرح کہ ہو گئ ے کہ مجھے یہی سب بہتر لگا۔حیدر خان مصنوعی مسکراہٹ سے کہا۔

آپ بتاتے کیوں نہیں اصل بات؟ہانم بیگم نے کہا۔

جب وقت آئے گا تو خود جان جاؤ گی۔حیدر خان نے ان کی بات ٹالنے کے لیے کہا۔

آج شاہ میر کا آخری پیپر تھا اور اس نے آج رات ہی پاکستان کے لیے نکلنا تھا ریان نے بہت بار کہا کہ ایگزیمز کے ختم ہو نے کی خوشی میں پارٹی کرتے ہیں۔پر ایک شاہ میر ہی تھا جس کے سامنے اس کی نہیں چلتی تھی اس کی بس شاہ میر کی ایک گھوری پہ بولتی بند ہو جاتی تھی۔شاہ میر نے اپنی پیکنگ پہلے ہی کر دی تھی۔ریان نے بس اپنا ایک بیگ ہی لیا تھا کہ اس نے کونسا پاکستان ہمیشہ رہنا ہے وہ بس شاہ میر کے لیے جا رہا تھا۔وہ دونوں اب پاکستان جانے کے لیے تیار تھے اور ای ئیرپورٹ کے لیے نکل گ ئے تھے۔پاکستان پہنچتے ہی ریان کو اسلام آباد جانا تھا جب کی شاہ میر کو کراچی ریان نے پاکستان گھومنے کی شروعات اس شہر سے کرنا چاہا تھا۔کیوں کی اس کا آبائی شہر وہی تھا وہ تو بعد میں اس کے والدین پاکستان کو چھوڑ کر دوسرے دیس میں رہ رہے تھے۔

مہر ماہ نے تیار ہو کر خود کو آئی نے میں دیکھا اس نے وائٹ کلر کا پیروں تک آتا فراق پہنا تھا اور بالوں کو کھلا رکھا تھا میک اپ اس نے بلکل نہیں کیا تھا بس گلابی رنگ کا لپ گلوز ہی لگایا تھا وہ اپنی اتنی سی تیاری میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔آج اس کو شہیر کی دی ٹریٹ پہ جانا تھا جہاں وہ خود اور حور اور شہیر کے علاوہ اس کے کچھ دوست وغیرہ۔وہ نیچے آتے ہی سارہ بیگم کو بتا کر ڈرائیور کے ساتھ نکل گئی تھی۔کیوں کی شاہزیب پہلے ہی گھر سے نکل گیا تھا۔سکندر خان دو دن پہلے ہی اپنے آفس کے کام سے شہر سے دور تھے شاہزیب نے کہا تھا کہ وہ جائے پر سکندر خان نہیں مانے تھے۔

سارہ بیگم کچن میں تھی جب گارڈ نے آکر کہا کہ کوئی نوجوان لڑکا ان سے ملنے آیا ہے۔

کون آیا ہے؟ انہوں نے پوچھا

پتا نہیں ہم نے پوچھا تو کہا اندر سے کسی کو بولائے میں ایسے گھر کہ داخل نہیں ہو گا۔گارڈ نے بتایا۔

اچھا میں جا کر دیکھتی ہوں۔سارہ بیگم نے کہا۔

جی آئے وہ دیکھنے میں پٹھان لگتا تھا ان کی طرح گورا اور خوبصورت تھا۔گارڈ نے چلتے چلتے بتایا۔

جی کس سے ملنا ہے آپ نے؟سارہ بیگم نے آتے ہی پوچھا کیوں کی سامنے والے کی پیٹھ تھی ان کی طرف

شاہ میر جیسے ہی آیا تھا اپنا سامان گیٹ پہ رکھ کر وہ سکندر خان کی طرف آیا تھا اور اس نے اندر سے کسی کو بولانے کا کہا تھا اس نے اپنا نام نہیں بتایا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جب وہ ان سے ملتے ہیں تو پہچانتے ہیں کے نہیں اور خاص طور پہ اس کو مہر ماہ کو دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا وہ اس کو بھول تو نہیں اگر نہیں تو کیا وہ اس کو دیکھتے ہی پہچان لیگی۔اگر نہیں تو وہ اس کے آگے نہیں سوچنا چاہتا تھا۔وہ ان ہی سوچو میں گم تھا جب اپنے پیچھے سارہ بیگم کی آواز سنائی دی۔

اسلام و علیکم۔شاہ میر ان کی طرف مڑ کر مسکرا کر بولا سارہ بیگم اس کو الجھ کر دیکھنے لگی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

چچی جان نو سال اتنا زیادہ وقت بھی نہیں کہ آپ شاہ میر حیدر خان کو پہچان نہ پائے۔؟ شاہ میر ان کی آنکھوں میں الجھن دیکھتا کہنے لگا۔اس کی بات پہ سارہ بیگم کو شاک لگا۔

میر بیٹا یہ آپ ہو؟ انہوں نے حیرانکن لہجے میں پوچھا

جی بلکل۔شاہ میر مسکرا کر بولا۔سارہ بیگم نے اس کو غور سے دیکھنے کے بعد شاہ میر کو گلے سے لگا کہ ملی اور کہا۔

بہت بدل گئے ہو آپ بیٹا اتنی آسانی سے پہچان پانا ممکن نہیں تھا۔سارہ بیگم نے خوشی سے کہا ان کو اتنے ٹائم بعد شاہ میر کو دیکھ کر یقین نہیں آرہا تھا اور خوشی بھی ہو رہی تھی۔

مجھے اندازہ تھا۔شاہ میر نے کہا۔

اندر آئے مجھے بہت سے سوال اور باتیں کرنی ہے۔سارہ بیگم نے شاہ میر کو اندر کی طرف آنے کا کہا۔تو وہ مسکرا کر اندر داخل ہوا۔تو سارہ بیگم نے ان کو اس طرح رابطہ نہ رکھنے پہ سوال کیا تو شاہ میر کو جو پتا تھا اس نے بتا دیا تھا اور سارہ بیگم نے ستارے بیگم کی وفات کا بھی بتایا جسے سن کر شاہ میر کچھ پل بول ہی نہیں پایا۔پھر اس نے سب کا بتایا تو اس نے مہرماہ کا پوچھا انہوں نے بتایا کہ شہیر کو تو تم جانتے ہو گے اس کو نوکری ملی تو

اس نے سب کو ٹریٹ دی ہے مہر ماہ بھی وہی ہے اور اب بس آنے والی ہو گی۔ پر شاہ میر شہیر کا ذکر سن کر بد مزہ ہوا تھا وہ تو اس سے ملا ہی بس ایک دفعہ تھا اور جانے کیوں اس کو پسند نہیں آیا تھا اور نہ بھولا تھا مہر ماہ کو اس سے بات کرتا دیکھ کر شاہ میر نے اس کو اپنا رقیب سمجھ لیا تھا۔ وہ ایسے ہی بات کر رہے تھے کہ سارہ بیگم کا فون بجنے لگا تو وہ معزرت کرتی اٹھ کر کچھ کام کے لیے اندر اپنے کمرے کی طرف گئی تو شاہ میر بھی کوئی بات نہیں کہتا لان کی طرف آیا تھا۔ جہاں اس نے مہر ماہ کو پہلی دفعہ دیکھا تھا۔ شاہ میر مسکرا کر اس جگہ کو دیکھا جو بلکل ویسی ہی تھی بس کرسیاں اور ٹیبل بدلی گئی تھی۔ شاہ میر کی نظر اب سامنے گیٹ پہ مہر ماہ کی منتظر تھی۔ تبھی شاہ میر کے دل کی دھڑکن نے تیز رفتار پکڑلی تھی جب اس نے گیٹ کے اندر گاڑی سے مہر ماہ کو دیکھا جو وائیٹ کلر کے فراق میں تھی بال کھولے ہوئے تھے کالے رنگ کی چادر اپنے کندھوں پہ ڈالی ہوئی تھی۔ شاہ میر بنا سانس لیے اس کو دیکھ رہا تھا جو کچھ دور تھی اور ڈرائیور کچھ کہہ رہی تھی شاہ میر پہ نظر نہیں پڑی تھی اس کی۔ پر شاہ میر کو اندازہ تھا کہ جب وہ مہر ماہ کو دیکھے گا تو اس کی خوشی انتہا نہ رہے گی پر جو اصل میں ہو گئی تھی اس کا تو اس کے وہم و گمان میں تھا شاہ میر کو اپنا گلا خشک ہوتا ہوا محسوس ہوا پر جان تو تب جاتی محسوس ہوئی جب مہر ماہ کی نظر اس پہ پڑی اور وہ اب اس کی

طرف آ رہی تھی۔وہ جیسے جیسے اس کی طرف قدم بڑھاتی آ رہی تھی شاہ میر اپنا دل اور تیز دھڑکتا محسوس ہوا اب مہر ماہ بلکل اس کے پاس آکر کھڑی ہوئی تھی اس کو ایسے سنجیدہ دیکھ کر شاہ میر لگا مہر ماہ نے اس کو نہیں پہچانا وہ اب کہے گی کہ تم کون ہو؟اگر وہ اس کو نہیں پہچانے گی تو وہ کیا کہے گا کہ وہ کون ہے پر مہر ماہ کی آواز سن کر اس کو اپنے کانوں پہ یقین نہیں آیا۔

تم شاہ ہو نہ؟مہر ماہ نے امید سے پوچھا۔اور شاہ میر کو لگا آج وہ مر جائے گا اس کی ماہ نے اس کو بھلایا نہیں تھا اور نہ اس کو پہچاننے میں مشکل ہوئی تھی آج شاہ میر کی خوشی کی انتہا نہ تھا۔شاہ میر نے بس مہر ماہ کو دیکھ کر اپنا سر اثبات میں ہلایا۔

اوہ میرے خدا۔مہر ماہ نے اپنے منہ پہ دونوں ہاتھ رکھے اور اپنی چیخ کا گلا گھونٹا۔اس کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ شاہ میر کو دیکھ کر کیا کرے۔

شاہ ماشااللہ سے تم کتنے بڑے ہو گئے ہو اور پیارے بھی۔مہر ماہ نے اس کی لمبی ہائٹ اور چہرے کو دیکھ کر حیرانی سے کہا۔شاہ میر مہر ماہ کی بات پہ ہنس دیا کیوں کی مہر ماہ اس کو اپنے سامنے بچی لگی۔اور اس کے چہرے کو دیکھا اور مہر ماہ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے جن کو دیکھ کر شاہ میر بے چین ہوا۔

آپ نے کیسے مجھے پہچان لیا؟ شاہ میر مہرماہ کو دیکھ کر چمکتی آنکھوں سے سوال کیا اس کو اندازہ تھا مہرماہ نہیں بھولے گی اس کو پر ایسے جلدی پہچان بھی لے گی اور اتنی خوشی بھی ہو گی یہ اس نے نہیں سوچا تھا اس نے تو اپنی کیفیت کا بھی نہیں سوچا تھا کہ کیسی ہو گی۔ شاہ میر کو اپنا دل سنبھالنا مشکل لگ رہا تھا وہ جواب جاننا چاہتا تھا کہ کیسے مہرماہ نے۔۔۔

تمہیں کیا لگا تھا جب تم اتنے سال بعد آؤ گے تو میں پہلی دفعہ جب تمہیں دیکھا تھا تو تمہیں نہیں پہچانا تھا اب بھی ایسا ہی کرو گی؟ مہرماہ نے اس کی طرف دیکھ کر شرارت سے کہا۔

آپ بتائے نہ کیسے پہچانا؟ چچی جان تو ابھی بھی شاک ہیں۔ شاہ میر نے بے چینی سے پوچھا

شاہ تمہاری آنکھیں۔ مہرماہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا جس کا رنگ پہلے ہی بلو تھا اور آنکھوں کی چمک نے بلو آنکھوں کو اور خوبصورت بنا لیا تھا۔

آنکھیں؟ شاہ میر تعجب سے پوچھا

ہاں جب پہلی دفعہ میرے سامنے آکر بیٹھنے کی اجازت مانگی تو جب میں نے تمہیں دیکھا تو تم تب بھی بہت پیارے تھے پر مجھے تمہاری آنکھیں بہت پسند آئی ی تھی۔مہرماہ نے مسکرا کر بتایا۔

اچھا۔شاہ میر ناجانے کیوں آج بھی مہرماہ کی تعریف پہ شرما گیا تھا اس لیے لب دانتوں تلے دبائے یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

ہاہاہاہاہا۔شاہ تم میں اب بھی شرمانے کی عادت ہے۔مہرماہ نے قہقہقہ لگا کر کہا۔

نہیں تو ایسا کچھ نہیں۔شاہ میر نے کمزور سے دلیل تھی

اچھا تو اب نہیں پوچھو گے شرمانے کا مطلب؟مہرماہ نے پھر شرارت سے پوچھا۔

نہیں۔شاہ میر ہنس کر سر نفعی میں ہلا کر کہا۔

اچھا بیٹھو تو صحیح مجھے خیال نہیں آیا۔مہرماہ نے سر پہ ہاتھ مار کر کہا۔

کیسی ہیں آپ؟شاہ میر نے بیٹھتے ہی پوچھا۔

بڑا جلدی نہیں پوچھا؟مہرماہ نے گھور کر کہا۔

کوئی ی نہیں بعد میں پوچھ لوں گا۔شاہ میر نے بھی اس بار شرارت سے کہا۔

اوہ ں و کیا بات ہے۔مہرماہ ہس دی۔

آپ پہلے سے زیادہ پیاری ہو گئی ہیں۔شاہ میر نے چاہ کر بھی خود کو یہ کہنے سے روک نہ پایا۔

شرم کرو شاہ خود سے بڑی کے ساتھ فلرٹ کر رہے ہو۔مہرماہ نے اس کی بات مزاق میں لیتے کہا۔

میں فلرٹ نہیں کر رہا آپ سچ میں بہت خوبصورت ہے اور اس لیے میں خود کو یہ کہنے سے روک نہیں پایا۔شاہ میر نے مہرماہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

اچھا مان لیتی ہوں۔مہرماہ کو شاہ میر کے لہجے پہ نجانے کیوں شدت جان کر اپنے گال تپتے محسوس ہوئے

آپ بلش کر رہی ہیں۔شاہ میر مہرماہ کے سرخ گال دیکھ کر گہری مسکراہٹ سے بولا۔

نہیں بلکل بھی نہیں اور تمہیں نہ سچ میں لنڈن کی ہوا لگی ہے مہرماہ نے کہہ کر اپنا ہاتھ پہلے کی طرح اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالنا چاہا پر شاہ میر کو اب برا نہ لگے اس لیے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا۔جب کی شاہ میر نے مہرماہ کی یہ حرکت غور سے دیکھی تھی اور اس کا ایسے ہاتھ نیچے کرنا شاہ میر کو برا لگا اس لیے اپنا سر اس کے آگے کیا اشارہ صاف تھا کہ اپنی خواہش پوری کرے۔

اندر چلتے ہیں۔ مہر ماہ نے مسکرا کر شاہ میر کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے کہا تو وہ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

میر بیٹا میں بھی تمہیں دیکھنے باہر ہی آرہی تھی۔ سارہ بیگم نے ان دونوں کو آتا دیکھ کر کہا۔

جی میں لان میں چلا گیا تھا ماہ کا انتظار کرنے کے لیے آپ نے بتایا نہ کہ آنے والی ہے اس لیے۔ شاہ میر صوفے پہ بیٹھتا ان کو بتانے لگا۔ مہر ماہ شاہ میر کی اتنی صاف گوئی پہ بس دیکھتی رہ گئی۔

شاہ چچا جان اور باقی سب نہیں آئے کیا؟ مہر ماہ کو اب خیال آیا تو پوچھا

نہیں وہ کچھ ٹائم بعد آجائے گے۔ شاہ میر نے بتایا۔

اچھا تم کافی لو گے میں بہت اچھی بناتی ہوں۔ مہر ماہ نے شاہ میر دیکھ کر پوچھا

اچھی نہ بھی بنائے میں نے پی لینی ہیں پھر بھی۔ شاہ میر نے مسکرا کر کہا۔

اچھا تم بیٹھو میں بنا کہ لاتی ہوں۔ مہر ماہ کہہ کر اٹھ گئی۔ تو سارہ بیگم نے شاہ میر سے سوال کیا۔

اور بتاؤ میر کوئی لڑکی تلاش کی لنڈن میں تم نے یا بھائی اور ہانم نے دیکھنی ہے؟

چچی جان میں نے وہاں کسی لڑکی کو پسند نہیں کیا اور شادی تو میں ما

اسلام و علیکم۔شاہ میر ابھی کچھ کہتا کہ شاہزیب لائی ونج میں آتا سلام کرنے لگا شاہ میر اس کو دیکھ اٹھا

وعلیکم اسلام۔شاہ میر اس کو دیکھ کر کہا۔

ڈونٹ ٹیل می کہ تم میر ہو۔شاہزیب حیرت سے منہ کھولے بولا۔

بلکل شاہزیب بھائی میں شاہ میر ہی ہو۔شاہ میر نے اس کی حیرانی نوٹ کرتے مسکرا کر بولا۔

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

کیسے ہو اور کہاں غائب ہی ہو گئی ہے۔ شاہزیب خوشدلی سے اس گلے لگائے بولا۔

بس یہی آپ کے سامنے ہوں۔ شاہ میر نے جواب دیا۔

اور باقی سب کہاں ہیں؟ شاہزیب اس کو اکیلا دیکھ کر بولا۔

باقی سب بھی آجائے گے۔ شاہ میر نے کہا۔

میر جب تک سب نہیں آجاتے تم نے یہی رہنا ہے۔ سارہ بیگم نے حکیمہ لہجے میں کہا۔

نہیں چچی جان

نہیں کو اب بھول جاؤ میری بات ماننی ہو گی۔ میں نے سکندر کو بھی بتا دیا ہے بہت خوش ہوئے ہیں ورنہ وہ تو بہت پریشان رہنے لگے تھے اور انہوں نے ہی کہا کہ اب تمہیں یہی رکھے جب تک باقی لوگ نہیں آجاتے۔ سارہ بیگم نے اس کی بات پورے ہونے سے پہلے ہی کہا۔

اچھا ٹھیک۔ شاہ میر بولا۔ مہرماہ بھی ٹرے میں تین کپ لائی دو کافی اور ایک سارہ بیگم کے لیے چائے کا۔ مہرماہ نے سب کو دینے کا بعد شاہزیب سے کہا۔

تم نے کل نہیں آنا تھا؟

نہیں۔ شاہزیب نے کہتے ہی اس کا کافی کا کپ لیا۔

یہ میرا تھازیب۔مہرماہ نے اس کی حرکت پہ گھور کر کہا۔

تھانہ اب میراہے۔شاہزیب نے کافی کا گھونٹ بھر کر بولا۔مہرماہ پاؤ پٹکتی دوبارہ کافی بنانے کچن میں گ ئی۔جب کی شاہ میر کا موڈ خراب ہو گیا اب کی مہرماہ کو جاتے دیکھ کر۔

زیب مہرو کو تنگ ناں کیا کرو اب۔سارہ بیگم نے شاہزیب کو دیکھ کہ کہا۔

امی جان ابھی تو زیادہ کرنا چاہئیے کل کو جب شادی ہو گی تو میں یہ سب تو نہیں کر پاؤں گا ناں۔شاہزیب نے بنا ان کی بات مانے بولا۔جب کی شاہ میر کا دل مہرماہ کی شادی کا سن کر زور سے دھڑکا اس نے گبھراہٹ ہونے لگی تو اس نے کہا۔

میں ماہ کے پاس جاتا ہوں۔شاہ میر کہتا اپنا کپ لیے کچن کی طرف گیا۔

دیکھ لیں ابھی بھی بچپن کی طرح مہرو کہ پیچھے جانا پسند ہے۔شاہزیب اس کو جاتا دیکھ کر سارہ بیگم کو کہنے لگا جو اس کی بات پہ مسکرا دی بس۔

ماہ آپ یہاں ایسے ہی بیٹھی ہیں؟شاہ میر نے اس کو ایسے کھڑا دیکھا تو پوچھا

تم یہاں کیوں؟مہرماہ نے سوال کے جواب بنا سوال کیا۔

آپ میری بات کا جواب دے۔شاہ میر نے کہا۔

کیوں کی اب میں چائے پینے کا ارادہ رکھتی ہوں۔مہرماہ نے بتایا۔

اچھا کیوں۔شاہ میر نے پوچھا

ایسے ہی انسان کے موڈ کو بدلنے میں وقت کتنا لگتا ہے۔مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

ہاں یہ تو ہے۔شاہ میر نے اس کی بات پہ اتفاق کرتے کہا

تمہاری پڑھائی تو پوری نہیں ہوئی ہو گی نہ؟مہر ماہ نے چائے کا پانی گرم کرنے کے رکھتے سوال کیا۔

نہیں۔شاہ میر نے جواب دیا۔

پھر کیا یہی کمپلیٹ کرو گے؟مہر ماہ نے پوچھا

ابھی سوچا نہیں۔شاہ میر نے بتایا۔

اچھا۔مہر ماہ نے کہا۔

اور جب تک موم ڈیڈ نہیں آجاتے میں یہی رہوں گا چچی جان کا حکم ہے۔شاہ میر نے بات کرنے کے غرض سے کہا

یہ تو اچھی بات ہے مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔تو شاہ میر بھی مسکرا دیا۔

دوسرے دن سکندر خان بھی آگئے تھے اور شاہ میر سے خوب ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ حیدر خان سے سخت خفا ہیں اور انہوں نے پھر شاہ میر منانے پہ راضی

ہں وگ ئی ے تھے۔ شاہ میر نے حیدر خان کو کال کر کے یہاں کی ساری صورتحال بتادی تھی سکندر خان نے بھی پھر ان کو بتایا ستارے بیگم کی وفات کا جس کو سن کر حیدر خان کو اپنا وجود سناٹو کی زد میں آتا محسوس ہں وا پھر وہ اتنا روئے کہ باقی سب بھی رو دی ئی ے اور کچھ ٹائم بعد انہوں نے اپنے آنے کا بتایا کہ وہ اب آئے اور وہ سب سے شرمندہ ہیں۔ انہوں نے اپنی جنت کو ناراض کیا اور وہ اب بس جو پہلے نہیں کر سکے اب کرے گے اور دوبارہ پاکستان آنے کے بعد دوسرے ملک نہیں جائے گے۔ آج رات ان کو پہنچ جانا تھا اور شام میں اس لیے شاہ میر اپنے گھر جائے گا اور وہ اب لائی ونج میں شاہزیب کہ ساتھ تھا جو اس سے سوالات پوچھ رہا تھا۔

میر تم نہ مجھے اب لسٹ بتا دو۔ شاہزیب نے مہرماہ کو آتے دیکھ کر کہا۔

کس چیز کی لسٹ؟ شاہ میر نے نا سمجھی سے اس کو دیکھ کر پوچھا

وہاں لڑکیاں تمہارے آس پاس ہں و گی وہ بھی بولڈ لڑکیاں تو ان میں کتنی گرل فرینڈس کتنی تھی تمہاری وہ ان کے نام بتاؤ۔ شاہزیب نے اب کے مزے اور تجسس سے پوچھا تو مہرماہ بھی اپنا ناول رکھ کر اس کی طرف متوجہ ہں وئی ی۔

ایک بھی نہیں۔ شاہ میر پر سکون لہجے میں جواب دیا۔

ایک بھی نہیں۔ شاہزیب صدمے کی حالت میں بولا۔

جی ایک بھی نہیں۔شاہ میر اس کو دیکھ کر کہا۔

تم سے یہ امید تو نہ تھی کہ ایک لڑکی کو امپریس نہ کر سکے وہ بھی لنڈن میں رہ کر۔شاہزیب نے مصنوعی دُکھی انداز میں شاہ میر کو کہا۔جب کی مہرماہ بھی حیران اور خوش بھی تھی۔

ایسی بات نہیں مجھے بس لڑکیوں میں دلچسپی نہیں تھی۔شاہ میر نے صفائی دیتے کہا۔

اب تو تم ایسے ہی کہوں گے نہ۔شاہزیب نے جان بوجھ کے چھیڑا۔

شاہ دلچسپی کیوں نہیں تھی لڑکیاں تو بہت خوبصورت ہوں گی ایک سے بڑھ کر پھر؟مہرماہ نے اب کی سوال کیا۔

میرے لیے چہرے کی خوبصورتی ضروری نہیں۔وہاں جتنی بھی تھی مصنوعی چہرے تھے دل میں کچھ تو باہر سے کچھ وہ کسی ایک کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔اور اگر کوئی تھی بھی تو میرے دل میں نہ آ سکی۔شاہ میر مہرماہ کو دیکھ کر ہلکہ سا مسکرا کر بولا۔

کیا دل میں کوئی اور ہے؟شاہزیب نے دلچسپی سے پوچھا۔

ابھی یہ بات بتانے کا وقت نہیں۔شاہ میر نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا۔

مطلب کہ دل میں کوئی ہے۔مہرماہ نے جوش سے پوچھا

آپ کے لیے وہ کوئی اور نہیں۔شاہ میر نے کہا۔

پہلیاں کیوں بجھوا رہے ہو؟ شاہزیب بیزاری سے بولا۔

کچھ نہیں مجھے ایک ضروری کام سے جانا تھا تو میں چلتا ہوں۔ شاہ میر بات ٹال کر کہتا وہاں سے نکل گیا۔ جب کی وہ دونوں ایک دوسرے کو تکتے رہ گئے۔

آپ لوگوں کو تکلیف تو نہیں ہوئی نہ آنے میں؟ سکندر خان نے حیدر خان نے سے پوچھا جو کل رات ہی آگئے تھے تو سکندر خان اور سارہ بیگم مہر ماہ شاہزیب ان سے ملنے آئے تھے۔

نہیں سفر اچھا گزرا۔ حیدر خان نے سر جھکا کر جواب دیا۔

تمہیں بہت مبارک ہو۔ ہانم بیگم نے مسکرا کر مہر ماہ کو دیکھ کر کہا۔

کس بات کی مبارکباد چچی جان؟ مہر ماہ کو نا سمجھی سے بولی۔

تمہاری منگنی کی اور کس کی تب تو نہ دے سکی تو آج دے دی۔ ہانم بیگم نے کہا۔

شکریہ۔ مہر ماہ نے مسکرا کر کہا۔

میر نہیں کیا گھر پہ؟ شاہزیب نے سوال کیا۔

صبح کو نکل گیا تھا گھر سے کہ کوئی کام ہے اس کو۔ ہانم بیگم نے جواب دیا۔

اچھا۔ شاہزیب نے سر ہلایا۔

اب ہمیں تاریخ دینی چاہئیے مہرو کی شادی کی حمیرا بہت جلدی مچائی ہوئی ہے پر آپ لوگ نہ تھے تو ہم نے وقت مانگ لیا تھا۔سارہ بیگم نے سب کو دیکھ کر کہا۔

ہاں اب تو ہم یہی ہوں گے۔ہانم بیگم نے مسکرا کر کہا۔

حور کے ساتھ بس ابھی نکاح کی رسم کرینگے رخصتی سال بعد۔سکندر خان نے اپنا فیصلا سنایا۔

ٹھیک میں آپ کی بات حمیرہ کو بتادو گی۔سارہ بیگم نے ان کو دیکھ کر کہا۔مہرماہ ان سب باتوں سے لا تعلق بیٹھی تھی۔جب کی حیدر خان آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کر رہے تھے وہ اب سمجھ گئے تھے کہ شاہ میر سے یہ بات چھپانا ممکن نہیں ہوگا اب شاہ میر نے بھلے ان کو کچھ نہ بتایا ہو پر وہ باپ تھے بیٹے کے دل کا حال سمجھ گئے تھے پر وہ مجبور تھے۔اس کے لیے کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ان کی نظر میں شاہ میر نے غلط جگہ دل لگایا ہے اور بعد میں اس کا اندازہ شاہ میر کو بھی ہو جائے گا۔

وہ اس وقت ریان کے ساتھ کیفے میں تھا۔جو کراچی آ کر اس کو ملنے کے لیے یہاں بولا یا تھا کہ تمہاری یاد آ رہی تھی۔اس لیے شاہ میر اس کی بات پہ ملنے آیا تھا۔

اور بتاؤ کیا سوچا ہے اب؟ریان نے سوال کیا۔

کچھ دنوں میں موم ڈیڈ سے کہوں گا کہ ماہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔شاہ میر نے آرام سے بتایا۔

کیا وہ مان جائے گے ؟ریان نے دوسرا سوال کیا۔

ناں ماننے کی وجہ ؟شاہ میر نے الٹا اس سے پوچھا

تم بہتر جانتے ہو۔ریان طنزیہ بولا۔

میں اس بات کو نہیں مانتا میرے لیے وہ بس سانس کی طرح ہیں جنہیں ہمیشہ میرے ساتھ رہنا ہیں۔شاہ میر نے کہا۔

دعا ہے کہ تمہارے گھر والے یا تمہاری ماہ کو اعتراض نہ ہو۔ریان نے دعا دے کر کہا

تو شاہ میر کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی۔شاہ میر کا فون بجا تو وہ وہاں متوجہ ہوا۔

کس کی کال ہے ؟ریان نے پوچھا

شاہزیب بھائی کی تم خاموش رہنا ذرہ۔شاہ میر اس کو بتاتا کال پک کرنے لگا اور کچھ دور سائیڈ پہ کھڑا ہوا۔

جی شاہزیب بھائی۔شاہ میر نے کہا۔

میر کہاں ہو ہم صبح سے تمہارے گھر ہیں اور تمہارا کوئی اتا پتا ہی نہیں۔شاہزیب اس کے پوچھنے پہ شروع ہو گیا۔

اوہ سوری مجھے پتا نہیں تھا۔شاہ میر نے معزرت کی۔

اب تو چلا نہ پتا تو آ جاؤ۔شاہزیب نے کہا۔

جی آتا ہوں۔ماہ بھی ہو گی نہ؟شاہ میر نے جواب دے کر مہر ماہ کا پوچھا۔

پہلے تھی اب نہیں ہے۔شاہزیب نے بتایا۔

اب کیوں نہیں؟شاہ میر نے الجھ کر پوچھا

شہیر کی کال آئی تھی اس کو اپنے کسی دوست سے مہر ماہ کو ملانا تھا۔شاہزیب نے بتایا۔

ماہ کو اپنے دوست سے کیوں ملانا تھا انہیں؟شاہ میر ضبط سے پوچھنے لگا ورنہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا شہیر کے ساتھ کیا کر گزرتا۔

ایسے ہی اب ملنا جلنا تو رہے گا نہ۔شاہزیب اس کہ لہجے پہ دھیان دی ئے بغیر سرسری بولا۔

کیا مطلب ہے آپ کا؟شاہ میر کہ دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

میر کیا تمھیں نہیں پتا جو اتنے سوال پوچھ رہے ہو۔شاہزیب بیزاری سے بولا۔

آپ بتائے۔شاہ میر اپنے ڈر پہ قابو پاتے پوچھا

حدہے میر چچا جان نے بتایاہوگا نہ پہلے کہ مہر واور شہیر بر و کی منگنی ہوگئی ہے

اوراب تو نکاح کی تاریخ رکھنے کا سوچ رہے ہیں۔شاہزیب نے بتایا۔جب کی شاہ میر کو

لگااس کے پاؤں سے نیچے زمین کھسک گئی ہو وہ بے ساختہ لڑکھڑایا گیااور ایک قدم

پیچھے ہوا۔

ک ک کب کی بات ہے یہ؟شاہ میر کو اپنی آواز دور کھائی ی سے آتی محسوس

ہوئی ی۔

تم ٹھیک ہو؟شاہزیب اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ محسوس کرتے شاہزیب نے

پریشانی سے پوچھا

کب منگنی ہوئی ی تھی ان کی۔شاہ میر اس کا سوال نظرانداز کرتا دوبارہ پوچھا۔

سات سال سے اُپر ہونے

میں آپ سے بات کرتا ہوں۔شاہ میر سے مذید سنا نہیں گیا اور کال کٹ کر دی اور بنا

ریان کو بتائے کیفے سے نکل گیا۔

شہیر آپ نے تو کہا تھا کہ آپ کو اپنے کسی دوست سے ملانا تھا؟مہر ماہ نے شہیر سے

پوچھا جو اس کو ریسٹورنٹ میں لے آیا تھا اور ٹیبل پہ وہ دونوں ہی تھے۔

میں نے ایسے ہی کہا تھا مجھے پتا تھا اگر تمہارے سامنے ایسے باہر آنے کا کہتا تو تم نے منع کرنا تھا۔ شہیر نے ٹیبل پہ رکھے اس کے ہاتھوں کو تھام کر بولا۔

آپ کو جھوٹ نہیں بولنا چاہئے تھا۔ مہرماہ نے نامحسوس طریقے سے اپنے ہاتھوں کو چھڑواتے ہوئے کچھ ناراضگی سے کہا۔

تو اور کیا کرتا ویسے بھی اب تو ہمارا نکاح بھی ہونے والا ہے اور کچھ ٹائم بعد شادی بھی۔ شہیر آرام سے بولا۔

تو آپ کچھ صبر کرتے مجھے ایسے ہوٹلنگ کرنا پسند نہیں۔ مہرماہ نے ناگواری سے کہا۔

کیا ہو گیا ہے مہرو تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میں کوئی غیر ہوں۔ شہیر نے کچھ تیز آواز میں کہا۔

می

ابھی وہ کہتی کہ اس کا فون رنگ ہوا۔ نام دیکھا تو شاہ کی کال تھی اس نے شاہ میر کے پاکستان آتے ہی نمبر لیا تھا اور اس کے انسٹا گرام اور فیس بک کی آئی ڈی بھی پوچھ لی تھی۔ مہرماہ کے ایک نظر شہیر کو دیکھتی کال پک کی۔

اسلام و علیکم

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کہاں ہیں اس وقت ؟ شاہ میر نے اپنے آنسو ضبط کرتے مہر ماہ کے سلام کا جواب دی ئے بنا کہا۔

خیریت اور تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے ؟ مہر ماہ نے پریشانی سے اٹھ کھڑی ہوئی ی۔ اس کو اٹھتا دیکھ کر شہیر بھی کھڑا ہو گیا۔

میں آپ کو ایک ایڈریس مسیج کر رہا ہوں آپ آجائے ورنہ میں وہ کر بیٹھوں گا جس کا کبھی آپ نے یا کسی نے سوچا بھی نہیں ہو گا۔ شاہ میر نے بھاری آواز سے کہا پر بات

مہر ماہ پوچھنے والی تھی پر شاہ میر نے کال کٹ کر دی تھی۔

شہیر میں چلتی ہوں ایمر جنسی ہیں۔ مہر ماہ نے اس کو دیکھ کر بتایا اور اپنا پرس لینے لگی۔

پر ابھی تو ہم نے کچھ آرڈر بھی نہیں کیا۔ شہیر نے الجھ کر کہا۔

میں ابھی چلتی ہوں۔ خدا حافظ۔ مہر ماہ بنا اس کی بات کا جواب دی ئے نکل گ ئی۔ جب کی شہیر نے غصے سے اپنا ہاتھ ٹیبل پہ دے مارا۔

شاہ میر نے مہر ماہ کو ساحل سمندر پہ بولا یا تھا جہاں اس وقت شام ہونے کی وجہ سے اکا دکا ہی لوگ تھے۔ مہر ماہ پریشانی سے چلتی شاہ میر کے پاس آئی ی تھی۔ جس کی اس

کے طرف پیٹھ تھی مہرماہ نے اس کو اپنی طرف موڑا تو دنگ رہ گئی شاہ میر کی سرخ آنکھیں اور ماتھے پہ بکھیرے بال اس کو خوفزدہ کر گئے۔

شاہ یہ تم نے اپنی حالت کیا بنالی ہے اور تمہاری آنکھیں سرخ اور گیلی کیوں ہے تم نے مجھے اتنی جلدی میں بولا یا وہ بھی آدھی ادھوری بات کر کے کال کٹ کر دی تمہیں پتا بھی ہے میں کتنا ڈر گئی تھی اب چپ کیوں ہو کچھ بولتے کیوں نہیں۔ مہرماہ نے آتے ہی اس کو سنانا شروع کیا تھا پر اس کے خود کو خاموش پا تا دیکھ کر اس نے کہا۔

کیوں کیا آپ نے؟ شاہ میر نے پوچھا

میں نے کیا کر دیا؟ مہرماہ نے الجھ کر پوچھا

مجھ سے میرے جینے کی وجہ چھین کر مجھے ایسے ادھورا کر کے آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ نے کیا کر دیا ہے۔ شاہ میر نے زخمی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجا کر بولا۔

شاہ ٹھیک سے بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو میں کیوں تمہارے ساتھ ایسا کروں گی۔ مہرماہ نے اس کو دیکھ کر کہا۔

میں جب جا رہا تھا تو آپ سے کہا تھا نہ کہ میرا انتظار کیجئے گا؟ شاہ میر نے پوچھا

یہ کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو تم۔ مہرماہ کا دل اب کسی انہونی کہ تحت زور سے دھڑکا۔

میں نے ایسا کہا تھا کہ نہیں۔شاہ میر اپنی بات پہ زور دے کر بولا۔

ہاں کہا تھا پر تم اس وقت بچے تھے تمھیں لگ رہا تھا کہ شاید تمھیں تمہاری دوست بھول نہ جائے۔مہرماہ کو ایسے اچانک پوچھنا سمجھ نہیں آ رہا تھا اس لیے جو سمجھ آیا اس نے بتایا۔

تو پھر آپ نے کیوں نہیں کیا میرا انتظار؟شاہ میر نے چیخ کر کہا۔تو مہرماہ ڈر کر کچھ قدم دور ہوئی پر شاہ میر نے بازوں سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اور دوبارہ بولا۔

آپ کیسے کسی اور سے منگنی کر سکتی ہیں۔جب کی میں آپ سے بے انتہا عشق کرتا ہوں۔میری دعاؤ کا محو آپ تھی اور رہے گی۔میں آپ کو اس وقت سے چاہتا ہوں جب مجھے ان باتوں کا پتا نہ تھا میں وہاں ایک ایک پل آپ کے بارے میں سوچا آپ کو مانگا آپ کو آپ سے زیادہ چاہا اور آپ نے آپ کیسے کسی اور کو اپنا ساتھی بنا سکتی ہے جب کی میں یہاں آیا ہی آپ کو اپنا بنانے ہوں آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔شاہ میر جنونی انداز میں مہرماہ کا بازوں پکڑے بول رہا تھا جب کی مہرماہ پھٹی آنکھوں سے شاہ میر کی باتیں سن رہی تھی اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ وہی شاہ میر جس کو وہ شاہزیب کی طرح چاہتی ہے جس کی باتیں وہ بچہ سمجھ کر نظرانداز کرتی تھی وہ آج ایسے اس کو یہ سب بول رہا تھا بنا عمر کا فرق جانے۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہو شاہ میر ہوش میں تو ہو تم۔ مہر ماہ نے غصے سے اس کا پورہ نام لے کر پوچھا

بکواس نہیں ہے یہ میرا عشق ہے جس میں آپ نے مجھے قید کر دیا ہے اور ایسا قید کیا ہے کہ اگر میں نکلا تو اگلی سانس نہ لے پاؤ۔ شاہ میر نے مہر ماہ کا بازوں چھوڑ کر ہزیاتی انداز میں اپنا سر ہلاتا بولا۔

میں نے ایسا کجھ نہیں کیا اور یہ کہتے ہوئے تمھیں ذرہ شرم نہ آئی چار سال شاہ میر چار سال بڑی ہوں میں تم سے کجھ اس کا ہی لحاظ کیا ہوتا یہ پیار عشق کی باتیں کرنے کے لیے تمھیں میں ہی ملی تھی کزن ہوں تمھاری بہن کی حیثیت ہے میری تمھاری اور تم۔ مہر ماہ نے شاہ میر سے چیخ کر بولی اس کو اپنا دماغ ماؤف ہوتا محسوس ہو رہا تھا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ اس سے چھوٹا شاہ میر یہ باتیں کر رہا تھا اس کا دل کیا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔

آپ میرے لیے جو حیثیت رکھتی ہے اگر میں بیان کرنا چاہوں بھی تو نہ کر پاؤں۔

شاہ میر خدا کے واسطے چپ ہو جاؤ۔ مہر ماہ نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہاتھ جوڑ کر کہا۔

یہ آپ پلیز ہاتھ نیچے کرے۔شاہ میر نے اس کے جوڑے ہاتھوں کو دیکھ کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

میں اب جارہی ہوں اور تم میرے سامنے اس وقت تک نہ آنا جب تک ہمارے بیچ عمر کے تقدس کا احساس نہ آجائے۔مہرماہ نے اپنے آنسو صاف کرتے کہا۔

آپ ایسے میری بات کا جواب دی ئی ے بنا نہیں جاسکتی میں اگر آپ سے کچھ چھوٹا ہوں تو اس میں میرا کیا قصور مجھے آپ سے اگر محبت ہے تو اس میں کیا کرسکتا ہوں محبت کیا عمر دیکھ کر ہوتی ہے اور میں نے ایسا کچھ بھی تو نہیں کیا جو آپ سزا سنا کہ جارہی ہیں۔کیا آپ نے کبھی ناولز میں یہ نہیں پڑھا۔ Age doesn't not matter in love شاہ میر اس کے سامنے آتا ہوا کہنے لگا۔

تمہارے لیے میٹر نہیں کرتا ہوگا پر میرے لیے کرتا ہے مجھے اسی معاشرے میں رہنا ہے اور تمہاری اس ضد کی وجہ سے ساری عمر سر جھکا کر نہیں چل سکتی لوگ کیا کہیں گے کہ اپنی عمر کے چھوٹے چھ مجھے تو کہتے ہوئے بھی شرم آرہی ہے اور تم نے ایسا سوچ بھی کے لیا۔مہرماہ نے حقارت سے کہا۔شاہ میر کو مہرماہ کے لہجے میں حقارت محسوس کرتے اپنا دل بند ہوتا لگا۔

آپ کواس معاشرے اور لوگ کیا کہیں گے اس کی پرواہ ہے جو زمین پہ بیٹھ کر چاند کے داغ کی بات کرتے ہے پر میرے جذبات احساسات اور میری محبت عشق کی کوئی ی قدر نہیں کوئی ی پرواہ نہیں آپ کو۔ شاہ میر ویران نظروں سے دیکھتا کہنے لگا۔

یہ سب حماقت ہے بعد میں تمہیں خود احساس ہو جائے گا اور تب تم اس وقت کو یاد کرتے ہنسو گے۔ مہرماہ کہہ کر نکل کے چلی گ ئی۔ شاہ میر نے روکا نہیں وہ وہیں زمین پہ بیٹھتا چلا گیا اس کے عشق کو وہ حماقت کا نام دے گ ئی تھی ہاں شاید حماقت ہی تھی اس لیے تو عشق کیا ورنہ جان کر کون عشق کی آگ میں جلنے کے لیے کودتا ہے اس کو بہت ٹائم پہلے شاہزیب کا کہا جملا یاد آیا تھا جو اس نے مشورہ دیا تھا کہ مہرماہ سے دور رہو ورنہ پچھتاو گے وہ پچھتا رہا تھا اگر تب اس کی بات مان لیتا تو آج اتنا مشکل نہ لگتا اس کو مہرماہ سے دور رہنا پر وہ مہرماہ سے دور رہنا کب چاہتا تھا وہ تو اس کے بغیر مرنا پسند کرے گا۔

دل تے میرا کملا ہو یا جن کہیرے خواب

سجا بیٹھا توں میرا ہی میرا ہی ہے،

خود نوں لاڑے لا بیٹھا میرا اِ وم رِ وم

خالی ہے میرے سارے خواب جالی

ہے میرے قولِ آدل نوں سمجھاتوں

میرا نہیں۔۔۔۔توں میرا نہیں۔۔۔

زندگی میں صرف ایک چیز ایسی ہے جو انسان کو جی بھر کر خوار کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور وہ ہے محبت۔وہ آپ کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتی ہے اور کبھی آپ کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ کر اپنے ہونے کا اتنا گہرا احساس دلاتی ہے کہ انسان کو لگتا ہے کہ وہ اپنی مٹھی میں پورے سمندر کو قید کر سکتا ہے اور کبھی کبھی آپ کو یقین کی سیڑھی سے اتنا زور سے دھکا دیتی ہے کہ انسان ساری زندگی سر اٹھا کر چلنے کی ہمت نہیں کر پاتا!!!

مہرماہ گھر آ کر ہی اپنے کمرے میں گئی اور بیڈ پہ گرنے کے انداز میں لیٹ گئی لب تو بند تھے پر آنکھوں سے آنسو قطار کی صورت میں نکل رہے تھے اس کو شرمندگی ہو رہی تھی کہ اگر یہ بات گھر میں کسی کو پتا لگ گئی تو وہ کیا منہ دیکھائی گی سب کو اس کی غلطی نہ ہونے پہ بھی اگر گھر والوں نے اس کو قصوروار مانا تو وہ کیسے اپنے لیے وضاحت دیگی اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ شاہ میر کا

حشر نشر کر دے جس کی وجہ سے اس کو بھی سب سے نظر چڑا کر سب کو فیس کرنا ہوگا
اس لیئے آدھا گھنٹہ ہی ہوا تھا جب اس کا موبائل فون بجا اس نے بے دلی سے اپنا فون
پرس سے نکالا شہیر نام بلنک ہوتا دیکھ کر اس نے اپنا فون بند کر دیا اس کا ابھی ایسا موڈ
نہیں تھا وہ اس سے بات کرتی یا اس کے کسی سوال کا جواب دے پاتی۔

مہرو بی بی آپ کو آپ کے بابا باہر لائی ونج میں بولا رہے ہیں۔وہ آنے والے وقت کے
بارے میں ابھی سوچ رہی تھی جب ملازمہ نے دروازہ نوک کرتے اس کو بتایا مہر ماہ نے
اٹھ کر اپنے آپ کو آئی نے میں دیکھا ستا یا چہرہ سوجھی آنکھیں اگر ایسے وہ باہر جاتی تو
سب نے سوال کرنا تھا کہ کیا ہوا ہے وہ پہلے واشروم گئی اپنا منہ دھو کر کمرے
سے نکل گئی۔

آپ نے بولا یا تھا؟مہر ماہ ان کے ساتھ صوفے پہ نظرے جھکا کر بیٹھ کر پوچھا
ہاں میرے بچے اس وقت تو آپ ہمارے ساتھ بیٹھتی ہے تو پھر آج کمرے میں نیند
آرہی تھی کیا؟سکندر خان نے اس کو اپنے ساتھ لگا کر سوال کیا۔

جی بابا جان بس آج جلدی سونے کا دل چاہ رہا تھا۔مہر ماہ نے اپنے آنسو پیتے جواب دیا۔

کیا پریشان ہے میرا بیٹا؟سکندر خان نے پوچھا

نہیں بابا جان بلکل بھی نہیں۔مہر ماہ نے فورن سے کہا۔

اچھا ہمیں لگا شاید آپ کے نکاح کی تاریخ آپ سے پوچھے بغیر رکھی تو ناراض ہیں اس وجہ سے۔ سکندر خان نے اپنا خدشہ بتایا۔

کیا تاریخ رکھ دی؟ مہرماہ نے حیرانگی لہجے میں ان سے پوچھا۔اس کے سوال پہ سکندر خان نے سارہ بیگم کو دیکھا جو مہرماہ کو ہی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

مہرو تم شہیر کے ساتھ تھی نہ تو کیا اس نے بتایا نہیں؟ سارہ بیگم نے سوال کیا تو وہ پچھتائی کہ کال کیوں نہ اٹھائی اس کی شاید یہ بتانے کے لیے کال کر رہا ہو۔

امی جان میں ان کے ساتھ گئی تھی پر میں پھر نکل آئی تھی اس لیے ان سے زیادہ بات نہ ہو پائی۔ مہرماہ نے بہانا کیا۔

اچھا۔تاریخ ہم نے حور کے نکاح والے دن کی ہی دی ہے ان کو انہیں تو جیسے حیدر کے آنے کا پتا چلا تو فورن شادی کی بات کی پتا نہیں اتنی جلدی کیوں ہے ورنہ ایک بیٹے کی تو ہو رہی ہے نہ۔ سکندر خان نے اب کی جواب دیا۔

بابا جان اب میری شادی کا بھی سوچے۔شاہزیب نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

ابھی تم اپنی زمیدار یا تو سمجھ لو پھر شادی بھی کروالے گے۔ سکندر خان نے مزاق کہا

باباجان سمجھ تولی ہے اب کیا حفظ کرلوں اور اب آفس بھی ہر روز جاتا ہوں پورہ کام بنا آپ کی مدد کے کرلیتا ہوں۔شاہزیب نے پہلے ناراضگی سے پھر اپنی قابلیت کے گن بتائے۔

اچھا سوچتے ہیں تمہارا بھی کچھ۔سکندر خان نے ہنس کر بولے۔

پلیز جلدی۔شاہزیب فورن بولا تو سب زور سے ہنس پڑے

حیدر اتنی رات ہوگئی ہے میر ابھی تک گھر نہیں آیا صبح کا نکلا ہے۔ہانم بیگم نے پریشانی سے حیدر خان سے کہا جو خود داخلی دروازے کے سامنے چکر کاٹ رہے تھے

ان کی بات سن کر انہوں نے ان کی طرف دیکھا

تمہیں پتا ہے وہ دوست کم بناتا ہے اور صبح وہ ریان سے ملنے کے لیے نکلا تھا اور جب میں نے ریان سے میر کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ خود نہیں جانتا کہ میر کہاں ہے اس کو بنا بتائے وہ چلا گیا تھا۔حیدر خان نے سنجیدہ لہجے میں ان کو ساری بات بتائی

پتا نہیں کہاں ہوگا؟ہانم بیگم پریشان ہوتے ہوئے بولی

ریان کی کال آرہی ہے۔حیدر خان نے اپنا موبائل دیکھ کر کہا جس پہ ریان کی کال تھی۔

ہائے انکل معذرت کی میں نے آپ کو اتنی دیر رات کا کال کی۔ریان نے شرمندہ لہجے کہا

کوئی ی بات نہیں آپ بتائے میر کو کچھ پتا چلا۔حیدر خان نے پوچھا

جی یہی بتانے کے لیے آپ کو کال کی دراصل میر میرے ساتھ ہی ہے اور وہ کل گھر آجائے گا آپ فکر مندمت ہوئی یے گا۔ریان نے اپنے سامنے بے سد لیٹے شاہ میر کو دیکھ کر ان کو کہا۔

تمہارے ساتھ کیوں ہو گا وہ اور گھر کیوں نہیں آئے گا؟ حیدر خان نے سنجیدگی سے پوچھا

وہ تو آپ کو کل میر بتادے گا ابھی میں نے آپ کو پریشان نہ ہو اس لیے بتادیا۔رات بہت ہو گئی ہے آپ بھی سو جائی یے گا۔ریان نے کہتے ہی ان کے مذید سوالات سے بچنے کے لیے کال کٹ کر دی۔اس کے فون رکھنے پہ انہوں نے ہانم بیگم کو دیکھ جو سوالیہ نظروں سے ان کی طرف ہی دیکھ رہی تھی سکندر خان نے ان کو کہا۔

اندر چل کے سو جاؤ کل آجائے گا گھر بلکل ٹھیک ہے وہ ریان کے ساتھ ہے۔

اچھا شکر اللہ کا میں تو پریشان ہو گئی تھی۔ہانم بیگم نے ان کی بات پہ اپنے ہاتھ شکر کے انداز میں اُپر کی طرف کیے۔پھر وہ دونوں اپنے کمرے کی طرف چل دی ئے۔

مہرماہ کے جانے پہ وہ ایسے ہی اسی جگہ پہ اسٹل ہو گیا تھا اس کو لگتا تھا سب آسان ہو گا
پر مہرماہ نے کتنی جلدی اس کو تصوری دنیا سے نکال کہ حقیقت کی بے درد دنیا میں واپس
لوٹایا تھا اس کو یہاں بیٹھے کافی بیت گیا جب اپنے پاس کسی کے قدموں کے چلنے کی آواز
آئی پر وہ اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔

میر تم یہاں ہو پتا بھی ہے سب کتنے پریشان ہے تمہارے لیے اور تم نے اپنی حالت
کیا بناڈالی ہے۔ریان اس کے ساتھ بیٹھ کہنے لگا۔شاہ میر ریان کی آواز سن کر خالی
نظروں سے اس کو دیکھنے لگا پھر زور سے اس کے گلے لگ کر رونے لگا اتنا کہ شاید ہی
کبھی رویا ہو۔

اگر جو کبھی مجھے فتویٰ دینے کا اِزن ملے
میں انسان کا انسان کے آگے رونا حرام لکھوں۔

میر کیا ہوا تمہیں؟ریان شاہ میر حرکت پہ بوکھلا گیا اس کو سمجھ نہیں آیا کہ شاہ میر کو
کیا ہوا اس نے تو کبھی شاہ میر کی آنکھوں میں ایک آنسو نہ دیکھا تھا اور آج یوں صبح تک
تو وہ ٹھیک تھا پھر ایسا کیا ہو گیا۔شاہ میر نے اس کو کوئی جواب نہ دیا بیس منٹ بعد
اس نے ریان سے الگ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا۔

تم یہاں کیوں آئے ہو جاؤ مجھے ابھی اکیلا رہنا ہے۔

ابھی جو تمہاری حالت ہے نہ وہ اکیلے رہنے کی بلکل نہیں اس لیے میرے ساتھ میرے فلیٹ پہ چلو اگر گھر میں ایسے تمہیں دیکھ لیا تو پریشان ہو جائے گے۔ریان اس کی بات پہ غصے سے بولا۔

میں نے کہیں نہیں جانا ایک دفعہ کہہ دیا ناں۔شاہ میر سیدھا چلتے ہوئے اس سے کہنے لگا۔

وہاں کہاں جا رہے ہو مرنا ہے کیا؟ریان اس کو پانی کی طرف جاتا دیکھ کر بازوں سے پکڑتا دانت پیس کر بولا

میں زندہ ہی کب رہا۔شاہ میر خود پہ طنزیہ ہنستے ہوئے بولا۔

تم گھر چلو میرے ساتھ۔ریان نے اس کو لے جانا کہا۔

تم نہ آئے تو میں نے تمہارے پورے گھر والوں کو یہاں آنے کا کہنا ہے پھر تم خود سوچو رات کے نو بجے وہ تمہیں ایسے اس جگہ دیکھے گے تو کیا حالت ہو گی ان کی۔ریان اس کو بات نہ مانتا دیکھ کر دھمکی دے کر بولا۔

اچھا چلو۔شاہ میر لڑکھڑاتا بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شراب پینے والوں کی بھی یہ حالت نہیں ہوتی ہو گی جتنی بری تمہاری ہو رہی ہے۔ریان اس کی لڑکھڑاہٹ محسوس کرتا طنزیہ میں بولا۔پر دل میں وہ ابھی بھی پریشان تھا کہ شاہ میر کی حالت ایسی کیوں ہے صبح کو پوچھنے کا ارادہ کرتا وہ اس کو گاڑی میں بیٹھا کر اپنے فلیٹ کی جانب لے گیا اور وہاں پہنچتے ہی اس نے سکندر خان کو کال کرکے بتایا تھا پر اس کے رونے اور بکھرنے کی بات نہ بتا کر اس نے ان کو فکر مند ہونے سے بچالیا اور ابھی تو اس نے شاہ میر سے حقیقت بھی جاننی تھی اس لیے اس کو دودھ میں نیند کی گولیاں دیتا خود دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

صبح ہوتے ہی وہ اس کے کمرے میں چائے اور ٹوسٹ ٹرے اس کے سامنے کی شاہ میر نے ایک نظر دیکھ کر ریان کو دیکھا جو کندھے اچکا کر بیٹھ کے بولا۔

مجھے ناشتہ بنانا آتا نہیں اور باہر جانے کا میرا موڈ نہیں تھا اس لیے ان سے ہی کام چلالو۔

مجھے بھوک نہیں۔شاہ میر نے روکھے لہجے میں کہا

میر کیا تم مجھے اس لائق سمجھتے ہو کہ مجھے اپنی حالت کی وجہ بتاؤ ورنہ کل تک تو بلکل ٹھیک تھے پھر اچانک کیا ہوا ایسا جس نے تمہیں رونے پہ مجبور کردیا وہ بھی کسی کے سامنے۔ریان کی بات پہ اس نے اس کو دیکھا جس کے چہرے پہ پریشانی بے چینی صاف عیاں تھی۔شاہ میر دیوار پہ نظر جماتا بولا۔

سات سال پہلے ان کی منگنی ہو گئی اور میں تو ویسے بڑا دعویٰ کرتا تھا ان کی محبت کا پر اتنی بڑی بات سے بے خبر رہا۔

کیا بات کر رہے ہو تمہیں نہیں پتا چلا تو کیا تمہارے گھر والے بھی بے خبر تھے ۔ریان شاک میں بولا۔

ریان میں بات کر رہا ہوں اب بیچ میں مت بولنا۔شاہ میر نے اس کو ٹوک کر بولا تو وہ خاموش ہو گیا۔

مجھے اس بات سے زیادہ افسوس نہیں کہ میں بے خبر تھا یا بے خبر رکھا گیا مجھے مارا ایک بات نے ہے کہ ان کو میری چاہت کی ذرہ قدر نہیں انہوں نے میرے عشق کو حماقت کا نام دے دیا۔میں نو سال سے ان کے علاوہ کسی کی چاہت نہ کی ان کے علاوہ دعا میں کچھ نہ مانگا اور ان کو میری یہ باتیں بکواس اور فضول لگی۔میں نے تہجد پڑھنا شروع کر دیا ان کے لیے اور تہجد پڑھنے والوں کے لیے تو غیب سے معجزے اُتارے جاتے ہیں۔پھر میری دعائیں قبول کیوں نہیں میں نے اللہ سے کہا تھا ان کو ہمیشہ میرا کیجئے گا کوئی ان کو مجھ سے نا چھین سکے ایسا کوئی رشتہ بنا دیجئے گا پر انہوں نے کہا کہ جب تک میرے دماغ سے یہ فتور نہ نکلے میں ان کے سامنے نہ آؤں ان کو لگتا ہے مجھے ان کے بیچ رشتے کے تقدس کا لحاظ نہیں انہوں نے یہ بات کرتے وقت یہ بھی نہ سوچا

کہ میرا دل کیسے تڑپے گا ان کی یہ بات سن کر ان کو ہمارے بیچ چار سال کا فرق نظر آتا ہے معاشرہ کیا سوچے گا ان کا بھی خیال ہے ان کو لوگ کیا کہیں گے ان کی بھی پرواہ ہے پر میرے اور میرے دل کی نہیں۔ شاہ میر جیسے جیسے اس کو بتارہا تھا ویسے ہی اس کی آنکھیں بھیگتی جارہی تھی۔ ریان تو شاک سا اس کی دیوانوں جیسی باتیں سن رہا تھا۔

وہ تمہاری قسمت میں نہیں ہے میر اس لیے خود کو اذیت میں مت ڈالوں جس طرح کی تم باتیں بتارہے ہوں و نہ تو وہ کبھی تمہیں قبول نہیں کرے گی اور نہ ان کے گھر والے اور تمہارے اس لیے اپنی ضد چھوڑ دو۔ ریان کو اس کی حالت دیکھی نہیں جارہی تھی اس لیے اپنی طرف سے اس نے سمجھانے کی کوشش کی۔

اگر قسمت کا لکھا سب کچھ ہوں و تا تو خدا ہمیں دعا مانگنے کا حق نہ دیتا اور میں اذیت سہہ لوں گا بس وہ مجھے مل جائے ان کو مجھے قبول کرنا ہوں و گا یہ ضد نہیں ہے میری اگر ضد ہوں وتی نہ تو میں ان کے لیے ایسے تڑپ نہ رہا تھا بنا ان کی مرضی کا خیال کی ئی ے ان کو اپنا بنا دیا پر یہ وہ میرا عشق ہے اور وہ عشق مجھے اجازت نہیں دیتا کہ خود کی خوشی کے لیے میں ان کی عزت داؤ پہ لگا دو میں ان حاصل نہیں بلکہ پانا چاہتا ہوں وں ان کی پوری رضامندی سے میں چاہتا ہوں وں مجھے بھی ویسے ہی وہ چاہے جس طرح سے میں چاہتا ہوں وں اگر نہیں چاہتی تو مجھے بس اپنا ہاتھ تھما دے میرے عشق کی شدت میں اتنی

طاقت تو ضرور ہوگی نہ کہ ان کے دل کو پگھلا سکے اور وہ بھی مجھ سے عشق نہیں تو محبت ہی کرنے لگے۔شاہ میر کے لہجے میں ریان نے جو آس محسوس کی اس پہ ریان کا دل تڑپ اٹھا تھا۔

میر مجھے محبت کی زیادہ خبر تو نہیں پر میں نے کہیں پڑھا تھا کہ اگر کسی کو آپ کی محبت محسوس نہیں ہوتی تو،اور نظر بھی نہیں آتی،تو یقین دلانے کی کوشش نہ کریں،ناکارہ رہے گے،محبت ایک لطیف احساس ہے،یہ پتھر دلوں پہ نہیں اترتی۔ریان نے ایک اور کوشش کرنی چاہی۔

وہ پتھر دل نہیں ہے ان کو میری محبت کا احساس ہے اگر نہیں تو ایک دن ضرور ہوگا بس دعا ہے کہ جب ان کو احساس ہو تو میرے جسم میں جان بھی ہو۔شاہ میر بے حسی سے بولا۔

کیا تمہارے لیے بس وہی اہم ہے جو ایسے بول رہے ہو۔ریان نے پوچھا

پتا نہیں۔شاہ میر نے لاعلمی سے بولا

بھول جاؤ۔ریان اس کو دیکھ کر بولا۔

ان کو بھولنے کا دل کہاں سے لاؤ۔جواب فورن دیا تھا۔

وہ تمہاری نہیں۔ریان نے اس کو حقیقت میں لانا چاہا۔

وہ میری ہی ہیں ان کے یا کسی اور کہ کہنے پہ مجھے فرق نہیں پڑتا وہ اس دنیا میں بھی میری ہے اور آخرت میں بھی میری ہی رہے گی میں نے ان کو دعاؤں میں مانگا ہے اور مجھے نہیں لگتا کہ ان میں ایسی کوئی گھڑی نہیں ہو گی جب میری دعا قبول نہ ہوئی ہو۔ شاہ میر ریان کی بات پہ تڑپ کہ بولا۔

زبردستی تم کرنا نہیں چاہتے رضامندی وہ دے گی نہیں تو کیسے وہ تمہاری ہوئی۔ ریان نے اس کی عقل پہ ماتم کرنا چاہا۔

وہ ہے نہ۔ شاہ میر نے اُپر کی طرف اشارہ کیا۔

اللہ۔ ریان نے پوچھا

ہاں اللہ ان کو مجھے ضرور دے گا میں ہار نہیں سکتا میں ایسے ہی نہیں کہوں گا کہ میری دعائیں قبول نہیں ہوئی میری دعائیں قبول ضرور ہو گی مجھے اپنا یقین پختا کرنا ہے وہ اپنے بندے کو مایوس نہیں کرتا میں جانتا ہوں یہ بات اور میں اب مایوس نہیں ہوں گا مایوسی مسلمانوں کے لیے کُفر ہے۔ شاہ میر عجیب لہجے میں کہتا اٹھا جب کی ریان کو شاہ میر پاگل لگا۔

کہاں جا رہے ہو؟ ریان نے اٹھتے دیکھ کر پوچھا

گھر۔ شاہ میر نے بس اتنا کہا۔

ایسے جاؤ گے تو وہ پریشان ہو گے فریش ہو کر جاؤ۔ ریان نے اس کو ہوش دلانا چاہا۔

میں ایسی ہی جاؤں گا۔ شاہ میر کہتا نکل گیا۔ جب کی ریان اس کی پیٹھ دیکھتا رہ گیا۔

مہرماہ ایسے ہی اپنے گھر میں بولائی ی بولائی ی گھوم رہی تھی جب سارہ بیگم اس کے

پاس آئی ی اور کہا

مہرو میں چاہتی ہوں کہ نکاح کی شاپنگ کرنا آج سے شروع کر دے وقت بھی کم ہے

اور تم نے نکاح کا جوڑا بھی لینا ہو گا اس لیے اور تمہیں تو گھر میں پہننے کے کپڑے

مشکل سے پسند آتے ہے یہ تو پھر تمہاری زندگی کا سب سے بڑے دن کے لیے ہے۔

امی جان آپ کو جو ٹھیک لگے وہ کرے مجھے کہیں نہیں جانا آپ ہی خرید لیج ئی یے گا

سب کچھ۔ مہرماہ ان سے کہتے نکل گ ئی اس کو ابھی کسی چیز میں دلچسپی نہیں تھی۔

مہرو کو کیا ہوا ہے۔ اس کے جانے کے بعد وہ تعجب سے خود سے پوچھنے لگی پھر نادیہ

سے بات کرنے کا سوچتی وہ بھی کمرے کی طرف نکل گ ئی۔

شاہ میر گھر میں داخل ہوا تو لائی ونج میں چلا گیا۔

ڈیڈ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ شاہ میر سب کو نظر انداز کرتا حیدر خان نے پاس آکر کہنے لگا اس کی حالت دیکھ کران کو اتنا شاک نہ لگا جتنی سرخ آنکھیں دیکھ کر ان کو شاک سے زیادہ شاک لگا۔

پری آیان کمرے میں جاؤ۔ حیدر خان نے ان کو جانے کا بولا تو وہ سر ہلاتے نکل گ ئی ے۔

میر میری جان یہ تم نے کیا حال کرر کھا ہے اپنا۔ ہانم بیگم نے حیرانگی لہجے میں اس کو دیکھ کر کہا۔

موم کیا آپ کو پتا تھا ماہ کی منگنی کا؟ شاہ میر ان کے سامنے آکر سوال کیا۔

یہ کیسا سوال ہے۔ ہانم بیگم تعجب سے پوچھا

موم کیا آپ کو پتا تھا ماہ کی منگنی کا؟ شاہ میر چیخ کہ بولا۔

ہاں پتا تھا میں نے بتایا تھا تمہاری ماں کو۔ جواب حیدر خان کی طرف سے تھا۔

آپ لوگوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ شاہ میر نے پوچھا

تب ضروری نہیں سمجھا بچے تھے تم اب بتا رہے ہیں کچھ دن بعد مہرو کا نکاح ہے۔ حیدر خان نے جتنے اطمینان سے بتایا اتنے اطمینان میں وہ تھے نہیں۔

ک کیا؟ شاہ میر کے سر پہ جیسے بم گرا تھا اس کو لگا کسی نے اس کو گرم پانی میں ڈال دیا گیا ہو اس کو جلتے کوئی لوں کے بیچ رکھا گیا ہو پر شاید تم اس کو اتنی تکلیف نہیں ہوتی تب شاید وہ بچ جاتا یا مر جاتا پر یہاں تو نہ وہ جی سکتا تھا نہ مر سکتا تھا بس تڑپ سکتا تھا۔

اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو؟ ہانم بیگم کو شاہ میر کا ایسا ردعمل سمجھ میں نہیں آیا۔

موم میں ماہ کے بنا نہیں رہ سکتا میں آپ کے پیر پڑتا ہوں پلیز آپ چچا جان سے ماہ کو میرے لیے مانگے۔ شاہ میر ان کے پیروں کے قریب جھکتا ہوا بولا۔

میر دماغ ٹھیک ہے تمہارا یہ باتیں کر رہے ہو تم چار سال بڑی ہے تم سے شرم کرو۔ ہانم بیگم نے غصے سے اس کی بات پہ کہا جب کی حیدر خان نے زور سے اپنی آنکھیں بند کرتے کھولی آخر وہ دن آ ہی گیا تھا جس کے نہ آنے کی انہوں نے چاہ کی تھی۔

مجھے کچھ نہیں پتا ماہ بس میری ہے آپ

میر۔ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہانم بیگم نے زوردار تھپڑ اس کے چہرے پہ دے مارا۔ شاہ میر کو فرق نہیں پڑا زندگی میں پہلی دفعہ انہوں نے اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا پر شاہ میر کو بس اپنی ماہ چاہئے تھی۔

آپ جان سے مار دے میں اف نہیں کروگا پر ماہ بس میری ہے۔شاہ میر ہانم بیگم کو دیکھ کر کہا۔

میر کیوں تم ہمیں اس عمر میں زلیل کروانا چاہتے ہو۔ہانم بیگم نے شاہ میر کی ایک بات کو کہتے دیکھ کر کہا۔

میں کونسا کجھ غلط کر رہا ہوں جو آپ سب لوگ میرے خلاف ہو رہے ہیں۔شاہ میر ان کی بات پہ چیخ کر بولا۔

تمھیں سچ میں اندازہ بھی نہیں تمہاری یہ بات اگر گھر سے کسی باہر والے کو پتا چلی نہ تو ہم سکندر بھائی ی کے سامنے نظر اٹھا کر چلنے کی ہمت نہیں کر پائے گے۔ہانم بیگم نے اس کو سمجھانا چاہا۔

محبت کرنا گناہ تو نہیں۔شاہ میر ایک قدم پیچھے لیتا ہوا بولا۔

تمہاری کزن ہے بڑی بہن کی طرح

بہن نہیں ہے وہ۔شاہ میر نے غصے سے کہا۔

میر کنڑول کرو خود کو۔حیدر خان نے پہلی دفعہ کجھ کہا۔

ڈیڈ آپ ایک دفعہ ان سے بات کرے نہ وہ مان جائے گے ڈیڈ میں ماہ کو بہت چاہتا ہوں پلیز۔شاہ میر اب دوبارہ حیدر خان کے پاس آکر امید سے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چار دن بعد مہرو کا نکاح ہے میں تمہارا باپ ہونے کی حیثیت سے امید کرتا ہوں کہ تم کچھ نہیں کرو گے اور دوبارہ کبھی مہرماہ کا نام بھی نہیں لو گے۔حیدر خان نے سنجیدگی سے اس کو دیکھ کر کہا جس کے چہرے کے تاثرات پتھر کے جیسے ہو گئے تھے شاہ میر کو اب اپنی آنکھیں خشک ہوتی محسوس ہوئی شاہ میر بنا کچھ کہے گھر سے نکل گیا۔

حیدر اس کو روکیں جذبات میں آکر کچھ غلط نہ کر بیٹھے۔ہانم بیگم نے فکر مندی سے حیدر خان سے کہا۔

اس کا باہر رہنا ٹھیک ہے کیا پتا سمجھ آجائے۔حیدر خان ان کو جواب دے اٹھ گئے۔

✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸✸

دو دن ہو گئے تھے شاہ میر کا کچھ پتا نہیں تھا حیدر خان نے اس کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی اور کر رہے تھے پر شاہ میر تو ایسے لا پتہ تھا جیسے کبھی تھا ہی نہیں ہانم بیگم نے رو رو کر اپنی حالت خراب کرر کھی تھی۔سکندر خان کی فیملی کو بھی پتا چلا تھا جس سے وہ بھی پریشان تھے پر اصلیت سے ابھی بھی ناواقف تھے کہ وہ کیوں گھر چھوڑ کہ چلا گیا تھا دو دن بعد مہرماہ کا نکاح تھا انہوں نے کینسل کرنا چاہا پر حیدر خان نے روک دیا

تھامہرماہ کی اپنی حالت خراب تھی اس کو شاہ میر پہ غصہ تھا پر اس کی غیر موجودگی اور گم شدہ ہونے میں وہ پریشانی میں بدل گیا تھا وہ اللہ سے اس کے ملنے اور دل بدلنے کی دعائیں مانگتی رہتی تھی۔

سکندر خان اپنے آفس میں تھے جب ٹیبل پہ رکھا ان کا موبائل بجنے لگا۔

اسلام و علیکم۔ہاں اندر بھیجوا بھی۔انہوں نے جلدی سے کہا۔

آجاؤ نوک کی آواز پہ انہوں نے کہا۔

میر بیٹے کہاں تھے تین دن سے تم؟ سکندر خان فورن اٹھ کر شاہ میر کے پاس آئے جو اسی دن کے کپڑوں میں تھا بکھرے بال سرخ چہرہ ستا چہرہ دیکھ کر ان کو شاہ میر کہیں سے بھی ٹھیک نہیں لگا اور اس کے کپڑوں پہ ان کو حیرانی ہوئی سفید شرٹ جس پہ شکنوں کا جال تھا سینے تک کہ تین بٹن کھلے ہوئے تھے پر وہ اپنی حالت سے لاپرواہ سکندر خان کے پاس امید لیئے آیا تھا۔

اگر آپ سے کچھ مانگوں تو آپ دے گے؟ شاہ میر نے سوال کیا۔

میر بیٹا اگر میرے لیے ممکن ہوا تو مگر یہ تم نے ابھی اپنی کیا حالت بنالی ہے حیدر جانتا ہے تم واپس آگئے ہو؟ سکندر خان نے شاہ میر کو جواب دے کر پوچھا

میری حالت پہ نہ جائے اگر آپ میری بات مان لیگے تو یہ ٹھیک ہو جائے گا۔شاہ میر نے اپنے مطلب کی بات کی۔

ایسی کیا بات ہے؟سکندر خان نے پوچھا

ماہ کا نکاح کل مجھ سے کر دے۔شاہ میر ان کو دیکھ کر کہا۔

میر جانتے بھی ہو تم کہ بول کیا رہے ہو؟سکندر خان سخت لہجے میں بولے۔

اگر جانتا نہ ہوتا تو بولتا کیوں میں ماہ کو بہت چاہتا ہوں ان کے بغیر میں کچھ بھی نہیں آپ مجھے ماہ دے گے تو میں ساری عمر آپ کا شکر گزار رہوں گا۔شاہ میر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کے بولا۔

میر معذرت کے ساتھ کے تمھیں یہ بات کرنا تو دور اس بات سوچنا بھی نہیں چاہئی یے تھا۔سکندر خان نے منہ موڑ کر بولے۔

کیوں آخر آپ سب لوگوں کو میری چاہت دیکھ نہیں رہی میرے بس میں ہوتا گر تو میں آپ لوگوں کو اپنا دل چیر کر دیکھا تا کہ میں ماہ کو کتنا چاہتا ہوں۔شاہ میر بنا یہ سوچے کہ وہ مہر ماہ کے باپ کے سامنے ہے بس اپنے دل کا حال بیان کرنے لگا۔

چار سال بڑی ہے وہ تم سے چھوٹا بھائی ی سمجھتی ہے وہ تمہیں اور تم نے اس کے بارے میں یہ گندا اپنے دل دماغ میں بیٹھا یا ہے۔ سکندر خان چاہ کر بھی اپنے غصے پہ قابو نہ کر پائے۔

آپ کو کوئی ی حق نہیں کے آپ میرے جذبات کو گالی دے۔ شاہ میر جنونی انداز میں بولا۔

اپنے لہجے میں پہ غور کرو۔ سکندر خان کو اس کے بات کرنے کا انداز بلکل پسند نہ آیا۔

تو کیا آپ کو بھی میری چاہت نظر نہیں آ رہی۔ شاہ میر دکھ سے بولا اس نے کس کس کے سامنے اپنا دلِ حال نہیں بتایا تھا پر سب کو یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی وہ تو اللہ کے سامنے گڑگڑایا تھا پر نجانے ایسی کیا بات تھی جو اس کی دعا عرش پہ نہیں پہنچ پا رہی تھی

تمہارا یہ جذباتی خیال ہے گھر جاؤ آرام کرو۔ سکندر خان اس کی بات نظر انداز کرتا بولے۔ شاہ میر خاموش نظروں سے ان کو دیکھتا چلا گیا اس کے جاتے ہی سکندر خان پریشانی سے اپنا ماتھا مسلنے لگے۔

شاہ میر گھر آیا تو ہانم بیگم اس کی طرف آئی ی۔

میری کہاں تھے پتا بھی ہے ہم کتنے پریشان ہوگئے تھے؟ہانم بیگم نے اس کا
چہرہ تھام پیار سے بولی۔
مر نہیں گیا تھازندہ تھاپریشان مت ہوا تنی مرنے والا ہوں بھی نہیں۔شاہ میر ان کا
ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹاتاخشک لہجے میں کہہ کراُپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔جب کی
ہانم بیگم اس کے رویے پہ جہاں تھی وہی رہ گئی تھی تین دن بعد گھر آیا تھااور آتے
ہی اس کارویہ ان کو شرمندگی اورپریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔

آج مہرماہ کا نکاح تھااور نکاح کی تقریب گھر میں ہی رکھی گئی تھی۔مہرماہ نکاح کا جوڑا
پہنے خالی نظروں سے خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی اس نے آج وائٹ کلر کی
میکسی پہنی ہوئی تھی بال جوڑے میں قید تھے میک اپ اس نے ہلکہ ہی کرنے کا کہا
تھا بیوٹیشن کو اور اس میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی بڑا سا نیٹ کا ڈوپٹہ سر پہ
اُوڑھا گیا تھا کیوں کی کچھ ہی دیر میں نکاح کا پوچھنے آنے والے تھے۔دروازہ نوک
ہونے پہ اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا سامنے شاہ میر کو دیکھ کر اس کو
حیرانی پریشانی اور ڈر دسہ نجانے اور کیا محسوس ہوا تھا مہرماہ نے ایک نظر اس کو دیکھ
کر نگاہ دوسری طرف کرلی تھی اس کو شاہ میر کی حالت پر ترس آرہا تھا پر وہ مجبور تھی۔

کیوں آئے ہو؟مہرماہ نے دوسری طرف دیکھ کر پوچھا

ایک آخری کوشش کرنے کہ شاید پتھر پگل جائے۔شاہ میر بے بسی سے بولا مہرماہ کو

کسی اور کے لیے تیار ہوتا دیکھنا اس کے لیے انگاروں پہ چلنے سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔

شاہ میر اپنا بچپنا چھوڑ دو جو چاہتے ہو وہ ایسا ممکن نہیں۔مہرماہ نے کہا

بچپنا نہیں ہے میں سب کو یقین دلاتے دلاتے بیزار ہو گیا ہوں میری بات پہ اعتبار

کیوں نہیں آتا سب کو۔شاہ میر چیختے بولا۔

شاہ میر جاؤ یہاں سے باہر مہمان ہے تمہیں ایسے میرے کمرے میں دیکھ کر باتیں نہ

بنانے لگ جائے۔مہرماہ نے اس کو باہر بھیجنا چاہا۔

چچا جان سے اجازت لے کر آیا ہوں اور انہوں نے دے بھی دی پر جب آپ کو دینے

کا کہا تو منع کر دیا۔شاہ میر زخمی سا مسکرا کر بولا۔

تم بابا جان کے پاس گئے تھے؟مہرماہ نے حیرانی سے پوچھا

ہاں پر کسی کو بھی میری بات میرے جذبات کا احساس نہیں جیسے آپ کو نہیں۔شاہ میر

نے مشکل سے جواب دیا۔

تمہاری ضد ہی ایسی ہے۔مہرماہ نے کہا۔

میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتا۔شاہ میر نے بھیگے لہجے میں بتایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب کہنے اور سننے کی باتیں ہیں حقیقت میں ہر کوئی اپنے لیے جیتا ہے کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا۔مہرماہ نے پتھریلے لہجے میں کہا۔

میں سچ میں مر جاؤ گا۔شاہ میر نے پھر کہا۔

تو مر جاؤ شاہ میر پر میرے لیے مشکلات پیدا نہ کرو۔مہرماہ نے اس کی طرف رخ کر کے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

مر جاؤ۔شاہ میر زیر لب بڑبڑایا۔

آپ کو یاد ہے ایک دفعہ جب میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ نکاح کا کیا مطلب ہے تو آپ نے بہت سے مطلب بتائے تھے اور یہ بھی کہا تھا کہ نکاح میں مانگی گئی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔شاہ میر کہتا ہوا اس کے روبرو آیا۔

تو جب آپ نکاح نامے پہ دستخط کرے نہ تو آپ دل میں یہ دعا ضرور کیجئے گا کہ میں راستے میں جاتے وقت مر جاؤ کیوں کی میری زندگی کا مطلب ماہ ہے اگر وہ نہیں تو شاہ میر حیدر خان کا دنیا میں کوئی کام نہیں۔شاہ میر اس کو آنکھوں میں دیکھتا کہتے ہی کمرے سے نکل گیا۔جب کی مہرماہ کا سانس خشک ہو گیا تھا اس کا لگا کہ وہ اب سانس نہیں لے پائے گی یہ کیا کہہ گیا تھا شاہ میر اس سے کہ وہ اس کے مرنے کی دعا کرے مہرماہ کا دل کیا وہ خود مر جائے پر وہ کچھ کر نہیں سکتی تھی مہرماہ کا دل زور سے دھڑک رہا

تھا وہ کمرے سے نکل کہ شاہ میر کے پیچھے جانا چاہتی تھی پر اس کے پیر ہل تک نہیں رہے تھے۔

شاہ میر اپنے خالی وجود کو لیے گھر کے کہ قریب حیدر خان کی گاڑی میں بیٹھ گیا وہ اس وقت حواسوں میں نہیں تھا اس کو پتا بھی نہیں چلا تھا کہ اس نے گاڑی کا دروازہ ٹھیک سے لوک نہیں کیا تھا وہ ایسے ہی گاڑی ڈرائیو کرتا مہرماہ کی باتوں کو سوچ رہا تھا کہ کیا وہ اتنا غیر ضروری تھا مہرماہ کے لیے کہ مہرماہ نے اس کو مرنے کا ہی کہہ دیا تھا اگر وہ اس کے عشق کو قبول کرتی تو شاید وہ اس وقت ہی مر جاتا شاہ میر ڈرائیونگ کرتے کرتے اس کی اسپیڈ تیز کر دی تھی اس کو اپنے سامنے ایک ٹرک آتا دیکھائی دیا تو شاہ میر کہ چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ آگئی۔ آپ نے ماہ پہلی دفعہ کچھ مانگا تھا مجھ سے اور ایسا کیا ہو سکتا ہے کہ محبوب کچھ کہے اور عاشق اس کی بات نا مانے شاہ میر خود سے باتیں کرتا اپنی گاڑی کچلنے کہ لیے ٹرک کے آگے کر دی تھی اور یہ ایک سکنڈ کی بات تھی۔ ٹھاہ کی آواز کے بعد چاروں طرف پھر سناٹا چھا گیا تھا قبرستان سے زیادہ گہرا خاموشی کا راج ہو گیا تھا۔

اک تیرے عشق پہ وار دی ئے میں نے

وہ رنگ جو تین سو پینسٹھ تھے

میری آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مہرماہ ایسے ہی بے جان سی اپنے کمرے میں تھی جب اس کو نیچے نکاح کے لیے سارہ بیگم اور ہانم بیگم اس کو لینے کے لیے آئے تھے مہرماہ بنا کچھ کہے ان کے ساتھ چل دی جب حمیرا نے اس کے اُپر لال چنری ڈالی تب بھی اس کو کوئی فرق نہیں پڑا مہرماہ کو صوفے پہ شہیر کے آگے بیٹھایا گیا تھا اور سامنے پردہ لگایا گیا تھا امام صاحب نے نکاح کا کلمہ ابھی پڑھا ہی تھا کہ حیدر خان کی موبائل میں آنے والی کال نے ماحول میں ارتعاش پیدا کیا حیدر خان سب کو معذرت کرتی نظروں سے دیکھتے کال اٹھالی۔

ہاں

کیا بکواس ہے یہ

تم لوگوں کو میں نے میر کی حفاظت کے لیے ہی رکھا تھا۔فون پہ نجانے حیدر خان کو کیا بتایا گیا تھا جن سے ان کی آواز اتنی تیز ہو گئی تھی کہ سب ان کی طرف متوجہ

ہوئے تھے شاہ میر کہ نام پہ مہر ماہ بھی دولہن ہونے کا لحاظ کیے بنا اٹھ بیٹھی تھی اس کا دل زور سے دھک دھک کر رہا تھا۔

میں آتا ہوں۔حیدر خان لڑکھڑا کر بولے۔

کیا ہوا حیدر سب خیریت؟ سکندر خان نے پریشانی سے پوچھا۔

میں ابھی آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا مجھے میرے میر کے پاس جانا ہے جس کے ایکسڈینٹ کی خبر ملی ہے مجھے ان کی بات پہ سب سکتے کی حالت میں آگئے تھے جب کی مہر ماہ کو اپنا قصور لگ رہا تھا۔ہانم بیگم کا ہاتھ اپنے کلیجے پہ پڑا تھا آخر ماں تھی۔حیدر خان کو سکندر خان کو جواب دے کر باہر کی طرف چلے گئے ہانم بیگم بھی ان کے پیچھے گئی اور پری آیان بھی روتے اپنے موم ڈیڈ کے پیچھے گئے پر سکندر خان کو اتنا ہوش نہ تھا کہ وہ کچھ کرتے ہوش میں تو ان کو مہر ماہ لائی تھی۔

بابا جان مجھے شاہ کے پاس جانا ہے یہ سب میری وجہ سے ہوا مجھے پلیز لے چلے آپ مہر ماہ ان کے قدموں میں بیٹھ گئی تھی جب کی سکندر خان اپنی بیٹی کی حالت کو دیکھ رہے تھے مہر ماہ کو دیکھ کر ان کو کل شاہ میر سے ہوئی ملاقات یاد آئی تھی وہ بھی تو ایسے ہی تڑپ رہا تھا ان کے سامنے پر انہوں نے اس کی بات پہ دھیان نہیں دیا تھا سارہ بیگم جلدی سے مہر ماہ کو سہارا دیئے صوفے پہ بیٹھا یا تھا گھر میں مہمانوں کو

شاہزیب نے معذرت کرتے گھر سے جانے کا بولا تھا کہ نکاح نہیں ہو گا بھی جس میں حمیرا ناچاہتے بھی خاموش رہی شہیر تو بس مہرماہ کی حالت جانچنے میں لگا ہوا تھا۔

بابا جان ہم یہاں کیوں ہیں؟ہمیں ہوسپٹل کے لیے نکلنا چاہئے ہے۔شاہزیب سکندر خان کے پاس آتا بولا مہرماہ پاگلوں کی طرح بس روئے جارہی تھی سارہ بیگم کو مہرماہ کو سنبھالنا مشکل لگ رہا تھا جو کسی بات سن ہی نہیں رہی تھی۔

بہن کو لیکر آؤ۔سکندر خان شاہزیب سے کہتے باہر نکل گئے۔شاہزیب نے مہرماہ کو دیکھا جو نجانے کیا کیا بول رہی تھی اور رو بھی رہی تھی۔

اسپتال کے کوریڈور میں موت کا سناٹا تھا وہ سب ڈاکٹر کے آنے کے انتظار میں تھے جو پہلے ہی ان کو امید دلائے بغیر کہا تھا کہ شاہ میر کا ابھی بھی سانس لینا ایک معجزاتی بات ہے ورنہ ان کا ایکسیڈنٹ بہت برا ہوا ہے۔حیدر خان نے شاہ میر کے اس طرح تین دن غائب رہنے کے بعد اس کے پیچھے کچھ آدمی رکھے تھے جن سے انہوں نے کہہ رکھا تھا کہ شاہ میر پہ نظر رکھے اس کو اگر کچھ غلط کرتا دیکھے تو اس کو روک کر ان کو اطلاع دے۔اور آج انہوں نے حیدر خان کو بتایا کہ کیسے شاہ میر نے اپنی گاڑی ٹرک کے آگے کر دی تھی یہ اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ کچھ کر بھی نہیں پائے تھے گاڑی بری کچل

گ ئی تھی پر شاہ میر کی سیٹ کا دروازہ ان لوک ہو گیا تھا اور شاید اس نے سیٹ بلیٹ بھی نہیں باندھا تھا جس کی وجہ سے وہ گاڑی سے نکل کہ دور جا گرا تھا پر چوٹیں تب بھی بہت آئی ی تھی جس سے ڈاکٹر ناامید تھے اور اپنی طرف سے کوشش کر رہے تھے

ڈاکٹر میرا بیٹا کیسا ہے اب؟ جیسے ہی ڈاکٹر آیا تو ہانم بیگم نے ان کو پوچھا مہرماہ اور باقی سب بھی امید لیے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

دیکھے ہم نے پہلے ہی بتایا تھا ان کی حالت بہت خراب ہے پر ہم نے اپنی پوری کوشش کی پر پھر بھی آپ کہ مریض کوما میں چلے گ ئی ے ان کے سر پہ بہت گہری چوٹ آئی ی ہے۔ان کی بات پہ مہرماہ دیوار سے جا لگی تھی۔

ہوش کب آئے گا؟ حیدر خان نے ہمت کرتے پوچھا

ابھی ہم کچھ کہہ نہیں سکتے کیوں کہ کوما میں جانے کے بعد کم لوگ ہی بچتے ہیں اور مسٹر شاہ میر کی تو حالت بلکل خراب ہے آپ بس دعا کرے۔ڈاکٹر کہتے ہی چلا گیا جب کی وہ سب اب رونے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے ہر کوئی ی خود کو شاہ میر کی حالت کا ذمہدار سمجھ رہا تھا پر مہرماہ کو یقین تھا شاہ میر کی حالت کی وجہ وہ ہے اس کے دماغ میں شاہ میر کا جملا گونج رہا تھا۔میں سچ میں مر جاؤ ں گا۔

ہم جو آپ پہ مر بیٹھے تھے

آپ پہ لازم تھا ہمیں زندہ رکھنا۔

نکاح سادگی میں کر لیتے ہیں ہمیں بھی میر کی حالت کا افسوس ہے پر نکاح تو ہونا ہی ہے نہ تو بس آپ مان جائے میر کو ہفتے سے زیادہ ٹائم ہو گیا ہے ابھی تک تو ڈاکٹر خود پُر امید نہیں۔ حمیرا اسکندر خان اور سارہ بیگم کو کہہ رہی تھی وہ اس وقت سکندر خان کے گھر تھی جہاں نادیہ اور مہر ماہ تھی اور وہ سب ان کو افسوس بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے جن کو ابھی بھی بس نکاح کی پڑی تھی۔

بابا جان ابھی مجھے کسی سے نکاح نہیں کرنا۔ مہر ماہ اپنا فیصلا سنا کر اندر چلی گئی۔

یہ کیا بات ہوئی۔ حمیرا ناگوار لہجے میں بولی۔

حمیرا اگر تمہیں جلدی ہے تو کہیں اور شہیر کی شادی کروا دو۔ نادیہ بیگم بنا لحاظ کیے بولی۔

بھابھی اگر آپ لوگوں نے ایسا کیا تو زین کا نکاح بھی حور سے نہیں ہو گا۔ حمیرا نے اپنی طرف سے ان کو دھمکی دی۔

شوق سے حمیرہ میری بیٹی کو رشتو کی کمی نہیں۔ نادیہ بیگم نے طنزیہ لہجے میں ان سے کہا۔ تو وہ سب گھورتی نکل گئی۔

دو سال بعد

حیدر ہمارے بیٹے کو ہوش کب آئے گا؟ ہانم بیگم نے افسردگی سے حیدر خان سے پوچھا

دعا کرو جلدی آجائے دعا میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ حیدر خان نے ان کو دلاسہ دیا۔

دو سالوں سے وہی تو کر رہی ہوں۔ ہانم بیگم نے گہری سانس بھر کر کہا۔

کبھی کبھی بڑے اپنے اندازوں اور فیصلوں کی وجہ سے بہت غلط کر دیتے ہیں۔ حیدر خان کھوئے لہجے میں بولے۔

بات تو صحیح کی ہے آپ نے۔ ہانم بیگم نے اتفاق کیا۔

اتنا اندھیرہ کر کے کیوں بیٹھی ہو؟ شاہزیب مہرماہ کے کمرے کی لائیٹ آن کرتا بولا۔

اگر زندگی میں اندھیرہ ہو تو آس پاس کا اندھیرہ دیکھائی نہیں دیتا۔ مہرماہ نے سنجیدگی سے جواب دیا

بہت فضول بولنے لگ گئی ہو۔ شاہزیب نے گھور کر کہا۔

ہاں واقعی میں بہت فضول بولتی ہوں میں۔ مہرماہ نے اس کی بات پہ کہا۔

تم کب تک اپنے آپ کو ایسی بات کی سزا دو گی؟ جس کی قصور وار تم ہو ہی نہیں۔ شاہزیب نے اس کو دیکھ کر پوچھا

تمھیں نہیں پتا کچھ۔ مہرماہ نے نفعی میں اپنا سر ہلا کر کہا۔

وہ ٹھیک ہو جائے گا جلدی اور دیکھنا اب وہ ضد نہیں کرے گا بلکی اپنی زندگی خوشی سے جی ئے گا۔ شاہزیب نے اس کو امید دلائی ی۔

حیدر خان کو ہوسپٹل سے فون آیا تو انہوں نے جلدی سے کال اٹھالی اور ان کو جو خبر ملی انہوں نے کال کٹ کر کے زمین پہ سجدہ کر کے اپنا اللہ کا شکر ادا کیا کیوں کی ابھی ان کو پتا چلا کہ شاہ میر کو ہوش آ گیا تھا وہ جلدی سے ہانم بیگم اور پری آیان کو بتانے کے لیے ان کو بولانے لگے۔

تم نہیں چلو گی میر سے ملنے؟ شاہزیب نے نماز سے فارغ ہوتی مہرماہ سے سوال کیا۔

نہیں۔ مہرماہ نے سنجیدگی سے جواب دیا

آتی تو بہتر تھا۔شاہزیب نے بھی سنجیدگی سے کہا

میں شاہ میر کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پاتی خود میں۔مہرماہ نے بے بسی سے کہا

اتنی کمزور تو نہیں تھی میری چڑیل بہن۔شاہزیب نے جان بوجھ کر چڑیل لفظ بولا

پر اب ہوں۔مہرماہ نے جواب دیا۔

شاہ میر جب سے ہوش آیا تھا اس نے کسی بات کرنا ضروری نہیں سمجھا جو بھی آتا اس سے بات کرتا اور جواب نہ ملنے پہ افسردہ ہو کر رہ جاتا شاہ میر جو پہلے کم بولتا تھا اب وہ بھی بولنا چھوڑ دیا تھا۔

یہ لوں نہ میر۔ہانم بیگم نے ایک سویٹ ڈش اس کے سامنے کرتے کہا وہ اس وقت رات کا کھانا کھا رہے تھے شاہ میر کو ہوش میں آئے ایک مہینے سے زیادہ وقت ہو گیا تھا جس پہ تین دفعہ سکندر خان سارہ بیگم اور شاہزیب اس سے ملنے آئے تھے اور لوگ بھی ملنے آتے پر شاہ میر کا دل اب بھی بس مہرماہ کے آنے کا انتظار کرتا

شاہ میر اب بھی اس بات سے ناواقف تھا کہ مہرماہ کی شادی نہیں ہوئی اس کو لگتا تھا ہو گئی ہو گی پر اس نے کبھی کسی سے پوچھا نہیں تھا۔

مجھے جو چاہئے ہو گا وہ میں خود لے لوں گا۔شاہ میران کا بڑھا ہوا ہاتھ نظر انداز کرتا بولا۔

کب تک ناراض رہو گے؟حیدر خان نے سوال کیا۔

میں کسی سے بھی ناراض نہیں ہوں۔شاہ میر سنجیدگی سے بولا۔

تو بات کیوں نہیں کرتے اور اگر کر بھی لوں تو اتنا خشک لہجہ کیوں ہوتا ہے؟حیدر خان اپنا کھانا چھوڑ کر اس سے سوال کرنے لگے۔

میرا دل نہیں کرتا بات کرنے کو۔شاہ میر نے بات ختم کرنی چاہی۔

اچھا۔حیدر خان نے اس کو دیکھ کر کہا۔

جی۔شاہ میر ان سے کہتا اٹھ کر چلا گیا۔

اب ہمیں مہرو کا رشتہ کہیں اور کرنا چاہئے عمر ہو گئی ہے اس کی۔سارہ بیگم نے فکر مند ہو کر کہا۔

ہاں عمر تو ہو گئی ہے۔سکندر خان نے بس اتنا کہا۔

نادیہ کی طرف بھی جانا ہے اب زیب حور کے شادی کی تاریخ رکھنے۔سارہ بیگم نے بتایا۔

بھابھی کو بتادینا کہ شام میں تیار رہے۔ سکندر خان راضی ہوتے بولے۔

جی کہہ دوگی۔ سارہ بیگم نے سر ہلایا

ایک دفعہ زیب سے پھر پوچھ لینا ایسا نہ ہو کہ بعد میں مسلا کردے۔ سکندر خان نے اچانک کہا

بہت بار پوچھ چکی ہوں اس کا یہی کہنا ہے کہ آپ لوگوں کی مرضی اور ایک سال کا فرق اتنا زیادہ بھی نہیں کہ میں انکار کرو۔ سارہ بیگم نے خوشدلی سے بتایا۔

صحیح۔ سکندر خان نے گہری سانس لی وہ اب مہرماہ کی وجہ سے پریشان رہتے تھے اس نے سب سے کہہ دیا تھا کہ اس کو شادی نہیں کرنی کسی سے بھی اور شاہزیب کا رشتہ جب حمیرا نے توڑنے کی دھمکی دی تھی تو نادیہ بیگم نے حقیقت میں ختم کردیا تھا کہ جس رشتے کی بنیاد میں ہی دھمکی ہو تو آگے اور مسائل بننے سے بہتر ہے کہ ختم کردیا جائے تب پھر سکندر خان اور سارہ بیگم نے شاہزیب سے پوچھ حور کا رشتہ مانگ لیا تھا جو انہوں قبول کرلیا تھا رسم وغیرہ کی نہیں تھی کہ جب شاہ میر ٹھیک ہو جائے گا تب کرینگے۔

شاہ میر اس وقت ریان کے ساتھ تھا جس نے کراچی میں اپنا گھر لیا تھا اور ابھی وہ وہیں رہتا تھا اور آج شاہ میر خود اس سے ملنے آیا تھا پر بات نہیں کی تھی۔

میر تم اپنی زندگی کیوں ضائع کر رہے ہو؟ ریان نے اس کی خاموشی سے تنگ آکر کہا۔

گھر اچھا ڈیکوریٹ کیا ہے اور فرنیچر بھی بہت اچھا ہے کیا یہ سب تم نے خود لیا اور تیار کیا ہے؟۔شاہ میر اس کی بات نظر انداز کرتے کہا۔

نہیں پڑوس میں کاجل رہتی ہے اس نے کیا ہے۔ریان خود کی بات نظر انداز کرتے دیکھ کر جل بھن کر بولا۔

ریان میں یہاں سکون کے لیے آیا ہوں کیا تم چپ رہ کر دے سکتے ہو۔شاہ میر سنجیدگی سے بولا۔

سکون مل جائے گا اگر اپنا دل سنبھال کر رکھو گے کہ اپنوں کے لیے کسی ایسے انسان کے پیچھے نہیں جس کو تمہاری قدر ہی نہیں۔ریان نے بھی سنجیدگی سے کہا۔

مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہئے تھا۔شاہ میر اس کو گھور کر کہتا نکل گیا۔

اللہ ہی تمہیں عقل دے۔ریان نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

شاہ میر گھر آ کر اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب ان کے گھر میں کام کرنے والی ماجدہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا

میر صاحب آپ لیے کھانے کو کجھ لے آؤ بی بی جی نے کہا تھا جیسے ہی آپ آئے آپ سے پوچھو؟

موم کہاںہے؟شاہ میر نے سیڑ ھیو پہ ہی کھڑے پوچھا

جی وہ کجھ ٹائم پہلے ہی نکلے تھے زیب صاحب اور حور بی بی کی شادی کی تاریخ رکھنے کے لیے نادیہ بی بی کے گھر گ ئی ے ہیں۔اس نے آگاہ کیا۔

حور آپی یا نابیہ؟شاہ میر جھٹکے سے مڑ کر اس کی طرف دیکھ کر پوچھا

حور بی بی۔اس نے جلدی سے بتایا

آپ یہاں میرے ایکسیڈنٹ سے پہلے سے ہیں نہ؟شاہ میر نے نیا سوال کیا۔

جی جی بلکل۔اس نے فورن سے کہا۔

تو جس دن میرا ایکسیڈنٹ ہںوا تھا اس دن حور آپی کا نکاح تھا کسی اور کے ساتھ تو یہ زیب بھائی ی کے ساتھ کیسے؟شاہ میر نے اُلجھ کر پوچھا

جی زیادہ تو مجھے نہیں پتا پر پر آپ کے ایکسیڈنٹ کی خبر پہ تقریب روک دی گ ئی تھی۔اس نے اپنی معلومات کہ مطابق بتایا۔جس پہ شاہ میر کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔اس کو جاتا دیکھ کر شاہ میر فورن سے بولا۔

کیا ماہ کا نکاح بھی نہیں ہ‍وا تھا؟

جی ان کا بھی نہیں ہ‍وا تھا۔ماجدہ نے بتایا۔جب کی اس کی بات پہ شاہ میر کے جسم میں جیسے جان ڈال دی تھی وہ اپنے کمرے میں جانے کے بجائے سکندر خان کے گھر کی طرف بھاگ کر گیا۔

گھر میں کون کون ہ‍ے؟شاہ میر نے بے چینی سے گارڈ سے سوال کیا۔

جی بس مہرو بی بی ہیں۔گارڈ نے سر جھکا کر بتایا۔شاہ میر اس کی بات پہ دھڑکتے دل کے ساتھ گھر کے اندر جانے لگا پھر رک گیا اور پھر گارڈ سے کہا۔

ان سے کہو کہ کوئی ی ملنے آیا ہ‍ے اور لان میں ان کا انتظار کر رہا ہ‍ے۔

جی بہتر۔گارڈ نے سر ہلا یا۔

شاہ میر بے چینی سے لان میں چکر کاٹتے مہر ماہ کے آنا کا انتظار کر رہا تھا۔مہر ماہ کو آتے دیکھ کر شاہ میر کا زور سے دھڑکا جب مہر ماہ کی نظر اس پہ پڑی تو اس کی آنکھوں میں

حیرانی در آئی ي تھی پر اس نے شاہ میر کے چہرے سے نظر نہیں ہٹائی ی تھی جب کی
شاہ میر کو آج وہ سکون نصیب ملا تھا جو وہ تلاش کرتا رہتا تھا۔

غمِ زندگی، غمِ بندگی، غمِ دوجہاں، غمِ کارواں
میر ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر میرا امتحان

مہر ماہ نے اپنا سر جھکا دیا اس کو شرمندگی ہں ورہی تھی شاہ میر کو دیکھ کر اپنا رویہ یاد آرہا
تھا جو اس نے شاہ میر سے رکھا تھا دو سال پہلے پھر وہ بولی۔
کیسے ہں و؟
اتنا مشکل سوال تو نہ پوچھے۔شاہ میر ہنس دیا نجانے کتنے وقت بعد ورنہ اس کو تو مسکرانا
ہی بھلا دیا تھا۔
کیسے آنا ہں وا؟ مہر ماہ نے اپنا سوال بدلا۔
آپ کو پتا ہں ونے کے بعد بھی پوچھنا چاہ ئی یے تو نہیں۔شاہ میر نے کچھ ناراضگی سے
کہا۔
بیٹھو۔مہر ماہ نے کرسی کی جانب اشارہ کرتے بیٹھنے کا کہا۔

اب تو آپ کو یقین آ یا ہو گا نہ کہ آپ زمین پہ صرف میرے لیے اُتاری گ ئی

ہیں۔شاہ میر اس کی بات نظر انداز کر تا اس کے سامنے آکر کہنے لگا۔

پھر سے وہی باتیں۔مہر ماہ نے اس کو دیکھ کر کہا

ہاں کیوں کی میرے بس یہی باتیں اور زندہ رہنے کے لیے یہی وجہ ہے۔شاہ میر نے

آرام سے جواب دیا

مجھے لگا تم بدل گ ئے ہو گے۔مہر ماہ کچھ دور ہو کر بولی۔

بدل تو گیا ہوں پر شاید اب بھی کسی کو مجھ پہ رحم نہیں اس لیے تو اس بار بھی مجھ سے

باتیں چھپائی گ ئی۔شاہ میر طنزیہ بولا۔

میں تمہارے قابل نہیں تم مجھ سے زیادہ اچھی لڑکی کے قابل ہو اگر اپنے آس پاس

دیکھو تو۔مہر ماہ نے سمجھانا چاہا۔

نگاہ اٹھی ہی نہیں پھر ایک

شخص کا دیدار مجھے پابند کر گیا۔

شاہ میر گھمبیر آواز میں اس کو دیکھ کر بولا۔

مجھے اب کسی سے شادی نہیں کرنی میں اب اکیلا رہنا پسند کرنے لگی ہوں۔مہر ماہ نے

کچھ سخت لہجے میں کہا۔

مطلب آپ مان گ ئی ہیں اب میرے ایکسیڈنٹ کے بعد آپ کا دل پگھل ہی گیا۔شاہ میر نے لب دانتوں تلے دبائے مہرماہ کو دیکھ کر بولا۔

ایسا کچھ نہیں۔مہرماہ نے اپنی طرف سے کمزور سی وضاحت دی۔

اب تو گھر والوں کو بھی مسلا نہیں ہو گا بس آپ کہہ دے کہ آپ کو میں اور میرا عشق قبول ہے۔شاہ میر محبت سے اس کو دیکھ کر بولا۔

میں ہی کیوں شاہ۔مہرماہ نے کمزور لہجے میں کہا۔

آپ ہی کیوں نہیں۔شاہ میر اسی انداز میں بولا۔

یہ غلط ہے شاہ تم ایسے اپنی بات منوا نہیں سکتے۔مہرماہ نے اس کو دیکھ کر کہا۔

پیار کرنا غلط تو نہیں۔شاہ میر نے برا مان کر کہا۔

لوگ کیا

لوگوں کی چھوڑے اپنی بات کہے۔شاہ میر اس کو ٹوک کر بولا۔

مہرماہ نے ایک نظر شاہ میر کو دیکھا جو چمکتی آنکھوں سے اس کے جواب کا منتظر تھا مہرماہ نے سرخ چہرے لیے اپنا سر جھکا دیا جب کی شاہ میر کا چہرہ کھل اٹھا تھا اس کا اپنا جواب مل گیا تھا شاہ میر فورن سے مہرماہ کا ہاتھ پکڑ کر اس سے پوچھا

کیا سچ میں؟

ہمم مہرماہ نے ویسے ہی سر جھکا کر جواب دیا۔

پھر آپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئی ی تھی کتنا انتظار تھا مجھے آپ کے آنے کا۔ شاہ میر نے شکوہ کیا۔

میں شرمندہ تھی تمہاری حالت کا قصوروار خود کو سمجھ رہی تھی مجھے میں ہمت نہ تھی کہ تمہارا سامنا کرتی۔ مہرماہ نے وضاحت دی۔

ویسے آپ نے میرے معاملے میں بہت ظالم بنی ہیں۔ شاہ میر مسکرا کر بولا۔

میرے پاس اور کوئی ی رستہ بھی تو نہیں تھا مجھے لگتا تھا بس بچپن سے جو تم میرے ساتھ ہوتے تھے اس لیے اب بھی شاید بچپنا ہے تمہارا اور میرا رشتہ شہیر سے ہو چکا تھا میں کیسے تمہاری بات پہ اعتبار کرتی۔ مہرماہ نے کہا۔

آپ کو پتا ہے میں نہ پہلے ابھی گھر کے اندر آ رہا تھا پھر یہاں آ گیا پتا ہے کیوں؟ شاہ میر نے پوچھا

کیوں؟ مہرماہ نے پوچھا

کیوں کی مجھے آپ ملی دفعہ یہی دیکھی تھی اور میں تب اپنے آپ کو یہاں آپ کی طرف آنے سے روک نہیں پایا تھا۔ شاہ میر نے بتایا۔

پاگل ہو تم۔ مہرماہ نے اس کے ماتھے پہ چپت لگا کر کہا۔

بنانے والی بھی آپ ہیں اپنی مسکراہٹ سے یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ دیکھ کر بارہ سال کا معصوم بچہ کیا کرے گا اگر اس کو اتنی خوبصورت مسکراہٹ دیکھنے کو ملے گی تو۔ شاہ میر شرارت سے مہر ماہ کو دیکھ کر کہا۔

اب خود کو معصوم تو نہ کہو۔ مہر ماہ کو شاہ میر کی بات پہ بہت شرم آئی ی جس کو قابو کرتی وہ مشکل سے بول پائی ی۔

ویسے سچ بتائی یے گا جب میں نے آپ کی مسکراہٹ کی پہلی دفعہ تعریف کی تھی تب بھی آپ شرمائی ی تھی نہ۔ شاہ میر نے آج مہر ماہ سے سارے حساب لینے چاہے

شاہ چپ کرواب۔ مہر ماہ نے اس کہ سینے پہ ہلکہ سا تھپڑ مار کر کہا۔

ہاہاہاہاہا۔ یو آر بلشنگ۔ شاہ میر نے زندگی میں پہلی دفعہ قہقہقہ لگایا تھا۔ مہر ماہ نے شاہ میر کو دیکھ کر دل میں ماشااللہ کہا تھا۔

آپ کو پتا ہے جب مجھے آپ کا ملنا نا ممکن لگا تو پھر کیا آیت آئی ی میرے سامنے؟ شاہ میر نے اپنا سر مہر ماہ کے سر سے ٹکا کر اس کو بولا۔

کیا؟ مہر ماہ نے سکون سے آنکھیں بند کر کے پوچھا

اِنَّ اللہ کلُ ِ شَیءٍ قَدِیرُ ٌ ۔۔

شاہ میر کے بتانے پہ وہ پر سکون سی مسکرا دی۔

****

❤️ختم شدہ❤️

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین